انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (الحدیث)

ختم نبوت پر ایک خوبصورت اور تحقیقی کتاب

تحقیق مسئلہ ختم نبوت

تالیف

خطیب ختم نبوت
حافظ مفتی محمد نواز بشیر جلالی
فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ناشر:
جلالیہ پبلیکیشنز پاکستان

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (الحدیث)

ختم نبوت پر ایک خوبصورت اور تحقیقی کتاب

تحقیق مسئلہ ختمِ نبوّت

تالیف
خطیبِ ختمِ نبوت
حافظ مفتی محمد نواز بشیر جلالی
فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ناشر:
جلالیہ پبلیکیشنز پاکستان

نام کتاب .... تحقیق مسئلہ ختم نبوت

نام مؤلف .... علامہ مولانا مفتی محمد نواز بشیر جلالی مدظلہ

تصحیح .... مولانا محمد فاروق شریف رضوی

نظر ثانی .... مولانا حافظ محمد شہزاد ہاشمی

کمپوزنگ .... مولانا محمد اکرام اللہ بٹ (0300-6212350)

ناشر .... جلالیہ پبلی کیشنز

سن اشاعت .... اگست 2018ء / ذوالحجہ 1438ھ

صفحات 416

قیمت ....

ملنے کے پتے

☆ ...... قدیمی مرکزی جامع مسجد حنفیہ ڈڈیال آزاد کشمیر

☆ ...... جامعہ جلالیہ جلالپور بھٹیاں

☆ ...... جامعہ مسجد بہارِ مدینہ مدینہ ٹاؤن جلالپور بھٹیاں (0301-4662973)

☆ ...... مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

☆ ...... مکتب قادریہ دربار مارکیٹ لاہور

☆ ...... مکتبہ فضل حق پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور

☆ ...... نظامیہ کتاب گھر، اردو بازار لاہور

فیضان کرم

بحر علم و عرفاں، حافظ الحدیث والقرآن،

سیدی و مرشدی جنید زماں، جلال الملت والدین

حضرت اعلیٰ حضرت پیر

سید محمد جلال الدین شاہ

مشہدی نور اللہ مرقدہٗ

درگاہِ مقدسہ جلالیہ

و بانی جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ

بھکھی شریف

فیضان کرم

پیکر صدق و اخلاص،

شیخ کامل جانشین حضرت حافظ الحدیث والقرآن

سیدی و مرشدی حضرت پیر

سید محمد مظہر قیوم شاہ

مشہدی رحمۃ اللہ علیہ

المعروف بہ حضرت ثانی صاحب

سجادہ نشین اول درگاہ مقدسہ جلالیہ

بھکھی شریف

فیضان کرم

شیخ المحدثین، فقیہ ملت،

مفتی اعظم پاکستان

حضرت علامہ

مفتی محمد عبد القیوم ہزاری رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

شہید ختم نبوت

پروردۂ آغوش ولایت،

شہید ختم نبوت،

استاذ العلماء

حضرت علامہ پیر

سید محمد اجمل شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

کوٹلی میانی شریف

نگاہ شفقت

قاسم فیضان سرہند و بریلی،

شیخ الحدیث سلطان المدرسین

حضرت علامہ پیر

سید مفتی محمد نوید الحسن شاہ مشہدی

سجادہ نشین درگاہِ مقدسہ جلالیہ

بھکھی شریف

نگاہِ شفقت

شیخ الحدیث والتفسیر امام المدرسین

استاذ العلماء

حضرت علامہ حافظ

محمد عبد الستار سعیدی صاحب

شیخ الحدیث وناظم تعلیمات

جامعہ نظامیہ رضویہ

اصحاب محبت

۱۔ حضرت مولانا قاری عاطف جبار حیدری صاحب (برمنگھم)
۲۔ حضرت علامہ ڈاکٹر عبدالرسول طاہر صاحب چیئرمین نورالحرمین انٹرنیشنل ایجوکیشنلز (لندن)
۳۔ حضرت علامہ مفتی فیض رسول صاحب (برسٹل لندن)
۴۔ مصنف کتبِ کثیرہ علامہ پیر محمد حنیف رضا نقشبندی (بریڈفورڈ)
۵۔ پیر طریقت پیر سید غلام دستگیر شاہ گیلانی صاحب (ہیلی فیکس)
۶۔ عزت مآب الحاج خالد حسین صاحب (ہیلی فیکس)
۷۔ استاد الحفاظ حضرت علامہ قاری ظہیر صاحب (ہیلی فیکس)
۸۔ حضرت علامہ مولانا محمد ایوب چشتی صاحب (بیلک برن)
۹۔ عزت مآب الحاج پرویز بھٹی صاحب (بیلک برن)
۱۰۔ حضرت علامہ مولانا محمد اعجاز نیروی صاحب (لندن)
۱۱۔ عزت مآب جناب قاری طارق صاحب (لندن)
۱۲۔ عزت مآب جناب ظفر صاحب (جامع مسجد چشمۂ رحمت)
۱۳۔ پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب (ویکفیلڈ)
۱۴۔ محسن اہل سنت عزت مآب جناب قاری محمد عارف سیالوی صاحب (لاہور)
۱۵۔ حضرت علامہ مولانا حاجی محمد ایوب نقشبندی صاحب (اولڈھم)
۱۶۔ حضرت علامہ قاری محمد اسلم سیالوی صاحب (اولڈھم)
۱۷۔ حضرت علامہ ساجد شامی صاحب (شیفلڈ)
۱۸۔ حضرت علامہ قاری غلام یٰسین صاحب (شیفلڈ)
۱۹۔ عزت مآب ملک عزیز الرحمن صاحب (شیفلڈ)
۲۰۔ عزت مآب ملک ثاقب الخیری صاحب (لندن)
۲۱۔ عزت مآب جناب فیضان عرفانی صاحب (بریڈفورڈ)
۲۲۔ حضرت علامہ مفتی محمد اسلم خان نقشبندی صاحب (میرپور)

۲۳۔ عزت مآب جناب الحاج شوکت میر پوری صاحب (کتیلے)

۲۴۔ پیر طریقت پیر ممتاز احمد نقشبندی صاحب (میر پور)

۲۵۔ صاحبزادہ پیر قدیر احمد زاہدی صاحب (میر پور)

۲۶۔ محترم جناب شیخ محمد سرور صاحب (میر پور)

۲۷۔ عزت مآب الحاج جمیل اقبال ملک صاحب (صدر جماعت اہل سنت تحصیل ڈڈیال)

۲۸۔ ظفر اہل سنت پروفیسر ڈاکٹر ظفر اقبال جلالی صاحب

۲۹۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسلم جلالی صاحب

۳۰۔ علامہ رفاقت جلالی صاحب

۳۱۔ محترم ملک تنویر صاحب

۳۲۔ علامہ مولانا محمد ندیم نقشبندی صاحب (صبور شریف)

۳۳۔ عزت مآب جناب غازی ثاقب شکیل جلالی صاحب (امیر تحریک تحفظ اسلام انٹرنیشنل)

۳۴۔ پیر سید ابرار حسین شاہ کاظمی صاحب (صدر تحریک تحفظ اسلام آزاد کشمیر)

۳۵۔ علامہ صاحبزادہ نعیم عارف نوری صاحب (ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ نوریہ)

۳۶۔ استاذ الحفاظ حافظ محمد اصغر جلالی صاحب (بانی مہتمم جامعہ جلالیہ)

۳۷۔ استاذ العلماء حضرت علامہ صاحبزادہ طاہر شہزاد سیالوی صاحب

۳۸۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد کاشف جمیل صاحب

۳۹۔ حضرت علامہ مولانا محمد عارف ستار القادری صاحب

۴۰۔ حضرت علامہ مولانا حکیم طاہر نذیر صاحب

۴۱۔ عزت مآب محترم امجد کھوکھر جلالی صاحب

۴۲۔ وکیل ناموسِ رسالت عزت مآب جناب چوہدری ریاض عالم صاحب (میر پور)

۴۳۔ یادگارِ اسلاف حضرت مولانا محمد بشیر احمد مصطفائی صاحب (میر پور)

۴۴۔ عزت مآب جناب محترم محمد نوید صاحب (گجرات)

۴۵۔ حضرت علامہ قاری عبد الرشید رضوی قادری صاحب (فیصل آباد)

۴۶۔ حضرت علامہ مولانا غلام مصطفی سلطانی صاحب (حافظ آباد)

۴۷۔ حضرت علامہ قاری لیاقت علی رضوی صاحب (لاہور)

فہرست

انتساب

میں اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو جملہ مجاہدین ختم
نبوت کے نام منسوب کرنے کا شرف حاصل
کرتا ہوں جنہوں نے مسئلہ ختم نبوت کی
حساسیت کو سمجھا اور اس مسئلہ کی حفاظت کے
لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کیا۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

دعا گو

حافظ محمد نواز بشیر جلالی

تقریظِ جمیل

مجاہد تحریک ختم نبوت حضرت علامہ مولانا عاطف جبار حیدری صاحب

(خطیب جامع مسجد چشمہ رحمت اولڈ بری برمنگھم یوکے)

عقیدۂ ختم نبوت دینِ اسلام کی اساس اور بنیاد ہے۔اس عقیدے سے انحراف اور اس میں ذرہ برابر شک کرنے والا دائرہ اسلام سے فی الفور خارج ہو جاتا ہے۔ ختم نبوت پر ایمان ساڑھے چودہ سو سال سے پوری دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کا اجماعی اور مسلمہ عقیدہ ہے۔ مرزا قادیانی اسلام دشمن قوتوں کا تیار کردہ ایک ایسا فتنہ تھا جو برصغیر پاک وہند میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ختم نبوت کا انکار کرکے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لعنت کا مستحق ٹھہرا۔ علمائے اہلسنت نے مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں اس کی جھوٹی نبوت کا رڈ کرکے اس کی نام نہاد کتابوں کے تار پور بکھیر کر رکھ دیئے۔ لیکن قادیانی فتنہ تادمِ تحریر اپنی ریشہ دوانیوں سے باز نہیں آیا۔ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلے کفر کا فتوی امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے دیا۔ اور اس کے بعد دیگر علمائے اہلسنت نے تقریر وتحریر اور مناظرے کے ذریعے پوری دنیا میں فتنۂ قادیانیت کا ناطقہ بند کر دیا۔ خصوصاً تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے مرزا قادیانی کے چیلنجِ مناظرہ کو قبول کرکے مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کو یہ پیغام دیا کہ قادیانیو تمہارے عقیدے کی بنیاد جھوٹ فریب اور مفروضے پر قائم ہے۔ لہذا تم حضرت محمد ﷺ کے غلاموں کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کرسکتے پھر چشم فلک نے دیکھا کہ کوئی قادیانی پیر

مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے میدانِ مناظرہ میں آنے کی جرأت نہ کرسکا۔ لیکن قادیانیوں کے عزائم کے تحفظ کے لئے ،ان کے مغربی آقا پیسے کا بے دریغ استعمال کررہے ہیں،جس کی وجہ سے قادیانی قیام پاکستان سے پہلے اور بعد میں بھی اپنے مذموم مقاصد پرعمل کرنے سے باز نہیں آرہے۔

1974ء کی نیشنل اسمبلی نے قائد ملتِ اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ کی قرارداد پر عمل کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔جس کے بعد قادیانی ملک پاکستان میں کوئی بھی شعائر اسلام استعمال نہیں کرسکتے اور نہ ہی اپنی عبادت گاہ تعمیر کرسکتے ہیں لیکن اس سب کے باوجود قادیانی جھوٹ فریب اور لالچ کے ذریعے مسلمان نوجوانوں کے جذبۂ ایمانی خریدنے کی کوشش کرتے ہیں ۔اہل اسلام کے عقیدے کے تحفظ کے لئے علمائے اہل سنت اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر عمل کرکے جہاں دیگر محاذوں پر باطل فرقوں اور بد مذہبوں کارڈ کررہے ہیں وہاں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بھی اپنی توانائیاں صرف کررہے ہیں۔

ایسے علماء میں ہی سے برادر مکرم استاذ العلماء مجاہد تحریک ناموس رسالت خطیب ختم نبوت مفتی حافظ محمد نواز بشیر جلالی فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ ومرکزی رہنما مجلس علماء نظامیہ پاکستان بھی ہیں۔ جو عرصہ دراز سے تقریر، تحریر اور تدریس کے میدان میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً آپ کی کوئی نہ کوئی کتاب منصۂ شہود پر آکر علمی ذخیرے میں اضافے کا سبب بن رہی ہے۔

حال ہی میں آپ کی تازہ تحریر "تحقیق مسئلہ ختم نبوت" دیکھنے کا موقع ملا جس میں آپ نے قرآن وحدیث اور اجماع امت کی روشنی میں عقیدۂ ختم نبوت کو خوب خوب واضح فرمایا ہے۔

یہی نہیں بلکہ آپ نے مرزا قادیانی کے جھوٹ فریب اور دیگر خباثتوں کو اس کی

کتب کی اصل عبارتوں کو نقل کر کے عوام الناس پر واضح کر دیا کہ ایسا مخبوط الحواس شخص نبی تو کجا انسان کہلانے کا بھی حقدار نہیں ۔ کتاب ہذا کا مطالعہ یقیناً عقیدے کے تحفظ کی ضمانت ہے ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کتاب ہذا کو قبولیت عامہ عطا فرما کر مؤلف کے لئے توشۂ آخرت بنا دے ۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین ۔

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

تقریظِ جمیل

وارث علوم و معارف حضرت پیر آف بارو شریف حضرت خواجہ خواجگان

خواجہ پیر محمد حسن باروی، زیدہ مجدہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیر بارو شریف لیہ

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ملت اسلامیہ کا شیرازہ مکمل طور پر بکھر چکا ہے، فرقہ واریت کا زہر ہماری رگوں کو کھوکھلا کر چکا ہے، مسلمان، مسلمان کے دکھ سے غافل ہے۔ مسلمان، مسلمان کا دشمن ہے۔ اتحاد کی تمام تر راہیں بسیار کوشش کے باوجود مسدود ہیں مگر خدا کا شکر ہے کہ ملت اسلامیہ آج تک جس مسئلہ پر متحد ہے وہ مسئلہ ختم نبوت ہے اور یہی مسئلہ ختم نبوت کی تحقیق ہے۔ پھر بھی آج کے اس تیزی کے ساتھ پھیلتے ہوئے فتنوں کے دور میں سب سے زیادہ حساس مسئلہ بھی یہی ہے کہ دشمنانِ اسلام نت نئے حیلوں، بہانوں سے مسلمانانِ عالم کے ایمان پر حملہ آور ہونے کی کوشش میں مستعد رہتے ہیں۔ ایسے میں اس مسئلے کی حساسیت اور بھی بڑھ جاتی ہے خوش بخت ہیں وہ حضرات جو اس مسئلہ کی خدمت میں مصروفِ عمل ہیں۔ بقولِ سیدی تاجدار گولڑہ پیر مہر علی شاہ کہ ختم نبوت پر کام کرنے والے کی پشت پر تاجدارِ ختم نبوت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ انہی خوش بخت حضرات میں ایک نام فاضل جلیل عالم نبیل خطیبِ ذی شان مقرر شیریں بیان مولانا محمد نواز بشیر جلالی زید مجدہ کا بھی ہے جو کہ عرصہ دراز سے اپنے مرشدِ گرامی جگر گوشہ حضرت حافظ الحدیث نوید الاولیاء پیر سید محمد نوید الحسن شاہ مشہدی دامت برکاتہم العالیہ کی قیادت

عاطفت میں اس مقدس مشن میں مصروف عمل ہیں۔ علامہ جلالی صاحب میدانِ خطابت کے شہسوار تو مانے جاتے تھے مگر میدانِ تصنیف وتالیف میں بھی آپ نے تھوڑے عرصہ میں اچھا نام پیدا کرلیا۔ تحقیق مسئلہ ختم نبوت ان کی چھٹی، ساتویں کتاب ہے ماشاء اللہ نہایت ہی ضخیم کتاب ہے۔ اس میں مسئلہ ختم نبوت بہت علمی، تحقیقی اور فکری انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔ پروردگارِ عالم ان کی اس کاوش کو قبول عام فرمائے، اور ان کے قلم کو مزید برکات عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

تقریظِ دل پذیر

حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالرسول طاہر نقشبندی مجددی
صدر جماعت اہل سنت، لندن، چیئرمین نورالھدیٰ انٹرنیشنل ایجوکیشنلو لندن

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی

اشرف الانبیاء وخاتم المرسلین، اما بعد!

نبی کریم ﷺ کی محبت وعظمت ایمان کی نبیاد ہے۔ آپ کی امت کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے جہاں دین متین کی حفاظت کی وہاں آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ناموس کے تحفظ میں ابتدائے اسلام سے بڑی حساس اور غیرت مند رہی۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں جھوٹے مدعیان نبوت کا فتنہ کھڑا ہوگیا تھا۔ مگر امت کے ہراول دستے نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ گذشتہ صدی میں مرزا غلام احمد قادیانی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو تمام مکاتبِ فکر کے علماء امت خصوصا امام اہلسنت احمد رضا خاں بریلوی اور تاجدار گولڑہ شریف پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے ہر محاذ پر اس فتنہ کا ردّ بلیغ کیا۔ مذکورہ بزرگوں کے بعد علماء اہل سنت آج بھی انفرادی طور پر قادیانیوں کے ردّ میں کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔

مگر اب ضرورت اس امر کی ہے کہ علماء اہل سنت قادیانیوں کے ردّ کے لئے ایک ایسا ادارہ قائم کریں جہاں سے اجتماعی طور پر قادیانیوں کا رد کر کے اس فتنہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کردیا جائے کچھ عرصہ قبل برادر مکرم مفتی محمد نواز بشیر جلالی صاحب نے بھی ایسے

ادارہ کے قیام کے حوالے سے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

حال ہی میں خطیب ختم نبوت مفتی علامہ محمد نواز بشیر جلالی زیدہ مجدہ نے دوستوں کی پرزور فرمائش پر قادیانیوں کے ردّ میں ایک تحقیقی کتاب بنام ''تحقیق مسئلہ ختم نبوت'' مرتب کی ہے۔مسئلہ کی حساسیت کے پیش نظر وہ بہت جلد چھاپنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے غیبی اسباب پیدا فرمائے اور انہیں دین متین کی اخلاص کے ساتھ پہلے سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔امید ہے کہ آپ کی یہ تصنیف عوام وخواص سے داد تحسین حاصل کر کے روز قیامت بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ان کے قرب کا ذریعہ بنے گی۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

تقریظِ جمیل

مصنف کتب کثیرہ، حضرت صاحبزادہ

پیر محمد حنیف رضا نقشبندی گمکولوی (بریڈفورڈ)

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی بنیاد ہے اور اس عقیدہ سے ذرہ بھر انحراف کرنے والا مسلمان نہیں رہ سکتا۔ گزشتہ ساڑھے چودہ سو سال سے یہی امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ چلا آرہا ہے۔ جو ان شاء اللہ قیامت تک قائم رہے گا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے اور آخری نبی ہیں عقیدہ ختم نبوت دنیا بھر میں بسنے والے تقریباً دو ارب مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے، مرزا قادیانی، یہود و ہنود اور اسلام دشمن قوتوں کا پیدا کردہ فتنہ تھا۔ جس کے خلاف پوری مسلم امہ یکجا ہے اور وہ مرزا قادیانی، اس کے پیروکاروں اور اس کے تمام مددگاروں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتی ہے۔ قیام پاکستان سے بھی پہلے سے مسلمان فتنہ قادیانیت کے خلاف احتجاج کرتے چلے آرہے تھے۔ اور امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے سب سے پہلے مرزا قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت (مجلس تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی جس کے سربراہ جمعیت علماء پاکستان کے اس وقت کے صدر مفسر قرآن علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ تھے) کے دوران مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی علیہ الرحمۃ اور دیگر اکابرین کو سزائے موت سنائی گئی مگر علمائے حق کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ ختم نبوت کے منکر دائرہ اسلام سے خارج تو تھے ہی، انہیں ستمبر 1974ء میں پارلیمنٹ میں صفائی کا موقع دینے اور قائد

ملت اسلامیہ صدر جمعیت علماء پاکستان علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ کی قرار داد پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تا کہ وہ پاکستان کے سرکاری کلیدی عہدوں پر پہنچ کر ملکی سالمیت کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اس کے بعد امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعے انہیں شعائر اسلام کے استعمال سے بھی منع کر دیا گیا۔

یہاں ایک تاریخی حقیقت کو سامنے رکھیں کہ 1974ء کی اسمبلی میں جے یو آئی کے دو اراکین اسمبلی مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم ایم این ایز نے قادیانیوں کے خلاف قرار داد پر دستخط نہیں کئے تھے یہ بات اسمبلی کے ریکارڈ پر موجود ہے۔

اب دوبارہ نون لیگ کے دور حکومت میں مختلف حیلے بہانوں سے قادیانیوں کو مسلمانوں میں شامل کرنے کے لئے در پردہ سازشیں شروع ہوگئی ہیں آٹھ، نو ماہ پہلے ''اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین مولوی محمد خان شیرانی راہنما جے یو آئی نے اچانک ایک اجلاس میں ''ختم نبوت کے قانون پر نظر ثانی کی بحث چھیڑ دی جس پر تمام ارکان بالخصوص حافظ طاہر اشرفی نے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ اس طے شدہ مسئلے کو چھیڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ جس پر چیئرمین شیرانی اس کے گلے پڑ گئے اس بات کو میڈیا نے بھی کور cover کیا تھا۔

نبی کریم ﷺ کی ناموس اور عقیدہ ختم نبوت پر ہر امتی کو پہرہ دینا ہوگا۔ نئے انتخابی اصلاحاتی بل میں ''حلف'' کو اقرار نامہ'' میں تبدیل کرنے والوں کو بے نقاب کرنا ہوگا۔

قارئین! آپ حیران ہوں گے کہ یہ انتخابی اصلاحاتی بل کافی عرصہ سے اراکین پارلیمنٹ کے زیر غور تھا اور اولاً سینٹ سے منظور ہوا اور اس اجلاس کی صدارت جے یو آئی کے مولوی عبدالغفور حیدری نے کی (جبکہ انہی دنوں جے یو آئی کے سربراہ

مولوی فضل الرحمٰن اچانک عمرہ کے بہانے ملک سے باہر چلے گئے اسی طرح جماعت اسلامی کے سینیٹر سراج الحق ملک میں موجود ہونے کے باوجود اس سینٹ اجلاس میں ہی نہ گئے) وہاں سینٹ میں موجود جے یو آئی کے سینیٹر حافظ حمد اللہ اور دیگر نے بھی دستخط کیے۔ پھر قومی اسمبلی میں یہ بل پاس ہوا تو یہاں جے یو آئی کے اکرم درانی مولوی امیر زمان اور دیگر نے بھی دستخط کئے! یہ تو بھلا ہو عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید کا جنہوں نے پارلیمنٹ میں شور مچا کر حکمرانوں اور ان کی اتحادی جماعت جے یو آئی کا پردہ چاک کیا۔ اور پورے ملک سے ناموس رسالت اور ختم نبوت کے پروانے عوام اٹھ کھڑے ہوئے اور ادھر افواج پاکستان نے بھی واضح مؤقف اختیار کرتے ہوئے ناموس رسالت اور ختم نبوت پہ جان بھی قربان ہے کا نعرہ بلند کیا تو یہودیوں اور قادیانیوں سے مال بٹورنے والے "مولوی" بے نقاب ہو گئے اور اب یہی ٹولہ ترمیم واپس لینے کا کریڈٹ بھی اپنے نام کر رہا ہے۔

مسلمانو! انتخابی اصلاحات کے نام پر جس طرح قادیانیوں کو عام مسلمانون کی طرح انتخابی فہرستوں میں شامل کرنے کی تکنیکی گنجائش پیدا کی جارہی تھی اور جس چالاکی سے حلف نامے کو محض اقرار نامے میں بدل دیا گیا تھا۔ یہ گھناؤنی سازش عوام اور افواج پاکستان نے بروقت بے نقاب کردی ہے۔ دریں حالات میرے درینہ دوست اور مخلص بھائی خطیب ختم نبوت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نواز بشیر جلالی زیدہ مجدہ نے بھی اس ضرورت کو محسوس کیا کہ عوام الناس کو قادیانیوں کے عقائد کے بارے میں روشناس کیا جائے تو آپ نے پیش نظر کتاب مستطاب "تحقیق مسئلہ ختم نبوت" تحریر فرمائی اگرچہ قادیانیوں کے ردّ میں اس سے پہلے بھی علماء اہل سنت نے بہت سی کتب تحریر کیں ہیں لیکن

"ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است"

میں نے کتاب ہذا کو مختلف مقام سے دیکھا اور کتاب کو عوام الناس اور علماء کے

مفید پایا ہے۔

میری گزارش ہے کہ ہر سنی کو اس کتاب کا مطالعہ کر کے عقیدہ ختم نبوت کی آگاہی حاصل کرنی چاہئے تا کہ کوئی بد مذہب اور قادیانی روپے پیسے کے لالچ میں اس کی دولت ایمان کو خریدنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو ان کے حق میں صدقہ جاریہ بنائے۔

☆☆☆......................☆☆☆................☆☆☆

تقریظ جمیل

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عمران الحسن فاروقی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ: مجلس علماء نظامیہ پاکستان)

الحمد للہ رب العالمین ، والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

قال النبی ﷺ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ امابعد!

نبی کریم ﷺ کا وجود مسعود پوری کائنات کے لئے بے شمار خیر وبرکت کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن انعامات سے آپ ﷺ کو نوازا اِن کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ آپ ﷺ نبی بھی ہیں سید الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی۔ مگر اس کے ساتھ آپ ﷺ کا خاص امتیاز واعزاز، ختم نبوت کا تاج ہے۔ اسی کی بدولت آپ ﷺ کو ان مقامات ودرجات سے نوازا گیا کہ جن کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ امت محمدیہ روزِ اول سے ناموس نبوت کے دفاع کے لئے ہر قسم کی قربانی کو سعادت سمجھتی رہی ہے۔ گزشتہ صدی میں متحدہ ہندوستان پر فرنگی کے تسلط کے دوران مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے ایک بار پھر امت مسلمہ کی غیرت کو للکارا۔

حالات انتہائی کٹھن تھے ملکی قانون غداروں کا محافظ تھا۔ لیکن غیرت وعشق بھی عجیب چیز ہے۔ اس کے دیوانے موت سے بھاگتے نہیں بلکہ موت ان سے ڈرتی ہے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں صداقت نے طاقت کو پاش پاش کر دیا اور پورے ملک کے

مسلمان اس دجل ، فریب سے آگاہ ہوگئے۔ اس حوالے سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اورتاجدارِ گولڑہ قدس سرہما کی گرانقدر خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ لیکن تقسیم ہند کے بعد اس فتنہ نے نئے انداز میں سر اٹھایا توایک بار پھر آقا کی ناموس کے دفاع کے لئے سرفروشانِ اسلام میدان میں اترے اور 1953ء میں ایسی تحریک چلائی کہ مرزائیت کی کمر ٹوٹ گئی۔ اس زمانہ میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے نام سے ایک تحریک قائم کی گئی۔ جس نے بڑی حکمت، حوصلے اور جرأت کے ساتھ ہر سطح پر اس فتنہ کے خلاف کام کیا جس کے اثرات فوراً ملک وبیرون ملک ظاہر ہونے لگے مگر کام مشکل اس وقت ہوجاتا ہے جب ملک کا قانون غدارانِ ختم نبوت کو تحفظ فراہم کرتا ہو۔ اللہ کی شان دیکھئے کہ 1974ء میں چناب نگر اسٹیشن پر مرزائیوں کی غنڈہ گردی کے نتیجہ میں تحریک چلی جس کے نتیجہ میں ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

آج سرکاری سرپرستی میں ایک دفعہ پھر قادیانیت سر اٹھارہی ہے جس کو ختم کرنے کے لئے علمائے اہل سنت کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے یہی نہیں بلکہ علماء اہل سنت کو اپنے داخلی اختلافات کو ختم کر کے مشترکہ دشمن کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن جانا چاہیے تا کہ کسی بے ایمان کو قادیانیوں کی حمایت کی جرأت نہ ہو اور وہ علماء جو بدمذہبوں اور بے ایمانوں کے رد میں اپنی خدمات پیش کرتے ہیں ان کی ہر حوالے سے حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ تا کہ ان کے کام میں تعطل نہ آئے۔

عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ، یعنی میں نبیوں کا خاتم ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (الحدیث)

جھوٹے مدعیان نبوت کے ردّ میں اہل اسلام نے ہر دور میں اپنا کردار ادا

کیا ہے۔ ابتدائے اسلام میں نبی اکرم ﷺ کے صحابہ نے جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف جہاد کر کے امت مسلمہ کو یہ درس دیا جب بھی کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کے بعد اعلانِ نبوت کرے وہ جھوٹا اور کذاب ہوگا تم پر اس فتنہ کو ختم کرنے کے لئے جہاد کرنا فرض ہو جائے گا جہاد بالسیف کی ذمہ داری حکمرانِ وقت پر عائد ہوتی ہے کہ وہ طاقت کے ذریعے اس فتنے کو کچلے اور جہاد باللسان اور جہاد بالقلم علماء کی ذمہ داری ہے۔ الحمد للہ! علمائے اہل سنت ہر دور میں اپنی ذمہ داری ادا کرتے رہے ہیں اور آج بھی کرر ہے ہیں اس وقت نوجوان عالم دین علامہ مفتی نواز بشیر جلالی مدظلہ العالی کی نئی کتاب "تحقیق مسئلہ ختم نبوت" میرے سامنے ہے جس میں مؤلف نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ ختم نبوت کو آفتاب نیم روز کی طرح واضح کر دیا ہے اور یہ کتاب قادیانیوں کے لئے کسی تازیانے سے کم نہیں ہے۔

علامہ جلالی صاحب خطابت کے ساتھ ساتھ اپنا تحریری کام بھی جاری رکھے ہوئے ہیں جو ہوا کے ٹھنڈے جھونکے سے کم نہیں ہے۔ مؤلف موصوف سے ان علماء کو راہنمائی لینی چاہیے جو خطابت سے وابستہ ہو کر فقط خطابت کے ہی ہو جاتے ہیں اس سے پہلے بھی علامہ جلالی صاحب کی کئی کتب منصۂ شہود پر آ کر اہل علم سے دادِ تحسین وصول کر چکی ہیں۔

پیش نظر کتاب بھی ان کی پہلی کتب کی طرح اپنے اندر تحقیقی اسلوب لئے ہوئے ہے جس کا مطالعہ قارئین کے لئے بے حد مفید ہوگا اللہ تعالیٰ موصوف کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور انہیں روز قیامت نبی مکرم ﷺ کی شفاعت عظمیٰ سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ افضل الصلوۃ والتسلیم

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

مصنّف کی مختصر سوانح حیات

اور خدماتِ دینیہ پر ایک نظر

خطیب ختم نبوت علامہ حافظ محمد نواز بشیر جلالی صاحب زید علمہ وفضلہ مایہ ناز خطیب تجربہ کار مدرس، بہترین مصنّف اور ادیب ہیں ۔ آپ نوجوان علماء اور خطباء میں ممتاز مقام اور علیحدہ پہچان رکھتے ہیں ۔ مندرجہ ذیل سطور میں ان کی خدمات کے احوال وآثار اور خدمتِ دینیہ کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے ۔ بلاشبہ ان کی حیات کے پاکیزہ نقوش سے نوجوان طلباء جو منزلِ دین کے راہی ہیں، استفادہ کر کے اپنے حال کو روشن ومنور اور مستقبل کو تابندہ وتابناک بنا سکتے ہیں ۔ اور آنے والے وقت میں ملک وقوم اور دین متین کی بہتر انداز میں خدمت کر سکتے ہیں ۔

ولادتِ باسعادت:

علامہ موصوف ۱۴۔ اگست ۱۹۷۸ء کو شیخ بشیر احمد کے ہاں سکھیکی منڈی ضلع حافظ آباد میں پیدا ہوئے ۔ یاد رہے سکھیکی اس وقت ضلع گوجرانوالہ میں شامل تھا ۔ حسنِ اتفاق سے ۱۴۔ اگست ۱۹۴۷ء کو دنیا کے نقشے پر ایک ایسا ملک معرضِ وجود میں آیا جس کے قیام کی بنیاد ریاستِ مدینہ کے بعد اسلام کے نام پر رکھی گئی اور اس تاریخی دن کو تمام اہلیانِ پاکستان قومی سطح پر مناتے ہیں ۔ حضرت کی پیدائش بھی اسی دن ہوئی گویا آپ قیامِ پاکستان کی خوشیاں منانے اور پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی وفلاحی ریاست بنانے کے لئے پیدا ہوئے ۔ ایں سعادت بزور بازو نیست

ابتدائی تعلیم:

آپ کے والدین نے آپ کی ابتدائی تعلیم کی ابتداء ناظرہ قرآن سے کی۔یہی طریقہ مسلمانوں کے گھروں میں رائج ہونا چاہیے۔سب سے پہلے آپ نے اپنے دادا جان شیخ محمد حسین سے تعلیم قرآن کا آغاز کیا اس کے بعد آپ کو حفظِ قرآن کی سعادت کے لئے سکھیکی منڈی میں وقت کے بہترین مجود اور صوفی منش استاذ حافظ محمد اسماعیل صاحب کے پاس استاذ العلماء علامہ نذیر احمد نقشبندی کے قائم کردہ ادارہ دارالعلوم چشتیہ نظامیہ رضویہ سکھیکی منڈی میں داخل کروادیا گیا جہاں مختصر عرصے میں آپ حفظِ قرآن کی سعادت حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔خوش قسمتی سے دورانِ تعلیم آپ کو حافظ محمد اصغر جلالی صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ جلالیہ مظہر العلوم جلالپور بھٹیاں ضلع حافظ آباد کی معیت اور رفاقت حاصل ہوگئی۔انہوں نے آپ کے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو بھانپ لیا کہ اگر اس طالب علم کی مناسب راہنمائی کی جائے تو مستقبل میں یہ طالب علم ملک و قوم اور خدمتِ دین کے لئے موزوں رہے گا۔

حفظِ قرآن اور ابتدائی عصری تعلیم کے بعد آپ نے میٹرک کا امتحان سائنس میں اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا پھر حافظ اصغر صاحب اور اپنے والدین اور دیگر بزرگوں کی راہنمائی پر آپ نے سائنس کالج وحدت روڈ لاہور میں میڈیکل کے شعبے میں داخلہ لے لیا۔آپ کے والدین کی خواہش تھی کہ اُن کا بیٹا ڈاکٹر بن کر ملک وقوم کی خدمت کرے اور علامہ جلالی صاحب چاہتے تھے کہ وہ عالم دین اور خطیب بن کر تبلیغ اسلام اور اشاعت دین سے وابستہ ہوجائیں۔بصورت دیگر کرکٹر بن کر قومی ٹیم سے وابستہ ہوجائیں۔مگر آپ اللہ تعالیٰ کے فضلِ خاص کی بدولت عالم دین بن گئے جو آپ کی پہلی خواہش بھی تھی۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین۔

یعنی اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے

دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔(الحدیث)

آپ فرماتے ہیں مَیں والدین کی خواہش پر میڈیکل کالج میں چلا تو گیا لیکن حالات کچھ اس طرح تبدیل ہوئے کہ میں میڈیکل کالج سے نکلا اور عظیم دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ میں جا پہنچا۔علامہ جلالی صاحب فرماتے ہیں کہ کالج کے زمانے میں میری وضع قطع کالج کے طلباء جیسی تھی یعنی مَیں نے ٹوپی پہننی ترک کردی اور پینٹ شرٹ پہننا شروع کردی قریب تھا کہ میں داڑھی جیسی سنت رسول سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا،اِنہی ایام میں ایک دن خواب میں مجھے میرے شیخ کامل سید مظہر قیوم مشہدی علیہ الرحمۃ کی زیارت ہوئی جو داتا حضور کے آستانے پر کثیر مریدوں کے ساتھ حاضر تھے۔فرمانے لگے آپ میں سے قصیدہ بردہ کون پڑھے گا مَیں قصیدہ پڑھنے کے لئے آگے بڑھا،پیر صاحب نے جب مجھے بغیر ٹوپی کے دیکھا تو آپ نے حالتِ جلال میں فرمایا:"سِر تے کپڑا اوی رکھ لیا کر فلاں شخص دی طرح سر ننگا نہ رکھیا کر"یعنی سر کو ڈھانپ کر رکھا کرو کیونکہ محبوبِ دو عالم کا ذکر ادب کے ساتھ کرنا چاہیے)مَیں بیدار ہوا تو ٹوپی دوبارہ پہننا شروع کردی اور دل خود بہ خود دینی تعلیم کی طرف راغب ہونے لگا۔

درسِ نظامی کی اِبتداء:

حفظِ قرآن کی سعادت،حافظ اصغر صاحب جیسے دوست کی رفاقت اور دیندار والدین کی پرورش کی وجہ سے آپ کا ذہن شروع ہی سے دینی تعلیم کی طرف راغب تھا بس یہی وجہ تھی کہ آپ نے درس نظامی میں داخلہ سے قبل قراءت،نعت اور تقریروں کے بے شمار مقابلوں میں حصہ لیا اور ٹاپ پوزیشنیں حاصل کیں۔علامہ جلالی صاحب نے

درس نظامی کے لئے عالم اسلام کی مایہ ناز دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور کا انتخاب کیا جہاں آپ نے نامور اساتذہ کی زیر نگرانی درسِ نظامی کی تعلیم دورہ حدیث سمیت مکمل کی اور تنظیم المدارس اہلسنت کے تمام امتحان اعلیٰ نمبروں میں پاس کیے۔

علامہ صاحب کی خطابت کا ڈنکا دورانِ تعلیم ہی ملک کے طول وعرض میں بج اٹھا استاذ العلماء حافظ محمد عبدالستار سعیدی مدظلہ العالی آپ کے بارے میں اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ ہمارے پاس طلباء حصولِ تعلیم کے لئے آتے ہیں دو تین سال پڑھنے کے بعد جب انہیں تقریر کرنی آجاتی ہے ادارے کو خیر باد کہہ دیتے ہیں لیکن عزیزم محمد نواز بشیر جلالی صاحب ان جیسے نہیں ہیں کیونکہ لوگ درس نظامی پڑھنے کے بعد خطیب بنتے ہیں لیکن جلالی صاحب ہمارے پاس بنے بنائے خطیب آئے تھے۔انہوں نے پیسے کے لالچ میں اپنی دینی تعلیم کو ادھورا نہیں چھوڑا، جلالی صاحب کا شمار ملک کے مصروف ترین خطباء میں ہوتا ہے آپ شبانہ روز خطاب کے سلسلے میں ملک کے مختلف شہروں میں تشریف لے جاتے ہیں یہ سب اساتذہ کی محنت اور والدین کی دعاؤں کی برکت ہے۔

اساتذہ کرام:

علامہ جلالی صاحب نے خوش قسمتی سے جن گرامی قدر اساتذہ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے بلاشبہ وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں حصولِ برکت کے لئے چند اساتذہ کرام کے اسماء گرامی درج کئے جاتے ہیں۔

(۱)......استاذ العلماء فخر المدرسین علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری رضوی علیہ الرحمۃ بانی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور رشیخوپورہ۔

(۲)......شرفِ ملت استاذ العلماء شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

(۳)......استاذ العلماء علامہ مفتی گل احمد خان عتیقی، شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ لاہور۔

(۴)......حافظ ملت استاذ العلماء جامع المعقول والمنقول علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی مدظلہ شیخ الحدیث و ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ۔

(۵)......امیر المجاہدین استاذ العلماء علامہ حافظ خادم حسین رضوی، امیر اعلیٰ تحریک لبیک یارسول اللہ۔

(۶)......استاذ العلماء علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی مدظلہ، شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ لاہور

(۷)......استاذ العلماء علامہ ڈاکٹر فضل حنان سعیدی، شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ

(۸)......استاذ العلماء علامہ محمد صدیق نظامی، خطیب پاک آرمی پاکستان۔

(۹)......استاذ الحفاظ علامہ قاری محمد اسماعیل نقشبندی رضوی زیدہ مجدہ مرید کے ضلع شیخوپورہ۔

(۱۰)......استاذ الکل علامہ محمد منشا تابش قصوری، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۱۱)......محترم شیخ محمد حسین علیہ الرحمہ۔

خطابت:

علامہ نواز بشیر جلالی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے حسن صورت حسن سیرت، حسن اخلاق اور حسنِ صوت ایسی نعمتوں سے حصہ وافر عطا فرمایا ہے۔ حسن صوت اور طبعی ذہانت کی بدولت آپ جامعہ نظامیہ میں داخلے سے قبل ہی خطابت سے اچھی خاصی واقفیت رکھتے تھے۔ کیونکہ حفظ قرآن کے سلسلے میں آپ کچھ عرصہ مرید کے میں علامہ عارف نوری صاحب کی سرپرستی میں قائم دینی درسگاہ میں قیام پذیر رہے اس زمانے میں علامہ عارف نوری علیہ الرحمہ کی خطابت کا آفتاب نصف النہار پر چمک رہا تھا۔ اطراف و

اکناف سے لوگ آپ کا خطاب سننے کے لئے خطبہ شروع ہونے سے قبل ہی جوق در جوق جلسہ گاہ میں پہنچ جاتے تھے۔

علامہ عارف نوری علیہ الرحمہ جتنے بڑے خطیب تھے اتنے ہی بڑے انسان بھی تھے۔(بزرگوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت آپ کے مزاج میں شامل تھی) اسی قیام کے دوران خوش قسمتی سے مولانا موصوف علامہ عارف نوری صاحب کی محبتیں اور شفقتیں سمیٹنے میں کامیاب ہوگئے۔ یہاں تک کہ علامہ نوری صاحب مولانا موصوف اور اپنی نسبی اولاد میں کسی قسم کا امتیاز نہیں کرتے تھے۔ان محبتوں سے جلالی صاحب نے اپنی طبعی ذہانت کی بدولت خوب فائدہ اٹھایا اور بہت جلد خطابت کے اسرار ورموز سیکھ کر نوری صاحب کے اور قریب ہوگئے۔اب اکثر وبیشتر ایسے ہونے لگا کہ اگر ناسازئ طبع یا کسی ضروری کام کی وجہ سے نوری صاحب نے جلسے میں نہ جانا ہوتا تو وہ اپنی جگہ علامہ جلالی صاحب کو تقریر کے لئے بھیج دیا کرتے۔ ابتداء میں آپ نے علامہ عارف نوری علیہ الرحمۃ کے اندازِ خطابت کو اپنایا جس پر علامہ نوری صاحب بہت مسرور ہوتے تھے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ میں داخلے اور تعلیم نے گویا سونے پر سہاگے کا کام کیا آپ نے درس نظامی کے پہلے سال ہی خطابت کا باقاعدہ آغاز کردیا جس کو علماء اور عوام الناس نے بہت سراہا اور پسند کیا۔درس نظامی سے فراغت سے قبل ہی آپ خطابت میں اپنی علیحدہ پہچان اور مقام بنا چکے تھے اب بڑے بڑے جلسوں، دینی محافل اور کانفرنسوں میں آپ بطور مہمانِ خصوصی تشریف لے جانے لگے۔یہ سلسلہ دن بدن مزید پھیل رہا ہے۔(اللہ تعالیٰ مزید ترقی عطا فرمائے)

دورِ طالب علمی کا ایک اہم واقعہ:

ایک دفعہ طالب علمی کے زمانے میں آپ خطابت کے لئے ضلع قصور میں

تشریف لے گئے۔دورانِ تقریر ایک غیر مقلد مولوی نے جلسے کو خراب کرنے کے ارادے سے آپ پر سوالات کی بوچھاڑ کردی اور جلسے نے مناظرے کی صورت اختیار کرلی۔آپ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے توسل سے مَیں نے دورانِ گفتگو اسے لاجواب کردیا جس پر اس نے بھاگنے میں ہی عافیت جانی۔

جب مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ کو اس جلسے اور مناظرے کی خبر ہوئی تو قبلہ مفتی صاحب نے علامہ جلالی صاحب کی بہت حوصلہ افزائی فرمائی گویا اس موقع پر مفتی صاحب نے آپ کی خطابت پر مہر تصدیق ثبت کردی اور اس کے بعد بہت سی جگہوں پر علامہ جلالی صاحب مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے حکم پر خطاب کیلئے تشریف لے گئے۔جلالی صاحب فرماتے ہیں کہ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کی حوصلہ افزائی کے بعد مجھے کبھی بھی تقریر کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی آپ کو بارہا اپنے اساتذہ کے سامنے اپنی مادر علمی میں تقریر کرنے کا موقع ملا جو بڑی سعادت کی بات ہے۔

شہر لاہور میں سلسلۂ تعلیم کا آغاز:

۱۹۹۴ء میں جلالی صاحب اپنے محسن دوست اور برادرِ اکبر حافظ اصغر صاحب کے ہمراہ نوری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے حافظ اصغر صاحب نے نوری صاحب سے گزارش کی کہ حافظ نواز صاحب کو ہم نے میڈیکل کالج وحدت روڈ لاہور میں داخل کروادیا ہے۔اب لاہور میں انہیں رہائش کا مسئلہ درپیش ہے آپ رہائش کا انتظام فرما دیں۔نوری صاحب فرمانے لگے کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں ایسا کرتے ہیں کہ انہیں سبزہ زار لاہور میں زیرِ تعمیر جامع مسجد تاجدارِ انبیاء میں رہائش دے دیتے ہیں۔ان دنوں نوری صاحب مرید کے میں رہائش پذیر تھے۔یوں جلالی صاحب کی رہائش کا مسئلہ حل ہوگیا ابھی مسجد کی تعمیر کا بہت سا کام باقی تھا کچھ عرصے بعد جلالی صاحب نے نوری

صاحب کی مشاورت سے جامعہ غوثیہ نوریہ کی بنیاد رکھ دی اور طلباء کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز کر دیا اگر جلالی صاحب کو جامعہ غوثیہ نوریہ کا بانی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا اَب یہ جامعہ عظیم الشان دارالعلوم کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

۲۰۰۱ء سے جامعہ غوثیہ نوریہ میں درسِ نظامی کی کلاسز کا آغاز کر دیا گیا، اس وقت اس جامعہ میں سینکڑوں طلباء حفظ و ناظرہ، تجوید و قراءت اور درسِ نظامی کے ساتھ جدید عصری تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور جامعہ کی نظامت کے فرائض علامہ نوری صاحب علیہ الرحمۃ کے جانشین صاحبزادہ مولانا حافظ محمد نعیم عارف نوری بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

حسن اخلاق:

خطیب ختم نبوت علامہ محمد نواز بشیر جلالی صاحب خوش اخلاقی، خوش گفتاری اور خوش لباسی کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں، احساس، رواداری اور دکھ سکھ میں دوستوں کے کاندھے سے کاندھا ملانا آپ کے مزاج کا حصہ ہے۔شہرت کی بلندی پر پہنچنے کے باوجود آپ کے اخلاق اور مزاج میں کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوئی، ضروریاتِ زندگی کی فراوانی کے باوجود آپ کی ذات میں غرور اور تکبر کا شائبہ تک نہیں ہے۔آپ نئے اور پرانے دوستوں سے ہمیشہ اعلیٰ اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ بزرگوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت کرنے میں آپ نے کبھی کنجوسی سے کام نہیں لیا۔للہ الحمد

بیعت وارادت:

۲۴۔اپریل ۱۹۹۴ء کو علامہ محمد نواز بشیر جلالی نے اپنے برادر اکبر حافظ محمد اصغر جلالی صاحب کی معیت میں آستانہ عالیہ جلالیہ بھکھی شریف میں حاضر ہو کر پیر طریقت رہبر شریعت استاذ العلماء جانشین حضرت حافظ الحدیث پیر سیّد مظہر قیوم شاہ مشہدی علیہ

الرحمۃ کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہونے کا شرف حاصل کیا۔

تصانیف:

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور نے تقریر، تحریر، تدریس اور تصنیف کے میدان میں عملی جدوجہد کرنے کے لئے بے شمار افراد تیار کیے۔ جو اپنے اپنے شعبوں میں خدمتِ دین اور عوام الناس کی راہنمائی کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔ ان علماء میں سے جو صاحبِ ذوق حضرات تحریر وتصنیف سے وابستہ ہوگئے ان کی خواہش تھی کہ ان کے تلامذہ بھی قلم کو تھامیں اور علمی میدان میں اپنا نام پیدا کریں۔ علامہ جلالی صاحب نے اپنے اساتذہ کی راہنمائی میں قلم کو حرکت دی تو مختصر عرصے میں تحقیقی قلمکاروں میں شامل ہوگئے درج ذیل کتب آپ کے قلم کا شاہکار ہیں۔

(۱)......اربعین ختم نبوت

(۲)......برصغیر کا مسیلمہ کذاب مرزا قادیانی

(۳)......تحقیق مسئلہ ختم نبوت

(۴)......میلادِ مصطفیٰ

(۵)......فضائل ومسائل قربانی

(۶)......فضائل ومسائل رمضان

(۷)......رمضان المبارک کے آخری عشرے کے معمولات

(۸)......آسان حج وعمرہ کا طریقہ اور زیارتِ حرمین شریفین

تحقیق مسئلہ ختم نبوت:

طالب علمی کے زمانے میں علامہ جلالی صاحب نے ختم نبوت کے عنوان سے ایک مختصر کتاب تحریر فرمائی جو ختم نبوت کے حوالے سے تمام عنوانات کا احاطہ نہ کرسکی،

حالات کے پیشِ نظر احباب کی پُرزور فرمائش پر آپ نے اس کتاب پر مزید کام کیا، ترمیم واضافے کے بعد آپ کی کتاب ختم نبوت تحقیق مسئلہ ختم نبوت کے نام سے نئے انداز میں آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ کتاب ہذا مسئلہ ختم نبوت سے آگاہی کے لئے ایک مکمل دستاویز اور اپنے اندر بیسیوں موضوعات سموئے ہوئے ہے جس کا مطالعہ قارئین کے لئے بے حد مفید ہوگا۔ اسلوب کتاب نہایت آسان ہے مگر تحقیق کے دامن سے خالی نہیں۔ کتاب ہذا علماء، طلباء، خطباء اور عوام الناس کے لئے کسی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔

تبلیغی دورے:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے جن کا شمار اس کے بس کی بات نہیں۔ ان نعمتوں میں ایک نعمت عمدہ بیانی بھی ہے۔ جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے عمدہ بیانی کی نعمت سے نوازا ہے وہ اپنے بیانات کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیتے ہیں اور عوام وخواص ان سے بے لوث محبت کرنے لگتے ہیں پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ دور دراز علاقوں میں مقبولیت حاصل کر کے دوسرے ممالک میں تبلیغ دین کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ یہ محبوبیت اور مقبولیت بھی عطیۂ خداوندی ہے۔

علامہ موصوف کو بھی اللہ تعالیٰ نے عمدہ بیانی سے وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ آپ کو بارہا بیرونِ ممالک خصوصاً مسقط، عمان، شام اور انگلینڈ وغیرہ میں جوہرِ خطابت دکھانے کا موقع ملا ہے۔ اور آپ نے اپنے زور بیان سے عوام الناس کو خوب تبلیغ فرمائی ہے۔

زیارتِ حرمین شریفین:

ہر اہل ایمان کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح زیارتِ حرمین شریفین سے مستفید ہوجائے۔ اگر کسی کو حج وعمرہ کی سعادت اور بارگاہِ

رسول میں حاضری کا موقع میسر آجائے تو یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔خوش قسمتی سے علامہ نواز بشیر جلالی زیارتِ حرمین شریفین سے کئی بار مشرف ہو چکے ہیں۔آپ نے ۲۰۰۵ء اور ۲۰۰۶ء میں عمرہ کی سعادت حاصل کی اس سفر میں آپ نے ملک شام میں مختصر قیام کیا اور مزاراتِ انبیاء، مزارتِ صحابہ، مزاراتِ اہل بیت اور مزاراتِ اولیاء پر حاضری کی سعادت حاصل کی۔

۲۰۱۰ء میں حج بیت اللہ اور ۲۰۱۷ء میں عمرہ کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

تعمیراتی خدمات:

علامہ محمد نواز بشیر جلالی طبعی طور پر تعمیراتی ذہن کے مالک ہیں آپ عدیم الفرصتی کے باوجود اکثر اوقات مساجد اور دینی مدارس کی تعمیر اور قیام کی پلاننگ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔۱۹۹۴ء میں آپ نے علامہ عارف نوری علیہ الرحمہ کی خواہش پر جامعہ غوثیہ نوریہ سبزہ زار لاہور کی بنیاد رکھی۔۲۰۰۳ء میں جامعہ جلالیہ کنز الایمان کے نام سے بکر منڈی لاہور میں ادارہ قائم کیا۔آپ کی کوششوں سے ڈڈیال میں جامعہ غوثیہ مجددیہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔اور ضلع حافظ آباد میں عظیم الشان مسجد اور مدرسہ قائم کیا گیا ہے جو ان شاء اللہ مستقبل میں اپنی مثال آپ ہوگا۔

خطبہ جمعۃ المبارک:

آپ نے جمعۃ المبارک کے خطبات کا باقاعدہ آغاز ۱۹۹۵ء میں جامع مسجد ....ڈھولن وال چوک یتیم خانہ سے کیا۔پھر جامع مسجد غوثیہ اقبال ٹاؤن جامع مسجد گلزار مدینہ بکر منڈی لاہور میں ایک عرصے تک خطابت کے جوہر دکھاتے رہے ۲۰۰۳ء میں بعض احباب کے پُرزور اصرار پر آپ نے قدیم مرکزی جامع مسجد حنفیہ ڈڈیال آزاد کشمیر میں خطبہ جمعہ کا آغاز کیا تاحال آپ ڈڈیال میں ہی فرائض خطابت

انجام دے رہے ہیں۔

قیام وسکونت:

آپ عرصۂ دراز سے ضلع حافظ آباد میں قیام پذیر ہیں۔یہ علاقہ دنیا بھر میں اچھے چاولوں کے حوالے سے خاصا مشہور ہے۔خطابت اور تبلیغ اسلام کے لئے دنیا بھر میں آپ کا یہاں سے ہی آنا جانا ہوتا ہے۔

تحریکی و تنظیمی خدمات:

عظیم دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ دنیا بھر کے ان چند اداروں میں سے ہے جہاں سے تعلیم کے ساتھ ساتھ ملّی غیرت وحمیت، درستگی عقائد، احساس ذمہ داری، باہمی رابطہ، بدمذہبوں کی مذمت، محبت خدا اور محبت مصطفیٰ وراثت میں ملتی ہے۔اسلام، بانی اسلام یا مسلمانوں کے خلاف دنیا بھر میں جب کبھی بھی کسی نے فعلِ بد کا ارتکاب کیا اس کی مذمت اور مخالفت میں سب سے پہلے اعلائے کلمہ حق کا فریضہ جامعہ نظامیہ رضویہ کے علماء، فضلاء اور طلباء نے ادا کیا۔

خوش قسمتی سے علامہ نواز بشیر جلالی صاحب کی نسبت بھی چونکہ جامعہ نظامیہ کے ساتھ ہے۔اس لئے مذکورہ خوبیاں آپ کی ذات میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔آپ زمانۂ طالب علمی سے تنظیمی اور تحریکی حوالے سے بڑے متحرک اور فعال نظر آتے ہیں۔ آپ کو جامعہ نظامیہ رضویہ میں طلباء کی نمائندہ تنظیم بزم رضا کے پلیٹ فارم پر اپنے اساتذہ کی زیرنگرانی کام کر کے اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کا خوب موقع ملا۔

دورانِ تعلیم مجلّہ النظامیہ کی ادارت آپ کے سپرد کر دی گئی۔یہ ذمہ داری آپ نے بڑے احسن انداز میں نبھائی۔ عظیم الشان مفتی اعظم نمبر اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے مجلس علماء نظامیہ، انجمن جلالیہ رضویہ، سنی اتحاد کونسل

پاکستان، مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان، تحریک تحفظِ اسلام، تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان اور تحفظ ناموسِ رسالت محاذ کے پلیٹ فارم سے اپنی ملی، مذہبی، دینی، اور تحریکی ذمہ داریوں کو خوب نبھایا۔

۲۰۰۶ء میں جب بعض یورپی ممالک نے آقا کریم ﷺ کی ناموس پر حملہ کرنے کی جسارت کی تو پوری دنیا کے مسلمان ان کے خلاف سراپا احتجاج ہو گئے۔ اہل پاکستان نے بھی ان یورپی ممالک کے خلاف اپنے جذبات کا بھرپور اظہار کیا۔ ۱۴ فروری ۲۰۰۶ء کو سنی تنظیموں کی کوششوں سے عوام اہل سنت پر مشتمل ایک بہت بڑا احتجاجی جلوس لاہور مال روڈ پر برآمد ہوا، یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے لاہور شہر کی ساری عوام گھروں سے باہر نکل آئی ہے۔ بعض شر پسندوں کی سازش سے حکومتی گماشتوں نے پرامن جلوس پر ہلہ بول دیا اور شرکاء جلوس پر گولی اور لاٹھی کا بے دریغ استعمال کیا، جس کے نتیجے میں کثیر علماء اور عوام اہل سنت زخمی اور گرفتار ہوئے۔ خطیب ختم نبوت علامہ نواز بشیر جلالی بھی زخمی علماء میں شامل تھے۔ آپ کو شدید زخمی حالت میں میو ہسپتال لاہور میں داخل کروادیا گیا۔ صحت یابی کے بعد آپ نے دوبارہ اپنی تحریکی خدمات کا آغاز کردیا۔

چند دنوں بعد آپ کو قائدین اہل سنت کے ہمراہ داتا علی ہجویری علیہ الرحمۃ کے دربار کے قریب سے گرفتار کرلیا گیا۔ یہ تشدد اور گرفتاری آپ کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ کرسکا۔ رہائی کے بعد آپ کے تحریکی اور تنظیمی جذبہ میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علامہ نواز جلالی صاحب کے علم وعمل میں مزید اضافہ فرمائے اور انہیں دین متین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا انکار اسی طرح کفر ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کفر ہے۔ حضور ﷺ کی ختمِ نبوت پر ایمان ضروریاتِ دین میں سے ہے اور اس کا انکار صریحاً کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس عقیدے کو قرآن مجید میں مختلف طرق واسالیب کے ساتھ سو سے زائد مقامات پر بیان فرمایا ہے اور خود رحمتِ کائنات ﷺ نے بھی دو سو سے زائد احادیث میں عقیدۂ ختم نبوت کو بیان فرمایا ہے ۔لیکن جہاں اس عقیدے کی قرآن وحدیث میں بڑی توضیح وتشریح موجود ہے وہاں اس کے خلاف آنے والے فتنوں سے بھی امت کو باخبر کیا گیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

"انه سيكون فى امتى ثلاثون دجالون كلهم يزعم انه نبى وانا خاتم النبيين لانبى بعدى"

ترجمہ: بے شک عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے آئیں گے ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ مَیں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

چنانچہ ان فتنوں کا آغاز عہدِ رسالت ﷺ میں اس وقت ہو گیا تھا جب اسود عنسی اور مسیلمہ کذات نے مدعی نبوت ہونے کا اعلان کیا، اسود عنسی کو تو صحابی رسول

حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا جبکہ مسیلمہ کذاب کے خلاف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قتال کیا گیا۔ جس میں بے شمار صحابہ نے داد شجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ اوراس وقت اس فتنے کو ختم کر دیا۔ لیکن مسیلمہ کذاب کے جانشین اس کے بعد مختلف مما لک میں ظاہر ہوتے رہے، جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت پر حملے کر کے امت کے شیرازے کو بکھیر نے کی کوشش کی۔

ایسے ہی بد بخت لوگوں میں سے ایک انتہائی بد بخت اور کذاب مرزا قادیانی بھی ہے جسے انگریز حکومت نے برصغیر میں اسلام کے چہرے کو مسخ کرنے کی غرض سے تیار کیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے نہ صرف احادیثِ نزول مسیح کا انکار کیا بلکہ اس نے خود مثیلِ مسیح و امام مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اوراس بد بخت نے شان الوہیت، شانِ رسالت، قرآن و حدیث اور آل و اصحابِ رسول کی کھلی توہین کی اوراس لعین نے خود کو (یعنی مرزا قادیانی) کو نبی نہ ماننے والے دنیا بھر کے مسلمانوں کو انتہائی غلیظ اور گندی گالیاں دیں مثلاً جہنمی، ولد الحرام، کنجریوں کی اولاد، دجال کی نسل، کتے کتیاں وغیرہ وغیرہ اوراس بد بخت نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر قرار دیا اوراس لعین نے جہاد کا تمسخر اڑایا اوراسے حرام قرار دیا اوراپنے متبعین کے لئے انگریز حکومت کی وفاداری واطاعت کو اپنے مذہب کا رکنِ اعظم قرار دیا۔

لعین قادیانی کی زندگی پر ایک نظر

مرزا غلام قادیانی 1839ء کو قادیان ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب انڈیا میں پیدا ہوا۔ مرزا قادیانی کے باپ کا نام مرزا غلام مرتضٰی بیگ اور ماں کا نام چراغ بی بی ہے۔ مرزا کا والد اور خاندان بھی حکومت برطانیہ انگریز کا وفادار اور جان نثار تھا۔

چنانچہ مرزا لکھتا ہے:

''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے
میرا والد غلام مرتضٰی گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی
تھا جن کو دربارِ گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن
صاحب کی ''تاریخ رئیسانِ پنجاب'' میں ہے اور 1857ء میں
انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی ۔
پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانۂ غدر (جنگِ آزادی) کے
وقت سرکارِ انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔

(کتاب البریہ، اشتہار:۳)

مرزا قادیانی نے فارسی اور عربی کی تعلیم اپنے گھر میں (تنخواہ پر رکھے گئے اساتذہ سے) حاصل کی ۔بعدازاں ڈی سی (ڈپٹی کمشنر) دفتر گورداسپور میں منشی کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی ۔1868ء میں مختاری کے امتحان میں فیل ہو گیا اور نوکری چھوڑ دی۔

اس کے بعد مرزا اسلام و دیگر مذاہب کا تقابلی مطالعہ کرنے لگا اور اس نے اسلام کے مبلغ کی حیثیت سے غیر مسلموں سے مناظرے کئے اور ہندوستان میں خوب شہرت حاصل کی ،اور اس نے براہینِ احمدیہ نام کی پچاس جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم کتاب لکھنے کا اعلان کیا جس کے لئے بے پناہ چندہ جمع کیا لیکن وہ صرف پانچ جلدیں لکھ سکا۔

1884ء کے بعد مجدد، صاحب کرامات ، امامِ زماں، مہدیٔ دوراں ، مسیح زماں ہونے کے دعوے کئے اس کے بعد اس نے اپنے فرقہ کا نام ''فرقۂ احمدیہ'' تجویز کیا اور 10 شرائط پر بیعت نامہ شائع کیا اور وہ اپنے ماننے والوں کو اپنی بیعت میں لینے لگا۔

1890ء کے بعد مرزا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے کا انکار کر دیا اور اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وفات پا جانے کا ایک نیا نظریہ پیش

کردیا اوراس موضوع پر ایک مستقل کتاب ''فتح الاسلام'' لکھی اوراپنے بارے میں مثیلِ مسیح موعود، امام مہدی ہونے کا دعویٰ کردیا۔

1900ء میں اپنی مسجد کے خطیب مولوی عبدالکریم سے اپنے نبی ورسول ہونے کا اعلان کروایا۔ بعد میں شوروغل ہوا تو خطیب کے اعلان کی تائید کی۔ پھر 1901ء میں صاف صاف نبی ہونے کا اعلان کردیا۔

1900ء میں قطب الاولیاء تاجدارِ گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا کے ردّ میں ایک معرکۃ الآراء کتاب ''شمس الھدایۃ فی اثبات حیات المسیح'' لکھی اور مرزا کی کتاب اعجاز المسیح کے جواب میں ایک شاہکار تصنیف (سیف چشتیائی) 1902ء میں تصنیف فرمائی جس کو پڑھ کر کثیر تعداد میں مرزائی مسلمان ہوگئے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور مزار قادیانی کے درمیان 25 جولائی 1899ء کو بادشاہی مسجد لاہور میں ایک مناظرہ بھی طے پایا۔ حضرت پیر صاحب برصغیر کے سینکڑوں علماء اور ہزاروں عوام کی معیت میں لاہور بادشاہی مسجد پہنچے لیکن مرزا بار بار چیلنجِ مناظرہ کرنے کے باوجود بھاگ گیا۔ اس موقع پر بھی بے شمار مرزائی مسلمان ہوئے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے 1884ء میں (المقالۃ المفسرۃ فی احکام البدعۃ المکفرۃ) لکھی۔ پھر 1900ء میں (جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ) میں ختم نبوت پر 120 نصوص رقم فرمائیں۔ اس تاریخی کتاب کو عرب وعجم کے علماء نے بے حد سراہا۔

پھر 1906ء میں (حسام الحرمین) میں علماء دیوبند اور مرزا قادیانی کے خلاف کفر وارتداد کے فتووں کی 39 علماء حرمین سے بھی تائید حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ نے (السوء والعقاب علی المسیح الکذاب) (1902ء) (قھر الدیان علی مرتد

بقادیان)(1895ء) (رسالہ باب العقائد والکلام)(1917ء)(المبین ختم النبیین) (1908ء) ، (الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی)(1921ء)، اوردیگر کتب بھی تصنیف فرمائیں۔

ایک رسالہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے صاحبزادہ صاحب حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان نے لکھا۔مولانا غلام دستگیر قصوری نے متعدد کتابیں لکھیں، علماء پنجاب میں سے حضرت مولانا غلام قادر بھیروی نے مرزا کے خلاف پہلا فتویٰ دیا۔مولانا پیر غلام رسول قاسمی امرتسری نے عربی میں ایک کتاب لکھی جو اُردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہوئی۔قاضی فضل احمد لدھیانوی نے متعدد کتابیں لکھیں ۔حضرت مولانا ضیاء الدین سیالوی نے ''معیار المسیح'' کے نام سے ایک لاجواب کتاب لکھی۔مولانا حیدر اللہ نقشبندی مجددی نے ''درۃ الدیانی علی المرتد القادیانی'' کے نام سے مفید کتاب لکھی۔

حیرت ہے کہ مدرسہ دیوبند نے مرزا قادیانی کے بارے میں مرزا کی زندگی میں (1908ء تک)خاموش رہا اوراکابر علماء دیوبند نے مرزا کے کافر ہونے کامرزا کی زندگی میں فتویٰ نہیں دیا۔

1904ء کو اہل سنت کے مشہور بزرگ حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہی مسجد لاہور میں خطبۂ جمعہ کے دوران مرزا کو مباہلہ کا چیلنج کیا،جس کا مرزا نے جواب نہ دیا۔پھر حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے 22 مئی 1908ء کو پیش گوئی فرمائی کہ مرزا چند دنوں میں ہلاک ہوجائے گا۔

چنانچہ مرزا26 مئی 1908ء کو ہیضے کی بیماری میں چوک دالگراں لاہور کی ایک عمارت کے بیت الخلاء میں مرا۔اورقادیان میں مدفون ہوا۔

مرزائیوں کے خلاف پہلی دفعہ 1953ء میں بھر پور تحریک چلائی گئی جس کا مطالبہ تھا کہ ظفر اللہ مرزائی کو وزارتِ خارجہ سے برطرف کیا جائے اور مرزائیوں کو قانونی

طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔اس تحریک میں تمام مکاتبِ فکر کے علماء شامل تھے۔ دوسری دفعہ 1974ء میں تحریک ختم نبوت چلی جس کے تحت پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے باوجود مرزا قادیانی کے پیروکار اپنی سازشیں جاری رکھے ہوئے ہیں اور وہ وقتاً فوقتاً اسمبلی میں بیٹھے اپنے ایجنٹوں اور بعض ٹی وی اینکروں کے ذریعے متفقہ طور پر منظور شدہ تحفظ ختم نبوت ایکٹ کے ساتھ چھیڑ خانی کرتے رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح تحفظِ ختم نبوت ایکٹ میں تبدیلی ممکن ہو سکے اور وہ یعنی (قادیانی) دوبارہ قومی دھارے میں شامل ہو جائیں۔

حال ہی میں قادیانیوں کے ایما پر نون لیگ کی حکومت نے اپنے چہرے پر سیاہی ملتے ہوئے رات کے اندھیرے میں الیکشن اصلاحات کے نام پر جب اس قانون پر شب خون مار کر کروڑوں پاکستانیوں کے دل چھلنی کر دیئے، پیکر استقامت وعزیمت امیر المجاہدین حضرت علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی دامت برکاتہم العالیہ، امیر تحریک لبیک یا رسول اللہ نے اپنے ہزاروں کارکنوں کے ساتھ راولپنڈی فیض آباد کے مقام پر تاریخی دھرنا دے کر پوری دنیا کو بتا دیا کہ مسلمان بے عمل ضرور ہو سکتا ہے لیکن ناموسِ رسالت کا غدار نہیں ہو سکتا، فیض آباد کے مقام پر آپ نے عزم واستقامت، جرأت وبہادری اور قربانیوں کی ایسی داستان رقم کی جس کی نظیر تاریخ میں خال خال نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دھرنے کو آپ کی قیادت میں کامیابی سے ہمکنار کیا اور اس دھرنے کی وجہ سے مسئلہ ختم نبوت کئی دھائیوں کے لئے محفوظ ہو گیا۔اب کوئی بدباطن اس حساس مسئلہ کو چھیڑنے کی جرأت نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ قبلہ استاد گرامی کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے اور آپ کی قیادت میں ملکِ خداداد پاکستان میں نظامِ مصطفیٰ کا نفاذ فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین

ناموسِ رسالت اور مسئلہ ختم نبوت کے خلاف جب بھی کسی خبیث النفس شخص نے سازش کی تو اہلسنت کی تمام جامعات اور خانقاہوں سے اس کا بھرپور رد کیا گیا۔ خصوصاً اس حوالے سے میری مادرِ علمی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی خدمات روزِ روشن کی طرح واضح ہیں۔

مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی حسنِ تربیت کی بدولت ان کے تلامذہ ہمہ وقت تحفظ ناموسِ رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کمربستہ رہتے ہیں۔اور وہ تحفظ ناموسِ رسالت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے جامعہ نظامیہ رضویہ کے فضلاء پوری دنیا میں نمایاں پہچان رکھتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہر موقع پر دنیا بھر میں تحفظ ناموس رسالت کے لئے مؤثرترین آواز فضلائے جامعہ نظامیہ رضویہ کی ہوتی ہے۔

اسی طرح اگر خانقاہوں کی بات کی جائے تو درگاہ عالیہ بھکھی شریف کی بنیاد ہی حافظ الحدیث پیر سید جلال الدین شاہ علیہ الرحمۃ نے ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے رکھی تھی۔جو شخص اس آستانہ سے وابستہ ہوگیا اس کا ایمان اور عقیدہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگیا۔اور وہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے جان دینے اور جان لینے سے کبھی پیچھے نہیں ہٹا۔

حافظ الحدیث پیر سید جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے 1953ء اور پھر 1974ء کی ختم نبوت کی تحریک میں پیرانہ سالی اور نابینا ہونے کو عذر نہیں بنایا بلکہ آپ اپنے تلامذہ اور مریدین کے ساتھ میدانِ عمل میں نکلے گجرات اور منڈی بہاؤالدین کی عوام اس بات کی گواہ ہے۔آپ کے وصال کے بعد آپ کے جانشین اول پیر سید مظہر قیوم شاہ مشہدی علیہ الرحمۃ نے اس فریضے کو بحسن وخوبی انجام دیا۔آپ نے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔آپ کی سرپرستی میں گجرات

،منڈی بہاؤ الدین ، کھاریاں اور لاہور میں ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے بے شمار پروگرام اور کانفرنسز کا انعقاد کیا گیا۔اس کے علاوہ آپ نے تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کیلئے تحریک تحفظ اسلام کی بنیاد رکھی ۔جس نے تھوڑے عرصے میں بے شمار کامیابیاں حاصل کیں آپ کے وصال کے بعد آپ کے قابل فخر جانشین نوید العلماء پیر سید نوید الحسن شاہ صاحب مشہدی مدظلہ العالی نے اپنے بزرگوں کے کام کو مزید آگے بڑھایا۔آپ کی سرپرستی میں قادیانیوں کے تاریخی معبد کے مینارے گرا کر علاقے کے طاقت ور قادیانیوں کو پیغام دیا کہ ہمارے لئے دین اسلام کے علاوہ کسی دین کی ترویج واشاعت قابلِ قبول نہیں۔

آپ نے تحفظ ناموس رسالت کے لئے اپنے شبانہ روز ایک کئے ہوئے ہیں۔ آپ کی قیادت میں تحریک تحفظِ اسلام بدمذہبوں کے خلاف ایک مضبوط ترین تحریک بن کر ابھری ہے ۔جہاں آپ تحفظ ناموسِ رسالت کی پہرے داری کے لئے ہروقت تیار رہتے ہیں وہاں آپ اپنی دیگر ذمہ داریوں سے غافل نہیں ہیں۔دارالعلوم اور خانقاہ کے معاملات بھی الحمدللہ بحسن وخوبی آگے بڑھ رہے ہیں۔

اس کے علاوہ آپ کے مریدین ،متوسلین، متعلقین اور تلامذہ دینی ، روحانی اور خاندانی مسائل کے لئے آپ سے رابطہ کرتے ہیں۔ملک بھر سے درگاہ پر حاضری دینے والے علماء اور وفود سے ملاقات،اس کے علاوہ ہے۔

اللہ تعالیٰ درگاہ حضرت حافظ الحدیث کا فیض ہمیشہ جاری وساری فرمائے۔آمین بجاہ سیّد المرسلین۔

عرصۂ دراز سے راقم الحروف کی آرزو تھی کہ قادیانیوں کے ردّ میں ایسی کتاب تحریر کی جائے جس میں قرآن وحدیث کے ذریعے مرزائیوں کے عقائد کا مکمل محاسبہ کر کے مسلمانوں کے ایمان اور عقیدے کو محفوظ کیا جاسکے ۔اللہ تعالیٰ کے کرم ، نبی مکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر عنایت، اپنے اساتذہ اور شیخ طریقت کی دعاؤں سے اس قابل ہوا۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اگر وہ دورانِ مطالعہ کتاب ہذا میں کوئی غلطی دیکھیں تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع مرحمت فرمائیں۔تاکہ آئندہ ایڈیشن میں غلطی کی اصلاح کی جا سکے۔

آخر میں اپنے تمام کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری، مسودے کی تلاش، تخریج حوالہ جات، پروف ریڈنگ اور کمپوزنگ سمیت جملہ مراحل میں راقم التحریر کے ساتھ بے لوث تعاون کیا۔اللہ تعالیٰ تمام کو دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے۔آمین

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

باب اول

مسئلہ ختم نبوت

قرآن مجید کی روشنی میں

ارشادِ خداوندی ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا o (القرآن الكريم ۳۳/ ۴۰)

نہیں ہیں محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ اور لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں میں آخری ہیں اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں رسولِ اکرم ﷺ کو اللہ تعالی نے وہ اعزاز عطا فرمایا ہے جو آپ کے علاوہ کسی نبی اور رسول کو عطا نہیں کیا گیا اور یہ اعزاز ''ختم نبوت'' ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کے ہر کمال کو اس وصف ختم نبوت کے پس منظر میں دیکھا جائے تو ہر وصف اپنے کمال پر نظر آئے گا۔ ختم نبوت آپ ﷺ کا ایسا وصف اور کمال ہے جو کسی نبی اور رسول کو حاصل نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بعثت کے ساتھ ہی نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔

دو قرأتیں:

قرآن لفظ اور معنی کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور چونکہ عربی زبان میں ایک لفظ کئی طرح سے پڑھا جا سکتا ہے، اس لیے قرآنی الفاظ کے پڑھنے کا صحیح معیار یہ ہے کہ زبانِ رسالت مآب ﷺ سے اس لفظ کو کس انداز سے ادا ہوتا ہوا سنا گیا ہے۔ اسی فن کا نام علم قرأت ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہم تک پہنچا ہے۔ زیر بحث لفظ کو رسول اکرم ﷺ نے دو طرح ادا فرمایا ہے:

۱ : خَاتَم ، یعنی تاء کے فتحہ (زبر) سے

۲ : خَاتِم ، یعنی تاء کے کسرہ (زیر) سے

خَاتَم ، تاء کے فتحہ کے ساتھ صرف دو قاریوں کی روایت ہے اور ان کے علاوہ تمام قاریوں نے خَاتِم بکسرِ تاء پڑھا ہے اور اسی کو مختار کہا ہے۔

(ابن جریر، ص ۱۱، ج ۲۲)

اصل بات یہ ہے کہ عام طور پر ایک لفظ کو ایک سے زائد طریقوں سے پڑھنے کی اجازت اسی وقت دی جاتی تھی جب معنی ایک ہو، چنانچہ اس لفظ کا بھی یہی معاملہ ہے خواہ آپ اس کو خَاتَم پڑھیں یا خَاتِم پڑھیں معنی ایک ہی ہے۔ یعنی ''آخری نبی''

تفسیراتِ احمدیہ میں ہے:

وَالْمَالُ عَلٰی کُلِّ تَوْجِیْہٍ ھُوَ الْمَعْنٰی الْاٰخِرُ وَلِذَالِکَ فَسَّرَ صَاحِبُ الْمَدَارَکِ قِرَاءَۃَ عَاصِمٍ بِالْاٰخِرِ وَ صَاحِبُ الْبِیْضَاوِیّ کُلَّ الْقِرَاءَتَیْنِ بِالْاٰخِرِ.

اور نتیجہ بہر صورت آخر کے معنی کی صورت میں نکلتا ہے، اسی لیے صاحب مدارک نے عاصم کی قرأت (جو فتح سے ہے) کے معنی آخر کیے اور بیضاوی نے دونوں قرأتوں کے معنی آخر کے لیے۔

شریعتِ اسلامیہ کے اصول میں اصل اول قرآن ہے، ہم نے اس جگہ رسولِ اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے کی قرآنی تصریحات پیش کی ہیں۔خاتم النبیین کی آیت کو بنیاد بنا کر دوسری بحث کو بطور تائید پیش کیا ہے۔اگرچہ تمام عربی لغات میں ختم کے وہی معنی ہیں جو شروع سے امتِ مسلمہ کا عقیدہ ہے۔

مگر دنیا کا کوئی معقول انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ لغتیں متکلم کی مراد بھی متعین کیا کرتی ہیں، پس کلامِ الٰہی کی مراد کتب لغت سے متعین نہیں کی جائے گی۔ ہاں صرف اتنا بتانے کے لیے لغوی تحقیق پیش کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ مرادِ الٰہی لغت عرب کے خلاف نہیں ہے۔

مرادِ الٰہی کے متعین کرنے کے دو ذرائع ہیں:

۱ : قرآن کریم

۲ : وہ ذات پاک ﷺ جس کے قلب پاک پر قرآن کریم نازل ہوا اور جس کو اللہ تعالیٰ نے معلم انسانیت ہونے کا شرف عطا فرمایا۔

اب ہم پہلے ذریعہ سے مرادِ الٰہی کی تعین پیش کرتے ہیں۔

آیت کی تفسیر بالقرآن:

قرآن کریم کی متعدد آیات بڑی صراحت سے اس آیت کے معنی کو بیان کرتی ہیں۔چند آیات یہ ہیں:

آیت نمبرا: وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ.(القرآن الکریم ۳/ ۸۱)

”اور یاد کیجئے اس واقعہ کو جب اللہ نے (تمام) نبیوں سے عہد لیا کہ

جب میں تم کو کتاب وحکمت دوں پھر آئے تمہارے پاس ایک رسول
جو تصدیق کرنے والا ہو اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو تم اس پر
ضرور ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔"

اس آیت میں خطاب ہر نبی کو ہے کیونکہ اگر بعض کو ہو اور بعض کو نہ ہو تو ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی، پھر اس عقلی دلیل سے قطع نظر قواعد نحو کے مطابق بھی یہی معنی ہیں کیونکہ جمع جب مُحَلّٰی بِاللَّامِ ہو تو مفید عموم ہے۔ پھر تمام مفسرین سے بھی یہی منقول ہے لہٰذا تین قسم کے دلائل سے اس کے مخاطب تمام نبی ہیں۔

اب آیئے لفظ "ثُمَّ" پر بحث کرتے ہیں۔ عربی زبان میں لفظ ثُمَّ "تَرَاخِی فِی الزَّمَانِ مَعَ الْمُهْلَةِ" کے لیے آتا ہے۔ پس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ وہ رسول جس کی تائید ونصرت کا عہد تمام انبیاء سے لیا جارہا ہے، وہ تمام کے بعد آئے گا اور جتنے سچے نبی ہوں گے وہ اس سے پہلے ہو چکے ہوں گے، اب اگر اس کے بعد کوئی نبی بننے کا دعویٰ کرے گا تو وہ جھوٹا ہوگا۔ کیونکہ سچے نبی کے لیے اس آیت کی نص سے ضروری ہے کہ اس کی بعثت حضرت محمد ﷺ سے قبل ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھی یہی صورت حال ہے کیونکہ دنیا جانتی ہے کہ ان کی بعثت حضرت محمد ﷺ سے پہلے ہے اور ان کا حضور ﷺ کے بعد آنا اس آیت کے منافی نہیں بلکہ درحقیقت یہ اس آیت کی تصدیق ہے کہ ایک نبی جو اپنی نبوت کا اعلان دنیا میں محمد ﷺ سے پہلے کر چکا ہے، قربِ قیامت میں وعدہ الٰہی کی تصدیق کے لیے نازل ہوگا اور حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائے گا اور ان کی تائید و نصرت کرے گا۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

اگر یہاں یہ شبہ وارد کیا جائے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام نبیوں کے بعد

رسول تو فقط ایک ہی ہوگا مگر مرزا صاحب رسول نہیں بلکہ نبی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو رسول اور نبی میں فرق نہیں ،اگر ہے تو محض اعتباری۔ ورنہ درحقیقت دونوں ''موحی مِنَ اللّٰہِ'' ہوتے ہیں، دوسرے یہ کہ مرزا قادیانی نے صرف نبوت کا نہیں بلکہ رسالت کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ جو ان کی کتابوں میں جابجا موجود ہے۔ چند حوالے ملاحظہ ہوں:

۱ : سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء)

۲ : حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے، اس میں ایسے لفظ رسول، مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ۔ (براہین احمدیہ، ص ۴۹۸، اربعین ص ۴۶۴، نزول مسیح ص ۹۹ ،حقیقۃ الوحی ص ۱۵۲، ۱۵۷ ،انجام آتھم ص ۶۲ وحقیقۃ النبی مرزا محمود، ص ۲۵۹، ۲۱۴)

آیت نمبر۲: اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا .(المائدہ : ۳)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کو بہ طورِ دین پسند فرما لیا۔''

نبی کریم ﷺ کے لئے دین کا کامل اور تمام ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں؛ کیونکہ آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا اسی وقت ممکن ہوتا ،جب آپ کے دین اور شریعت میں کوئی کمی ہوتی ؛ جس کمی کو بعد میں آنے والا نبی پورا کرتا، جب آپ کا دین کامل اور مکمل ہے تو آپ کے بعد کسی نبی کا آنا بھی ممکن نہیں ہے۔

آیت نمبر۳: وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا. (سبا: ۲۸)

"اور اے محبوب! ہم نے آپ کو دنیا کے تمام لوگوں کے لیے (جنت) کی خوشخبری دینے والا اور (دوزخ سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ دنیا کے تمام لوگوں کے لیے آپ رسول ہیں، اگر آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کو جائز قرار دیا جائے تو لازم آئے گا کہ آپ تمام لوگوں کے لیے رسول نہیں ہیں بلکہ بعض لوگوں کے لیے کوئی اور رسول آئے گا، اور اس سے اس آیت کا کاذب ہونا لازم آئے گا اور قرآن مجید کا کاذب ہونا محال ہے، اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا محال ہے۔

آیت نمبر۴: قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا. (الاعراف: ۱۵۸)

"اے محبوب آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! بیشک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔"

اس آیت کی بھی حسبِ سابق تقریر ہے کہ اگر آپ کے بعد کسی اور رسول کا آنا ممکن ہو تو پھر آپ سب کے لیے رسول نہیں رہیں گے۔

آیت نمبر۵: وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ.

(سورۃ الانبیاء: ۱۰۷)

"اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

اس آیت کی بھی حسب سابق تقریر ہے کہ اگر آپ کے بعد کسی رسول کا آنا ممکن ہو تو پھر بعض لوگوں کے لیے وہ رسول رحمت ہوگا اور آپ تمام جہانوں کے لیے رحمت

نہیں رہیں گے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

آیت نمبر۶: تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا . (الفرقان:۱)

''وہ ذات برکت والی ہے جس نے اپنے عبدِ کامل پر وہ کتاب نازل کی جو حق اور باطل میں فرق کرنے والی ہے تاکہ وہ عبدِ کامل تمام جہانوں کے لیے (اللہ کے عذاب سے) ڈرانے والا ہو جائے''۔

اس آیت سے بھی حسب سابق استدلال کیا جائے گا کہ اگر آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کو جائز اور ممکن مانا جائے تو آپ تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والے نہیں رہیں گے کیونکہ بعض لوگوں کو عذاب سے ڈرانے والا وہ رسول ہوگا اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

آیت نمبر۷: ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ. (الواقعہ:۲۷)

''دائیں بازو والے (جنتی) پہلوں میں سے بہت ہیں اور آخری اُمت میں سے بھی بہت ہیں''۔

تفسیر ابنِ کثیر وغیرہ میں ہے کہ پہلی آیت میں بتایا گیا تھا کہ امم سابقہ میں سے بہت لوگ جنت میں جائیں گے اور آخری اُمت میں سے کم جائیں گے تو یہ بات صحابہ رضی اللہ عنہم پر شاق گزری چنانچہ ان کی تسلی کے لیے دوسری آیت نازل ہوئی جس میں آخری اُمت کے اہل جنت کو امم سابقہ کے جنتیوں کے برابر قرار دیا گیا (ابنِ کثیر بروایت مرفوعہ عن عبداللہ بن مسعود ج ۷ص ۹۸)

خلاصہ یہ ہے کہ یہ اُمت آخری اُمت ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کے

رسول آخری رسول ہیں مرزائی اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں اور اس طرح اس آخری اُمت کے بعد ایک اور اُمت تجویز کرتے ہیں ۔قرآن کی رُو سے اس نئی اُمت کا کوئی جواز نہیں۔

آیت نمبر۸: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا. (فتح:۱۷)

''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو وہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور جو اعراض کرے گا تو اسے وہ دردناک عذاب دے گا۔

یہ آیت اور اسی مضمون کی سینکڑوں آیات قرآن عزیز میں موجود ہیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ آخرت کی کامیابیاں اور جنت کا حصول صرف دو شرطوں سے مشروط ہے ایک اللہ کی اطاعت اور دوسرے اس کے رسول کی اطاعت۔

مرزائیوں کو چیلنج:

اگر مرزا غلام احمد اور اس جیسے دوسرے جھوٹے نبیوں کا ماننا لازم ہوتا تو اللہ فرماتا کہ جو اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ اور بعد میں نبوت کے دعویداروں کی اطاعت کرے گا وہ جنت کا مستحق ٹھہرے گا مگر یہاں کوئی ایسی شرط نہیں لگائی گئی۔اب ہم تمام مرزائیوں سے دریافت کرتے ہیں کہ بتاؤ جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و اتباع کرے وہ نجات یافتہ ہے یا نہیں؟ اگر کہو نہیں تو خدا کو جھٹلا رہے ہو پس ایسے لوگ جو خدا ہی کو جھٹلا دیں ان سے ہمارا کیا واسطہ؟ اور اگر کہو کہ وہ نجات یافتہ ہیں تو پھر تم ان نجات یافتہ مسلمانوں کو کیوں بہکاتے ہو؟

آیت نمبر۹: وَآمِنُوا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ. (بقرہ:۴۱)

''اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے اتارا اس کی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے ساتھ ہے۔''

اس آیت کریمہ میں بھی کتب سابقہ کا ذکر ہے بعد میں کسی چیز کے نزول کی خبر نہیں اور نہ اس پر ایمان کا حکم ہے۔

آیت نمبر۱۰: وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَسَآءَتْ مَصِيْرًا. (النساء:۱۱۵)

اور جو شخص ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور تمام مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلے ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرا ہے اور اس کو دوزخ میں داخل کردیں گے اور وہ کتنا بُرا ٹھکانا ہے۔

عہدِ رسالت سے لے کر آج تک تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین اور اللہ کے آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا محال ہے سو جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے گا وہ اس آیت کی مذکورہ کا مصداق ہے۔

آیت نمبر۱۱: لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ط اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط. (الحدید:۱۰)

''تم میں سے جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے (اللہ کی راہ میں)

خرچ اور جہاد کیا، وہ دوسروں کے برابر نہیں ہیں، ان کا ان لوگوں سے بڑا درجہ ہے جنہوں نے اس کے بعد (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اور قتال کیا اور اللہ نے ہر ایک سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔"

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے صحابہ، بعد کے صحابہ سے افضل ہیں، اگر سیدنا محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن ہوتا تو وہ ان صحابہ سے افضل ہوتا کیونکہ نبی غیر نبی سے افضل ہوتا ہے اور ان صحابہ سے اس کا افضل ہونا اس آیت کے خلاف ہے، پس آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن نہیں ہے۔

آیت نمبر ۱۲: يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اُنْزَلَ مِنْ قَبْلُ. (نساء)

"اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (محمد ﷺ) پر نازل کی۔ اور اس کتاب پر جو پہلے نازل ہوئی۔"

اس آیت میں بھی نہ تو مرزا قادیانی کا ذکر ہے اور نہ ہی اس کی وحی کا۔

آیت نمبر ۱۳: كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. (شوریٰ)

"اسی طرح وحی فرماتا ہے آپ کی طرف اور ان کی طرف جو آپ سے پہلے ہو گزرے اللہ غالب، حکمت والا۔"

اگر آپ کے بعد کوئی نبی ہوتا اور اس کی طرف وحی کی جاتی تو اس آیت میں اس

کا بھی ذکر ہوتا۔ یعنی۔ مِنْ قَبْلِکَ کے ساتھ وَمِنْ بَعْدِ کَ کا لفظ بھی ہوتا مگر ایسا نہیں ہے۔

آیت نمبر۱۴: وَاَرْسَلْنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا. (نساء۵)

''اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے۔''

آیت نمبر۱۵: وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَ مَنْ بَلَغَ. (انعام:۱۹)

''اور میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی ہے۔ تاکہ میں اس سے تم کو ڈراؤں اور ان کو بھی جن تک یہ پہنچے۔''

آیت نمبر۱۶: قُلْ آمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَا اُنْزِلَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی و النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَ نَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ. (آل عمران۸۴)

''اے محبوب فرمادیجیے ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر نازل کیا گیا اور نازل کیا گیا ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو دیا گیا موسیٰ اور عیسیٰ اور سب نبیوں کو ان کے رب کی جانب سے ہم ان میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں۔''

اس آیت میں اجمال اور تفصیل دونوں ہی طریقوں پر واضح کر دیا گیا ہے کہ کون سے نبیوں پر اور کون سی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے چنانچہ یہ دونوں لفظ قابلِ توجہ ہیں۔

(۱)"مَـآ اُوتِیَ " جو کچھ بھی دیئے گئے ۔یعنی خواہ کتب ہوں یا صحائف مگر شرط یہ ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ سے پہلے نبیوں کو دیئے جا چکے ہوں کیونکہ ماضی کے صیغہ کا یہی مفہوم ہے۔

(۲)"اَلـنَّبِیُّوْنَ" یہاں الف لام استغراق کا ہے اور چونکہ یہ اُوتِـیَ کا نائب فاعل ہے اس لیے معنی یہ ہوا کہ ان تمام چیزوں پر ایمان لازم ہے جو تمام نبیوں کو دی جا چکی ہیں، یعنی جو کچھ دیا جانا تھا وہ دیا جا چکا ہے اور جس کو دیا جانا تھا وہ بھی اس دنیا میں آچکا ہے اور اب کسی کی گنجائش نہیں، اگر اس قسم کا کوئی امکان ہوتا تو آیت میں اس قسم کا ایک جملہ ضرور ہوتا۔

"وَمَا سَیُؤْتٰی مِنْ بَعْدِھِمْ"

"یعنی اور اس پر بھی جو بعد والوں کو دیا جائے گا"

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

منکرینِ ختمِ نبوت

اور

مفہومِ قرآن میں تبدیلی

آیت نمبرا: هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ o وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ. (جمعہ۲۔۳)

"وہی ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں سے ایک رسول انہیں میں سے مبعوث کیا جو ان پر اس کی آیتوں کی تلاوت کرتا ان کا تزکیہ کرتا اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اگر چہ وہ اس سے پہلے بلاشبہ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے اور ان میں سے دوسرے لوگوں کو جو ابھی تک ان سے ملے نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے۔"

مرزائی کہتے ہیں کہ "وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ الخ" معنی یہ ہیں کہ اور دوسرے نبی بھی آئیں گے جو ابھی ان سے نہیں ملے۔

یہ ایک ایسی لغوبات ہے جسے عربی سے واقف پہلی ہی نظر میں بھانپ لیتا ہے تاہم چند اشارات پیش کرتا ہوں۔

اگر "اٰخَرِیْنَ" کے معنی نبی لیے جائیں تب بھی حضور کے بعد نبی بنانے کا کوئی

اشارہ نہیں ملتا کیونکہ لفظ " بَـعَـثَ " ماضی ہے اور بقول مرزائیوں کے اس کا عطف رَسُوْلا پر ہوگا اس طرح یہ بَعَثَ کا مفعول ہوگا۔

مِنْهُمْ کی ضمیر اُمِّيّٖنَ کی طرف لوٹتی ہے، یعنی اہل عرب، تو بقول مرزائیوں کے اگر اٰخَـرِیْنَ سے مراد نبی ہوں تب ان نبیوں کو اہل عرب سے ہونا چاہئے۔ اور اس طرح مرزا کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا کیونکہ وہ مِنْهُمْ نہیں۔

" اٰخَرِیْنَ " جمع ہے تو کیا چودہ سو سال میں صرف ایک ہی آیا؟

غرضیکہ یہ تاویل خرافات کا پلندہ ہے اور تحریف معنوی ہے۔

آیئے اب اس کے معنی اسی کی زبان سے سنیں، جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

سہیل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''میری اُمت کی پشت در پشت ایسے مرد اور ایسی عورتوں ہوں گی جو جنت میں بے حساب داخل ہوں گی پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَ اٰخَـرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ یعنی اُمتِ محمد ﷺ کے باقی ماندہ افراد (قیامت تک)'' (ابن کثیر:۳۴۹)

گویا اس آیت میں حضور اکرم ﷺ کی نبوت کے عموم کا بیان ہے جس کا دائرہ آپ کے زمانۂ اقدس کے لوگوں اور بعد کے لوگوں سے لیکر قیامت تک وسیع ہے۔

آیت نمبر۲: وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ والرَّسُوْ لَ فَاُو لٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْـعَـمَ الـلّٰـهُ عَـلَیْهِـمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ والشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُوْلٰٓئِکَ رَفِیْقًا. (نساء۶۹)

''اور جو لوگ بھی اطاعت کریں گے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ (روز قیامت) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اور یہ سب کتنے اچھے رفیق ہیں۔''

مرزائی کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر انسان نبی بن سکتا ہے، استدلال اس طرح کرتے ہیں ہے کہ ہم نمازوں میں دعا کرتے ہیں " صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ " اے اللہ ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ پھر قرآن کی اس آیت میں اللہ نے خود ہی بتا دیا کہ انعام یافتہ لوگ چار قسم کے ہیں۔

اب یہ تو ممکن نہیں کہ اللہ کسی بھی بندے کی دعا کو قبول نہ کرے لہٰذا کسی کی دعا اس طرح قبول ہوتی ہے کہ اسے صالح بنا دیا جاتا ہے کسی کی اس طرح کہ اسے شہید بنا دیا جاتا ہے اور کسی کی اس طرح کہ اسے صدیق بنا دیا جاتا ہے اور کسی کی اس طرح کہ اسے (معاذ اللہ) نبی بنا دیا جاتا ہے اور مذکورہ آیت میں فَاُولٰئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ کا یہ مفہوم ہے۔

یہ تقریر در حقیقت قرآن میں ایسی تحریف ہے جس سے یہودی بھی شرما جائیں گے۔ اس آیت میں یہ کہاں کہا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے نبی بن جائیں گے اس میں تو لفظ " مَعَ " ہے جس کا ترجمہ "ساتھ" ہے پھر اس کی مزید تاکید آیت کے آخری جملہ میں ہے کہ " وَحَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیْقًا " اور یہ سب کتنے اچھے رفیق ہیں۔ اس آیت کا صریح مفہوم یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والوں کو چاروں مُنْعَمْ عَلَیْھِمْ یا ان میں سے بعض کی رفاقت و معیت حاصل ہو جائے گی اور یقیناً یہ بڑا اعزاز ہے۔

آیت نمبر۳: یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ. (اعراف ۳۵)

"اے بنی آدم! اگر تمھارے پاس تمہیں میں سے رسول آئیں جو تم پر میری آیتوں کی تلاوت کریں تو پس جو پرہیزگاری اختیار کرے گا اور

اصلاح کرے گا تو اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

مرزائی اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر تم آدم علیہ السلام کی اولاد ہو تو اس میں تمہیں مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ تم میں رسول آتے رہیں گے ہاں اگر تم اپنے آپ کو زمرۂ آدمیت سے خارج مان لو تو یہ خطاب بھی تمہاری طرف سے پھر جائے گا۔

جو لوگ علوم قرآنی سے باخبر ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ قرآن میں جب خصوصی طور پر اُمتِ محمدیہ کو خطاب ہوتا ہے تو اس کے دو طریقے ہیں۔

يَآ يُّهَا النَّاسُ !

اور يٰٓاَيُّها الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا !

اگر صرف یہودی مخاطب ہوں تو ان کے لیے۔ يَا بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ ہے اور اگر تمام انسانیت جو آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک ہے مخاطب ہو تو اس کے لیے۔ يٰبَنِىْ اٰدَمَ ! کا خطاب ہے اور آیت مذکورہ میں بھی یہی اندازِ تخاطب ہے۔

اس تشریح سے معلوم ہوا کہ اس آیت کا مفہوم حرف بہ حرف صحیح ہے اور اس کا مصداق دنیا میں آچکا ہے کیونکہ آدم، نوح، موسیٰ، یعقوب، یوسف اور عیسیٰ علیہم السلام کی امتیں اس آیت کا مخاطب ہیں اور اگر ختم نبوت والی آیات نہ ہوتیں تو اس کا دائرہ کار آگے تک بڑھ جاتا۔

خوب یاد رکھنا چاہیے کہ فعل مضارع بے شک استقبال کے لیے آتا ہے مگر آج تک کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ استقبال موبّد (دائمی) کے لیے آتا ہے اور یہ کہ اس کے آگے کوئی حد قائم نہیں ہو سکتی۔ اس تحقیقی جواب کے علاوہ ہم مرزائیوں سے سابق سوال کا اعادہ کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ اگر آیت جریان نبوت پر دال ہے تو مطلق نبوت جاری ہو

جائے گی پھر تشریعی نبوت کو کیسے بند کریں گے؟ جس طرح تم تشریعی نبوت کو بند کرو گے اسی طرح ہم آپ کی بنائی ہوئی نبوت کو بھی بند کر کے دکھادیں گے۔

ایک مغالطہ اور اس کا جواب:

قادیانی کہتے ہیں کہ ہر اُمت اس خوش عقیدگی میں مبتلا رہی ہے کہ ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا مگر باوجود ان کی خوش اعتقادی کے نبی آتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ اس خوش فہمی کی تردید فرمائی ہے چنانچہ قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قوم کے بارے میں ہے۔

آیت نمبر۴: حَتّٰی اِذَا هَلَکَ قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا . (مومن:۳۵)

یہاں تک کہ جب وہ وفات پا گئے تو تم نے کہا کہ ان کے بعد اللہ ہرگز کوئی رسول نہ بھیجے گا۔

مگر ان کے بعد رسول اور نبی آتے رہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اُمتِ مسلمہ کا عقیدہ حضور اکرم ﷺ کی بابت ایسا ہی بے بنیاد ہوتا جیسا کہ قوم یوسف کا تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے قوم یوسف کی تردید کی اسی طرح امتِ محمدیہ کی تردید فرمادیتا۔ مگر ایسا نہ ہوا، بلکہ معاملہ برعکس ہوا اور وہ اس طرح کہ وہاں قوم یوسف نے یوسف علیہ السلام کو آخری نبی کہا اور یہاں خود اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا محمد ﷺ کو آخری نبی کہا۔ تو اے مرزائی صاحبان کیا آپ خدا کے بارے میں بھی یہی کہیں گے کہ خدا خوش عقیدگی میں مبتلا ہے؟ مَعَاذَاللّٰهِ۔ خدارا بندوں کے کلام اور خدا کے کلام میں فرق کرو۔ مرزائیوں سے سوال ہے کہ کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے ختم نبوت کا دعوی کیا تھا؟ جبکہ حضور ﷺ نے ختم نبوت کا دعوی کیا ہے۔ (بخاری حدیث ۳۵۳۲) اللہ تعالیٰ

اُمتِ محمدیہ کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ آپ کے بارے میں ایسا ہی عقیدہ رکھتی ہے جیسے پہلی اُمت کے لوگ اپنے نبیوں کے بارے میں رکھتے تھے چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

آیت نمبر۵: وَاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا. (الجن:۷)

''اور بیشک ان لوگوں نے بھی تمہاری طرح گمان کیا کہ اللہ ہر گز کسی کو نہ بھیجے گا۔''

مرزائی کہتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے زمانے کے مسلمانوں سے فرمایا کہ ختمِ نبوت کا عقیدہ رکھنا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ یہ عقیدہ اس طرح ہے جس طرح پہلی امتوں نے رکھا تھا۔ مگر ہم نے ان کے عقیدے کے برعکس رسول بھیجے۔

جواب یہ کہ اس آیت کی یہ تقریر قادیانیوں کی طرف سے قرآن میں تحریف معنوی کرنے کی کھلی جسارت ہے۔ آیت میں جو کچھ فرمایا گیا ہے وہ اس سے بالکل مختلف ہے جو قادیانی کہتے ہیں ۔ یہ آیت سورہ جن کی ساتویں آیت ہے۔ اس آیت سے پہلی آیات میں بتایا گیا ہے کہ۔''اے محبوب ﷺ آپ اپنی قوم کو وہ ایمان افروز گفتگو سنا دیجیے جو جنات نے قرآن سننے کے بعد اپنی قوم سے کی تھی۔ تا کہ قوم کی ہدایت کا موجب بنے چنانچہ یہ آیت جنات کی گفتگو کا ایک حصہ ہے۔ جنوں نے اپنی قوم سے کہا کہ۔'' پہلے لوگوں کو تمہاری طرح یہ خیال تھا کہ ان کے رسول کے بعد کوئی نیا رسول نہ آئے گا۔ اب تم بھی یہ خیال کرتے ہو اور اسی خیال کی بنیاد پر تم حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے منکر ہو۔ حالانکہ یہ غلط ہے اور حضرت محمد ﷺ کی نبوت برحق ہے۔

پس یہ آیت ان لوگوں کے عقیدے کی تردید کرتی ہے جو حضرت خاتم النبیین ﷺ سے پہلے نبیوں کو آخری نبی سمجھتے رہے تھے اور لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا کا مقصد صاف واضح

ہے کہ غیر خاتم کو خاتم ماننا اسی طرح کفر ہے جس طرح خاتم کو غیر خاتم ماننا کفر ہے اور بعض تفاسیر میں "لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا" کا مقصد یہ ہے کہ مرنے کے بعد کسی کو دوبارہ زندگی نہیں ملے گی یہ خیال غلط ہے، یہ تفسیر بھی قرآن کے عین مطابق ہے۔

یہ چند آیات کی تشریح ہے ان کے علاوہ بعض آیات جو صراحتاً حضور اکرم ﷺ کے حق میں نازل ہوئیں مرزا قادیانی نے ان کے نزول کو اپنے حق میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا جواب دینے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے اپنے کو اَحْمَدُ اور مُحَمَّدُ کہہ دیا۔ یا اَللّٰهُ کہہ دیا۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جو سوائے مالی خولیا کے مریض کے کسی اور سے متصور نہیں لہٰذا ان کا جواب بے سود ہے۔

آیت نمبر ۶: اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ط (الحج ۲۲)

اور اللہ چن لیتا ہے فرشتوں سے پیغام پہنچانے والوں کو اور لوگوں میں سے بھی۔

مرزائی کہتے ہیں کہ اس میں یَصْطَفِیْ فعل مضارع ہے جو حال و استقبال دونوں پر دلالت کرتا ہے پس ثابت ہوا کہ آئندہ بھی فعل اِصْطِفَاء جاری رہے گا، یعنی اللہ چنتا رہے گا۔ اس کے دو جواب ہیں۔ ایک تحقیقی اور ایک الزامی۔

(۱) تحقیقی جواب یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے اس اعتراض کا جواب دے رہا ہے کہ محمد ﷺ کیونکر نبی بن سکتے ہیں؟ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ اللہ کی مرضی ہے کہ وہ انسانوں اور فرشتوں میں سے بعض کو اس شرف و کرامت کے لیے چن لیتا ہے اگر تم خدا کے اختیار و اقتدار کو تسلیم کرتے ہو تو اس کے اس فیصلے کو بھی تسلیم کرو، اب رہی یہ بات کہ مستقبل کے معنی یہاں کیوں نہیں لیے جاتے تو اس

کا جواب یہ ہے کہ ختم نبوت کے سلسلے میں جتنی آیات صریحہ نازل ہوئی ہیں وہ ایسا کرنے سے مانع ہیں اور اگر ایسا نہ کریں تو معاذ اللہ قرآن میں تضاد ہوگا جو محال ہے۔

(۲) الزامی جواب یہ ہے، ہم تمام دنیا کے مرزائیوں سے دریافت کرتے ہیں، تم بھی مانتے ہو کہ تشریعی نبوت حضور اکرم ﷺ پر ختم ہو چکی ہے اور آپ کے بعد کسی تشریعی نبی کا آنا ممکن نہیں ہے مگر آیت مذکورہ میں اگر تمہارے مطلب کے معنی کیے جائیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تم نے نبوت کی جتنی قسمیں بنائی ہیں، کیا سب کا جاری رہنا ثابت ہو جائے گا۔ جو تمہارے مدعا کے بھی خلاف ہے۔ اب بولو جواب کیا ہے؟ جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا ہے۔ ظاہر ہے کہ تم جواب میں خاتم النبیین والی آیت کو پیش کرو گے بلکہ پیش کرتے چلے آئے ہو اور اس آیت سے تشریعی نبوت کے ختم ہونے پر استدلال کرتے ہوئے کہو گے کہ اس آیت کی بنا پر یَصْطَفِیْ میں استقبال کے معنی تشریعی نبوت کے حق میں نہیں لیے جائیں گے۔ بس بعینہ ہمارا یہی جواب ہے کیونکہ جو نبوت خدا کی طرف سے دی جاتی تھی وہ تو تشریعی ہی تھی، ظلی، بروزی، حقیقی مجازی وغیرہ کا ذکر قرآن و حدیث میں کہیں نہیں ہے۔

مرزا نے لکھا ہے کہ چونکہ "اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا" (تجلیات الٰہیہ طبع اول ۳۵ ج ا) اگرچہ خود مرزا نے تشریعی نبوت کا دعویٰ داغ دیا ہے چنانچہ لکھتا ہے "یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس پر اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی اُمت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا..... میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی (اربعین) حقیقت یہ ہے کہ مرزا کا کلام تضاد بیانیوں اور تاویل در تاویل کا مجموعہ ہے۔

آیت نمبر۷: اَللّٰهُ اَعۡلَمُ حَيۡثُ يَجۡعَلُ رِسَالَتَهٗ (انعام)

”اور اللہ ہی جانتا ہے اس جگہ کو جہاں وہ رسالت رکھے۔“

اس آیت سے بھی مرزائی وہی استدلال کرتے ہیں جس کا جواب آیت نمبر:5 کے تحت ہم تفصیل کے ساتھ ذکر کر چکے ہیں۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

لفظِ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کی لغوی تحقیق

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ٥ القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰

نہیں ہیں محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ اور لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں میں آخری ہیں اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

مرزائیوں نے موجودہ زمانے میں نئی نبوّت کا فتنۂ عظیم کھڑا کیا ہوا ہے، وہ لفظ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے معنی ''نبیوں کی مہر'' کرتے ہیں اور اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد جو انبیاء بھی آئیں گے وہ آپ ﷺ کی مُہر لگنے سے نبی بنیں گے یا بالفاظ دیگر جب تک کسی کی نبوت پر آپ ﷺ کی مُہر نہ لگے وہ نبی نہیں بن سکے گا۔

لیکن جس سلسلۂ بیان میں یہ آیت وارد ہوئی ہے اس کے تناظر میں دیکھا جائے تو اِس لفظ کا یہ مفہوم لینے کی قطعاً کوئی گنجائش نظر نہیں آتی ، بلکہ اگر یہی اس کا معنی ہو تو یہاں یہ لفظ بے محل ہی نہیں، مقصودِ کلام کے بھی خلاف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سورۂ احزاب کی آیت ۴۰ سے پہلی آیات میں سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر معترضین کے اعتراضات اور ان کے پیدا کیے ہوئے شکوک وشبہات کا جواب دیا جارہا ہو اور اچانک سیاق کلام سے ہٹ کر یہ کہہ دیا جائے کہ محمد ﷺ نبیوں کی مُہر ہیں، آئندہ جو نبی بھی بنے گا، ان کی مُہر لگ کر بنے گا۔ اس سیاق وسباق میں یہ بات نہ صرف یہ کہ بالکل بے تکی ہے، بلکہ اس سے وہ استدلال اُلٹا کمزور ہو جاتا ہے جو اوپر ہے جو اوپر سے

معترضین کے جواب میں کیا جاتا ہے۔ اِس صورت میں تو معترضین کے لیے یہ کہنے کا اچھا موقع تھا کہ آپ یہ کام اِس وقت نہ کرتے تو کوئی خطرہ نہ تھا۔ اِس رسم کو مٹانے کی ایسی ہی کچھ شدید ضرورت ہے تو آپ کے بعد آپ کی مُہر لگ کر جو انبیاء آتے رہیں گے اُن میں سے کوئی اسے مٹا دے گا۔

پس جہاں تک سیاق وسباق کا تعلق ہے وہ قطعی طور پر اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ یہاں خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے معنی سلسلۂ نبوت کو ختم کردینے والے ہی لیے جائیں اور اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھا جائے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، یہ صرف سیاق کلام ہی کا تقاضا نہیں ہے، لغت بھی اِسی معنی کی متقضی ہے۔ عربی لغت اور محاورے کی رُو سے "ختم" کے معنی مُہر لگانے، بند کرنے، آخر تک پہنچ جانے، اور کسی کام کو پورا کرکے فارغ ہو جانے کے ہیں۔

خَتَمَ العَمَلَ کے معنی ہیں فَرَغَ مِنَ الْعَمَلِ، "کام سے فارغ ہوگیا۔"

خَتَمَ الْاِنَاءَ کے معنی ہیں "برتن کا منہ بند کردیا اور اس پر مُہر لگادی تاکہ نہ کوئی چیز اس میں سے نکلے اور نہ کچھ اس کے اندر داخل ہو۔"

خَتَمَ الْکِتَابَ کے معنی ہیں "خط بند کرکے اس پر مُہر لگادی تاکہ خط محفوظ ہو جائے۔"

خَتَمَ عَلَی الْقَلْبِ "دل پر مُہر لگادی کہ کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئے، اور نہ ہی پہلے سے جمی ہوئی کوئی بات اس میں سے نکل سکے۔"

خِتَامُ کُلِّ مَشْرُوْبٍ، "وہ مزہ جو کسی چیز کو پینے کے بعد آخر میں محسوس ہوتا ہے۔"

خَاتِمَۃُ کُلِّ شَیْءٍ، عَاقِبَتُہٗ وَاٰخِرَتُہٗ، "ہر چیز کے خاتمہ سے مراد ہے اس کی عاقبت اور آخرت۔"

خَتَمَ الشَّیْءَ ، بَلَغَ اٰخِرَہٗ ، ’’کسی چیز کو ختم کرنے کا مطلب ہے اس کے آخر تک پہنچ جانا۔‘‘ اسی معنی میں ختم قرآن بولا جاتا ہے اور اسی معنی میں سورتوں کی آخری آیات کو خواتیم کہا جاتا ہے۔

خَاتَمُ الْقَوْمِ ، اٰخِرُھُمْ ، خاتم القوم سے مراد ہے قبیلے کا آخری آدمی۔‘‘

(ملاحظہ ہو لسان العرب، القاموس المحیط اور اقرب الموارد)

اختصار کی وجہ سے ہم نے صرف تین کتابوں کا ذکر کیا ہے ورنہ کسی بھی لغت کا مطالعہ کیا جائے تو لفظ خاتم کی یہی تشریح نظر آئے گی لیکن منکرینِ ختمِ نبوت دین اسلام میں نقب لگانے کے لیے لغت کو چھوڑ کر اس بات کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ کسی شخص کو خَاتَمُ الشُّعَرَاءِ ، یا خَاتَمُ الْفُقَھَاءِ یا خَاتَمُ الْمُفَسِّرِیْنَ کہنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ جس شخص کو یہ لقب دیا گیا ہے اس کے بعد کوئی شاعر یا فقیہ یا مفسّر پیدا نہیں ہوگا بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس فن کے کمالات اُس شخص پر ختم ہو گئے۔ حالانکہ بطور مبالغہ اس طرح کے القاب کا استعمال ہرگز یہ معنی نہیں رکھتا کہ لغت کے اعتبار سے خاتم کے اصل معنی ہی کامل یا افضل کے ہو جائیں اور آخری نبی کے معنی میں یہ لفظ استعمال کرنا سرے سے غلط قرار پائے گا۔ یہ بات صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے جو زبان کے قواعد سے ناواقف ہو۔ کسی بھی زبان میں یہ قاعدہ نہیں ہے کہ اگر کسی لفظ کو اس کے حقیقی معنی کے بجائے مجازاً کسی دوسرے معنی میں بولا جائے تو وہی معنی اس کا اصل معنی بن جائے اور لغت کی رُو سے جو اس کے حقیقی معنی ہیں اُن میں اس کا استعمال ممنوع ہو جائے۔ آپ کسی عرب کے سامنے جب کہیں گے کہ جَاءَ خَاتِمُ الْقَوْمِ ، تو وہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہ لے گا کہ قبیلے کا فاضل و کامل آدمی آگیا، بلکہ اس کا مطلب وہ یہی لے گا کہ پورا کا پورا قبیلہ آگیا ہے حتیٰ کہ آخری آدمی جو رہ گیا تھا وہ بھی آگیا۔

اس کے ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ خَاتَمُ الشُّعَرَاءِ ، خَاتَمُ

اَلْفُقَهَاءِ اور خَاتَمُ الْمُحَدِّثِيْنَ وغیرہ القاب جو بعض لوگوں کو دیے گئے ہیں ان کے دینے والے انسان تھے اور انسان کبھی یہ نہیں جان سکتا کہ جس شخص کو وہ کسی صفت کے اعتبار سے خاتم کہہ رہا ہے اس کے بعد پھر کوئی اس صفت کا حامل پیدا نہیں ہوگا۔ اسی وجہ سے انسانی کلام میں ان القاب کی حیثیت مبالغے اور اعتراف کمال سے زیادہ کچھ ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے متعلق یہ کہہ دے کہ فلاں صفت اُس پر ختم ہوگئی تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اسے بھی انسانی کلام کی طرح مجازی کلام سمجھ لیں۔ اللہ نے اگر کسی کو خَاتَمُ الشُّعَرَاءِ کہا ہوتا تو یقیناً اس کے بعد کوئی شاعر پیدا نہیں ہوسکتا تھا۔ اور اس نے جس شخصیت کے بارے میں خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ فرمایا بھلا اس کے بعد کوئی نبی کیسے پیدا ہوسکتا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ عَالِمُ الْغَيْبِ ہے اللہ کا کسی کو خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ کہنا اور انسانوں کا کسی کو خَاتَمُ الشُّعَرَاءِ اور خَاتَمُ الْفُقَهَاءِ وغیرہ کہنے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

اسی بنا پر جملہ اہلِ لغت اور اہلِ تفسیر نے بالاتفاق خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ کے معنی آخری نبی کے لیے ہیں۔ عربی لغت ومحاورے کے مطابق خاتم کے معنی ڈاک خانے کی مُہر کے نہیں ہیں جسے لگا لگا کر خطوط جاری کیے جاتے ہیں، بلکہ اس سے مراد وہ مُہر ہے جو لفافے پر اس لیے لگائی جاتی ہے کہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نہ نکلے اور نہ باہر سے کوئی چیز اندر داخل ہو۔

ارشادِ ربانی میں مذکور لفظ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، کی فاسد تاویل کر کے مرزائی اپنے مطلب کا معنی اخذ کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ تو ہیں، مگر خاتم کا وہ معنی نہیں ہے جو آج تک سمجھا گیا ہے۔ بلکہ اس کا صحیح معنی وہ ہے جس کی بنیاد پر اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی کوئی نیا نبی آجائے، تب بھی رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ رہیں گے۔ صرف لفظ ''خاتم'' ہی پر یہ طبع آزمائیاں نہیں ہوئیں بلکہ موجودہ دور میں مفہومِ نبوت کی بھی عجیب وغریب تشریحات کی جارہی ہیں۔ اور نبوت بالذات،

نبوت بالعرض، حقیقی نبوت، مجازی نبوت، اصلی نبوت، ظلی نبوت اور بروزی نبوت کی نئی نئی اصطلاحیں اختراع کی جا رہی ہیں اور بد بخت لوگ اپنی اختراعات کو منوانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان نام نہاد محققین کا قرآنی تفاسیر اور احادیث رسول کے ذریعے ردّ بلیغ کر دیا جائے۔

☆☆☆.................☆☆☆.................☆☆☆

لفظ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ائمہ مفسرین کی نظر میں

۱: تفسیر نیشاپوری

(وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ) لِاَنَّ النَّبِیَّ اِذَا عَلِمَ اَنَّ بَعْدَہٗ نَبِیًّا اٰخَرَ فَقَدْ یَتْرُکُ بَعْضَ الْبَیَانِ وَ الْاِرْشَادِ اِلَیْہِ بِخِلَافِ مَالَوْ عَلِمَ اَنَّ خَتْمَ النُّبُوَّۃِ عَلَیْہِ (وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا) وَمِنْ جُمْلَۃِ مَعْلُوْمَاتِہٖ اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

(برہامش طبری جزء۲۲، ص ۱۵)

(اور آخری نبی) اس لیے کہ جب نبی کو یہ علم ہو کہ اس کے بعد دوسرا نبی مبعوث ہونے والا ہے تو ہوسکتا ہے کہ ارشاد و بیان کی بعض باتوں کو نظر انداز کردے بخلاف اس کے کہ اگر اُسے یہ علم ہو کہ نبوت اُس پر ختم ہے۔ (اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے) اور اس کی جملہ معلومات میں سے یہ بھی ہے کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲: تفسیر کبیر

(وخاتم النبیین) وَ ذٰلِکَ لِاَنَّ النَّبِیَّ الَّذِیْ یَکُوْنُ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ اِنْ تَرَکَ شَیْئًا مِّنَ النَّصِیْحَۃِ وَالْبَیَانِ یَسْتَدْرِکُہٗ مَنْ یَّاْتِیْ بَعْدَہٗ وَ اَمَّا مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ یَکُوْنُ اَشْفَقَ عَلٰی اُمَّتِہٖ وَ

اَهْدٰی لَهُمْ وَ اَجْدٰی اِذْ هُوَ كَوَالِدٍ لِوَ لَدِهِ الَّذِیْ لَیْسَ لَهٗ غَیْرُهٗ مِنْ اَحَدٍ وَ قَوْلُهٗ (وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا) یَعْنِیْ عِلْمَهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ دَخَلَ فِیْهِ اَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ .

(جزء نمبر ۶،ص ۷۸۶، ۷۸۷)

(اور آخری نبی) اور وہ اس لیے کہ وہ نبی جس کے بعد کوئی نبی ہو اگر نصیحت و بیان میں سے کچھ ترک فرمادے تو آنے والا نبی اس کی تلافی کر دے گا۔لیکن وہ جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ ہو وہ اپنی امت پر بہت زیادہ شفیق اور کامل ہدایت فرمانے والا اور بہت زیادہ کرم فرمانے والا ہوگا اس لیے کہ وہ مثل اس باپ کے ہوگا جس کے بچے کا کوئی مربی نہ ہو اور ارشادِ ربانی (اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے) یعنی اس کے ہر شے کے علم میں یہ بھی داخل ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۳: تفسیر قرطبی

وَخَاتَمَ قَرَأَ عَاصِمٌ وَحْدَهٗ بِفَتْحِ التَّاءِ بِمَعْنٰی اَنَّهُمْ بِهٖ خُتِمُوْا فَهُمْ كَالْخَاتِمِ وَالطَّابِعِ وَ قَرَأَ الْجُمْهُوْرُ بِكَسْرِ التَّاءِ بِمَعْنٰی اَنَّهٗ خَتَمَهُمْ اَیْ جَاءَ آخِرَهُمْ . قَالَ ابْنُ عَطِیَّةَ هٰذِهِ الْاَلْفَاظُ عِنْدَ جَمَاعَةِ عُلَمَاءِ الْاُمَّةِ خَلَفًا وَ سَلَفًا مُتَلَقَّاةٌ عَلَی الْعُمُوْمِ التَّامِّ مُقْتَضِیَهٗ نَصًّا لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ ﷺ

(جز ۲۴، ۱۹۶-۱۹۷)

اور لفظ ''خاتم'' کو صرف عاصم نے ''تاء'' کے زبر کے ساتھ پڑھا

ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی آمد کو آپ کی تشریف آوری سے ختم کر دیا۔ پس آپ انبیاء کے لیے مہر کی طرح ہیں۔ جمہور نے ''تاء'' کے زیر کے ساتھ پڑھا ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوا کہ آپ نے دنیا میں تشریف لا کر انبیاء کرام کے دنیا میں تشریف آوری کے سلسلہ کو ختم کر دیا۔ یعنی آپ ان کے آخر میں تشریف لائے۔ ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ امت کے متقدمین و متاخرین، تمام علماء کے نزدیک (خاتم النبیین کے) یہ الفاظ اس کامل عموم کے حامل ہیں جو اس نص کے مقتضی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۴: تفسیر طبری

وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ الَّذِىْ خَتَمَ النُّبُوَّةَ فَطَبَعَ عَلَيْهَا فَلَا تُفْتَحُ لِاَحَدٍ بَعْدَهٗ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ . وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَىْ آخِرَهُمْ . وَ اخْتَلَفَ الْقُرَّاءُ فِىْ قِرَاءَةِ قَوْلِهٖ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ فَقَرَءَ ذٰلِكَ قُرَّاءُ الْاَمْصَارِ سِوَى الْحَسَنِ وَالْعَاصِمِ بِكَسْرِ التَّاءِ مِنْ خَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ بِمَعْنٰى اَنَّهٗ خَتَمَ النَّبِيِّيْنَ ذُكِرَ اَنَّ ذٰلِكَ فِىْ قِرَاءَةِ عَبْدِاللّٰهِ وَ لٰكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّيْنَ فَذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى صِحَّةِ قِرَاءَةِ مَنْ قَرَأَ بِكَسْرِ التَّاءِ بِمَعْنٰى اَنَّهٗ اٰخِرُ النَّبِيِّيْنَ .

اور ''خاتم النبیین'' جس نے نبوت تمام فرمادی اور اس پر مہر لگادی۔ اب قیامت تک آپ کے بعد نبوت کا دروازہ کسی کے لیے نہیں کھولا جائے گا۔ (ارشادِ الٰہی) وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ۔ میں

''خَاتَمَ النَّبِيِّينَ'' کا معنی ہے انبیاء کے آخر خاتَمَ النَّبِيِّينَ کی قرأت میں قراء کا اختلاف ہے۔ حسن اور عاصم کے سوا تمام قراء ''خَـاتِـمُ'' کی تاء پر زیر پڑھتے ہیں ۔ اس صورت میں معنی یہ ہوا کہ آپ نے انبیاء کی آمد کے سلسلہ کو ختم فرمادیا۔ حضرت عبداللہ (ابن مسعود) کی قرأت ''وَلٰكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّينَ'' ان حضرات کی قرأت کی صحت پر دلیل ہے جو ''خاتم'' کی تاء پر زیر پڑھتے ہیں ۔اس کا معنی یہ ہوا کہ آپ ''آخری نبی'' ہیں۔

۵: تفسیر جلالین

(رسول الله وخاتم النبيين) فَلَا يَكُوْنُ لَهٗ اِبْنٌ رَجُلٌ بَعْدَهٗ يَكُوْنُ نَبِيًّا وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ التَّاءِ كَاٰلَةِ الْخَتْمِ اَيْ بِهٖ خُتِمُوْا (وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا) مِنْهُ بِاَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ.

(اللہ کے رسول اور آخری نبی) پس آپ کے لیے ایسا فرزند نہ ہوگا جو رجل کی عمر تک پہنچ کر نبی ہو جائے اور ایک قرات میں (خاتم) تاء کے زبر کے ساتھ ہے۔ اس صورت میں ''خاتم''، ''آلہ ختم'' کے معنی میں ہوگا۔ (اس کا معنی یہ ہوگا کہ) آپ نبوت کی مہر ہیں۔ یعنی آپ کی تشریف آوری سے انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ (اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے) اس میں یہ بھی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

۶: تفسیر معالم التنزیل

(خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ) خُتِمَ بِهِ النُّبُوَّةُ وَ قَرَءَ ابْنُ عَامِرٍ وَ عَاصِمٌ خَاتَمَ بِفَتْحِ التَّاءِ اَیْ اٰخِرَهُمْ.

(ردشہاب ثاقب، ص ۲۵۳، بحوالہ، معالم مصری، ج ۵، ص ۲۱۸)

''خاتم النبیین'' یعنی ان پر نبوت ختم کی گئی۔ اور ابن عامر اور امام عاصم نے ''خاتم'' کو تاء کی زبر کے ساتھ پڑھا ہے، یعنی آخری نبی۔

اسی تفسیر معالم میں سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمَّا حَكَمَ اَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ لَمْ يُعْطِه وَلَدًا ذَكَرًا (ایضا)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اسی لیے انہیں کوئی بیٹا عطا نہ فرمایا گیا۔

۷: تفسیر خازن

(خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ) خَتَمَ اللّٰهُ بِهِ النُّبُوَّةَ فَلَا نُبُوَّةَ بَعْدَهٗ وَ لَا مَعَهٗ (وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا) اَیْ دَخَلَ فِیْ عِلْمِهٖ اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ.

(ردشہاب ثاقب، ص ۲۵۳، بحوالہ، خازن مصری، ج ۵، ص ۲۱۸)

'خاتم النبیین' یعنی اللہ نے ان کے ذریعے سلسلۂ نبوت کو ختم کر دیا پس ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور نہ ان کے زمانے میں۔ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ یعنی یہ اس کے علم میں ہے کہ حضور کے بعد

کوئی نبی نہیں۔

۸: تفسیرات احمدیہ (ملا جیون)

هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِى الْقُرْاٰنِ تَدُلُّ عَلٰى خَتْمِ النُّبُوَّةِ عَلٰى نَبِيِّنَا صَرِيْحًا وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَىْ لَمْ يُبْعَثْ بَعْدَهٗ نَبِىٌّ قَطُّ وَ يُخْتَمُ بِهٖ اَبْوَابُ النُّبُوَّةِ وَ يُغْلَقُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مُلَخَّصًا.

(ایضاً، ص ۲۵۴، بحوالہ معالم مصری، ج ۵، ص ۲۱۸)

یہ آیت قرآن نبی ﷺ کے ختم نبوت پر صراحۃً دلالت کرتی ہے اور ''خاتم النبیین'' کے یہ معنی ہیں کہ حضور کے بعد کوئی نبی ہرگز مبعوث نہیں ہوگا۔ ان کے ذریعے نبوت کے دروازے قیامت تک ختم اور بند کر دیے گئے۔

۹: تفسیر روح المعانی

(وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ) وَ كَوْنُهٗ ﷺ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ مِمَّا نَطَقَ بِهِ الْكِتَابُ وَ صَدَعَتْ بِهِ السُّنَّةُ وَ اَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْاُمَّةُ فَيُكَفَّرُ مُدَّعِى خِلَافِهٖ وَ يُقْتَلُ اِنْ اَصَرَّ وَ مِنَ السُّنَّةِ مَا اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَ الْبُخَارِىُّ وَ مُسْلِمٌ وَ النَّسَائِىُّ وَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَثَلِىْ وَ مَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِىْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا بناء فَاَحْسَنَهٗ وَ اَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَوَايَاهَا فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَعْجِبُوْنَ لَهٗ وَ يَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهٖ

اللَّبِنَةَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَ صَحَّ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا نَحْوُ هٰذَا وَ كَذَا عَنْ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ وَ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ (وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ) اَعَمَّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ مَوْجُوْدًا اَوْ مَعْدُوْمًا (عَلِيْمًا) فَيَعْلَمُ سُبْحَانَهُ الْحِكْمَةَ فِيْ كَوْنِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ.

(جزء نمبر ۲۲، ص ۳۹، ۴۰)

(اور آخری نبی) آپ ﷺ کا آخری ہونا اُن اُمور میں سے ہے جن پر اللہ کی کتاب ناطق ہے اور سنت رسول ﷺ نے جسے خوب ظاہر کر دیا ہے اور اُمت کا جس بات پر اجماع ہو چکا ہے۔ پس اب جو آپ کو آخری نبی نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ اور اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ سنت سے وہ ہے جس کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احمد و بخاری و مسلم و نسائی اور ابن مردویہ نے تخریج کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء کی مثال اس شخص کی مثل ہے جس نے ایک بہت ہی حسین و جمیل مکان تیار کیا، مگر اس کے گوشوں میں سے کسی ایک گوشہ میں صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی رکھی۔ جب لوگوں نے اس مکان کو دیکھنے کے لیے اس کا چکر لگایا تو وہ اس خالی جگہ کو دیکھ کر حیرت و استعجاب میں کہہ پڑے، ''یہ اینٹ کیوں نہیں رکھ دی گئی'' آپ ﷺ نے فرمایا: میں (خانہ نبوت کی) آخری اینٹ ہوں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔ ایسے ہی حضرت اُبی بن کعب اور حضرت

ابو سعید خدری نے بھی اس (حدیث لبنۃ) کو روایت کیا ہے ﷺ (اور اللہ ہر شے کا) خواہ وہ موجود ہو یا معدوم (جاننے والا ہے) پس اللہ سبحانہ جانتا ہے کہ حضور کے آخری نبی ہونے میں حکمت کیا ہے۔

۱۰: تفسیر روح البیان

لَمَّا نَزَلَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اِسْتَغْرَبَ الْكُفَّارُ كَوْنَ بَابِ النُّبُوَّةِ مَسْدُوْدًا فَضَرَبَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِهٰذَا مَثَلًا لِيَتَقَرَّرَ فِيْ نُفُوْسِهِمْ وَ قَالَ مَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَيْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَ اَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَ يَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَ يَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ.

(روح البیان جزء۲۲، ص ۶۱۲)

جب ارشادِ ربانی ''خاتم النبیین'' نازل ہوا تو کفار کو دروازہ نبوت کا بند ہو جانا عجیب سا لگا، تو حضور ﷺ نے بطور مثال اس کو پیش کیا تا کہ ان کے ذہنوں میں یہ حقیقت اچھی طرح جم جائے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء کی مثال اس شخص کی مثل ہے جس نے ایک بہت ہی حسین و جمیل مکان بنایا لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی رکھی اور جب لوگوں نے اسے دیکھنے کے لیے چکر لگانا شروع کیا اور اس کے بنانے والے پر تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے، اس اینٹ کو کیوں نہیں لگایا گیا (اس کے بعد حضور نے فرمایا) کہ میں ہی وہ آخری اینٹ ہوں اور میں تمام انبیاء کا

''خاتم'' (یعنی آخری نبی) ہوں۔

اس روایت نے یہ بھی واضح کردیا کہ قرآنِ کریم جس ماحول اور جس زبان میں نازل فرمایا گیا ہے، اس ماحول کے رہنے والے اور اس زبان پر کامل مہارت رکھنے والے اہلِ زبان کفار نے بھی قرآن کریم میں موجود لفظ ''خاتم النبیین'' کا معنی یہی سمجھا کہ رسول کریم ﷺ ''آخری نبی'' ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اسی لیے ان کو دروازہ نبوت کے مسدود ہو جانے پر حیرت لاحق ہوئی۔ اور پھر سرکار رسالت ﷺ نے بھی تمثیلات کے ذریعہ اس مفہوم کو ان کے ذہنوں میں اتار دیا اور اپنا ''خاتم النبیین'' بمعنی ''آخری نبی'' ہونا ظاہر فرمادیا۔

۱۱: تفسیر ابن کثیر

فَهٰذِهِ الْاٰيَةُ نَصٌّ فِیْ اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ وَ اِذَا كَانَ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ فَلَا رَسُوْلَ بِالطَّرِيْقِ الْاَوْلٰی وَ الْاُخْرٰی لِاَنَّ مَقَامَ الرِّسَالَةِ اَخَصُّ مِنْ مَّقَامِ النُّبُوَّةِ فَاِنَّ كُلَّ رَسُوْلٍ نَبِیٌّ وَ لَا يَنْعَكِسُ وَ بِذٰلِكَ وَرَدَتِ الْاَحَادِيْثُ الْمُتَوَاتِرَةُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ حَدِيْثِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَقَدْ اَخبَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ كِتَابِهٖ وَ رَسُوْلُهٗ ﷺ فِی السُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ عَنْهُ لَانَبِیَّ بَعْدَهٗ لِيَعْلَمُوْا اَنَّ كُلَّ مَنِ ادَّعٰی هٰذَا الْمَقَامَ بَعْدَهٗ فَهُوَ كَذَّابٌ اَفَّاكٌ دَجَّالٌ ضَالٌّ مُضِلٌّ.

(جزء ثالث ۴۹۳،۴۹۴)

پس یہ آیت (آیت خاتم النبیین) اس بات پر نص ہے کہ آپ ﷺ

کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے تو پھر آپ کے بعد کسی رسول کا نہ ہونا بدرجہ اولیٰ اور بطریق انسب ثابت ہوگیا۔ اس لیے کہ مقام رسالت، مقام نبوت سے خاص ہے، کیونکہ ہر رسول نبی ہے اور اس کا اُلٹ نہیں کہ ہر نبی رسول ہو۔ آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے سے متعلق رسول کریم ﷺ سے متواتر حدیثیں مروی ہیں، جن کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسولِ کریم ﷺ نے اپنی احادیث متواترہ میں خبر دی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تا کہ لوگ جان لیں کہ آپ کے بعد جس نے اس مقام کا دعویٰ کیا وہ اعلیٰ درجہ کا جھوٹا، بہتان طراز، مکار، گمراہ اور گمراہ کنندہ ہے۔

۱۲: تفسیر روح البیان

(و خاتم النبیین) قَرَءَ عَاصِمٌ بِفَتْحِ التَّاءِ وَهُوَ اٰلَةُ الْخَتْمِ بِمَعْنٰی مَا یُخْتَمُ بِهٖ كَالطَّابَعِ بِمَعْنٰی مَا یُطْبَعُ بِهٖ وَالْمَعْنٰی وَ كَانَ اٰخِرُهُمُ الَّذِیْ خُتِمُوْا بِهٖ وَ بِالْفَارِسِیَّةِ مهرِ پیغمبراں یعنی بدو مهر کرده شد در نبوت و پیغمبراں رابدو ختم کرده اند وَ قَرَءَ الْبَاقُوْنَ بِكَسْرِ التَّاءِ اَیْ كَانَ خَاتِمَهُمْ اَیْ فَاعِلَ الْخَتْمِ بِالْفَارَسِیَّةِ مُهَرْ کنندۂ پیغمبر انست وَ هُوَ بِالْمَعْنٰی الْاَوَّلِ اَیْضًا وَ فِی الْمُفْرَدَاتِ لِاَنَّهٗ خَتَمَ النُّبُوَّةَ اَیْ تممت بِمَجِیْئِهٖ، وَ بِالْجُمْلَةِ قَوْلُهٗ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ یُفِیْدُ زِیَادَةَ الشَّفَقَةِ مِنْ

جَانِبِهٖ وَ التَّعْظِيْمِ مِنْ جِهَتِهِمْ لِاَنّ النَّبِىَّ الَّذِىْ بَعْدَهٗ نَبِىٌّ يَجُوْزُ اَنْ يَّتْرُكَ شَيْئًا مِنَ النَّصِيْحَةِ وَ الْبَيَانِ لِاَنَّهَا مُسْتَدْرَاكَةٌ مِنْ بَعْدِهٖ وَ اَمَّا مَنْ لَا نَبِىَّ بَعْدَهٗ فَيَكُوْنُ اَشْفَقَ عَلٰى اُمَّتِهٖ وَ اَهْدٰى بِهِمْ مِنْ كُلِّ الْوُجُوْهِ ،(وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا) فَيَعْلَمُ مَنْ يَلِيْقُ بِاَنْ يُّخْتَمَ بِهِ النُّبُوَّةُ وَ كَيْفَ يَنْبَغِىْ شَانُهٗ وَ لَايَعْلَمُ اَحَدٌ سِوَاهُ ذٰلِكَ قَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ فِىْ تَفْسِيْرِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ هِىَ نَصٌّ عَلٰى اَنَّهٗ لَا نَبِىَّ بَعْدَهٗ قَالَ فِىْ بَحْرِ الْكَلَامِ قَالَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ لَا نَبِىَّ بَعْدَ نَبِيِّنَا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا نَبِىَّ بَعْدِىْ وَ مَنْ قَالَ بَعْدَ نَبِيِّنَا نَبِىٌّ يَكْفُرُ لانه انكو النص وَ كَذَالِكَ لَوْشَكَّ فِيْهِ لِاَنَّ الْحُجَّةَ تُبَيِّنُ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ وَ مَنِ ادَّعَى النُّبُوَّةَ بَعْدَ مَوْتِ مُحَمَّدٍ لَايَكُوْنُ دَعْوَاهُ اِلَّا بَاطِلًا اِنْتَهٰى وَ تَنَبَّاَ رَجُلٌ فِىْ زَمَنِ أَبِىْ حَنِيْفَةَ وَقَالَ اَمْهِلُوْنِىْ حَتّٰى اَجِيْئَى بالعلامات...... فَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ مَنْ طَلَبَ مِنْهُ عَلَامَةً فَقَدْ كَفَرَ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا نَبِىَّ بَعْدِىْ كَذَا فِىْ مَنَاقِبِ الْاِمَامِ وَ فِى الْفُتُوْحَاتِ الْمَكِّيَّةِ قَالَ فِىْ هَدِيَّةِ الْمَهْدِيِّيْنَ اَمَّا الْاِيْمَانُ بِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهٗ يَجِبُ بِاَنَّهٗ رَسُوْلُنَا فِى الْحَالِ وَ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَ الرُّسُلِ فَاِذَا اٰمَنَ

بِاَنَّهٗ رَسُوْلٌ وَ لَمْ يُؤْمِنْ بِاَنَّهٗ خَاتَمُ الرُّسُلِ لَانَسْخَ لِدِيْنِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يَكُوْنُ مُؤْمِنًا وَ قَالَ فِى الْاَشْبَاهِ فِىْ كِتَابِ السِّيَرِ اِذَا لَمْ يَعْرِفْ اَنَّ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ السَّلَامُ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ لِاَنَّهٗ مِنَ الضَّرُوْرِيَّاتِ.

(جزء۴، ص۶۱۲)

(اور آخری نبی) قرأت عاصم میں لفظ ''خَاتَمْ'' کی ''تاء'' پر ''زبر'' ہے۔ ''خَاتَمْ'' بفتح التاء ''آلہ ختم''، یعنی جس سے مہر ثبت کی جائی جیسے طَابَع ''مَایُطْبَعُ بِہٖ'' کے معنی میں ہے۔اس صورت میں ارشادِ ربانی کا معنی یہ ہے کہ حضور ﷺ آخر الانبیاء ہیں جن کی آمد سے سلسلۂ نبوت کو ختم فرمادیا گیا۔ زبان فارسی میں قرأت عاصم کی بنیاد پر ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' کا معنی ''مہر پیغمبراں'' ہے، یعنی آپ سے دروازہ نبوت پر مہر ثبت کردی گئی ہے اور آپ کی ذات سے تمام نبیوں کی آمد کے سلسلہ کو ختم فرمادیا گیا ہے۔ جمہور نے لفظ ''خاتم'' کو ''تاء'' کے ''زیر'' کے ساتھ پڑھا ہے، اس کا معنی بھی وہی ہے جو ''خاتم بفتح التاء'' کا ہے۔ یعنی 'پیغمبروں کے سلسلۂ آمد پر مہر لگانے والے'۔امام راغب مفردات القرآن میں لکھتے ہیں کہ آپ 'خاتم النبیین' ہیں۔ اس لیے کہ آپ نے نبیوں کی آمد کا سلسلہ ختم فرمادیا ہے اور آپ کی تشریف آوری سے نبوت، درجۂ کمال تک پہنچ کر مکمل ہوگئی۔

الحاصل ارشادِ ربانی ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ''، اگر ایک طرف یہ ارشاد کر رہا ہے کہ آپ امت پر نہایت شفیق ہیں تو وہیں یہ بھی ہدایت فرما رہا ہے کہ امت کو آپ کی نہایت تعظیم کرنی چاہیے، اس لیے کہ جس نبی کے

بعد کوئی نبی ہوتو جائز ہے کہ وہ نصیحت وارشاد میں سے کچھ اُمور سے صرف نظر کرلے، اس خیال سے کہ بعد میں آنے والا اس کی تلافی کردے گا۔ لیکن وہ نبی جس کے بعد کسی نبی کے آنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہو، اس کی اپنی امت پر شفقت نیز اس کی ہدایت من کل الوجوہ کامل ومکمل ہوگی (اور اللہ ہر شے جاننے والا ہے) پس وہ جانتا ہے کہ کون اس بات کا لائق ہے کہ اس پر سلسلۂ نبوت کو ختم کر دیا جائے اور خاتم النبیین کی کیا شان ہونی چاہیے، یہ باتیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ انہوں نے ''بحر الکلام'' میں ارشاد فرمایا کہ اہلِ سنت و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس لیے کہ ارشاد ربانی وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ناطق ہے اور آپ ﷺ کا ارشاد لَانَبِیَّ بَعْدِیْ شاہد ہے۔ لہٰذا جو ہمارے نبی کے بعد کسی کو نبی مانے یا ہمارے نبی کے آخری نبی ہونے میں شک کرے، وہ کافر ہے۔ اس لیے کہ حجت نے حق و باطل کو واضح کردیا ہے۔ پس حضور کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ بلاشبہ باطل ہے یہاں تک کہ امام اعظم کے عہد میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی نشانیاں پیش کروں۔ تو حضرت امام نے فرمایا جس نے بھی اس سے اس کی نبوت کی علامت طلب کی وہ کافر ہوگیا۔ اس لیے کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے لَانَبِیَّ بَعْدِیْ، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یہ واقعہ

''مناقب الامام'' اور ''الفتوحات المکیہ'' دونوں میں مذکور ہے
صاحبِ ''هَدِيَّةُ الْمَهْدِيِّيْنَ'' نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ پر جو ایمان لانا واجب ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ہم آپ کو ہر حال میں اپنا رسول بھی مانیں اور آخری نبی اور آخری رسول بھی تسلیم کریں۔ پس اگر کسی نے آپ کو رسول مان لیا لیکن یہ نہیں تسلیم کیا کہ آپ آخری رسول ہیں، قیامت تک جن کا دین منسوخ نہ ہوگا، تو وہ مومن نہیں۔
اور ''اشباہ'' ''میں ہے کہ ''کِتَابُ السِّیَرِ'' میں فرمایا کہ جس نے حضور ﷺ کو آخری نبی تسلیم نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ اس لیے کہ آپ کو آخری نبی ماننا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

۱۳: تفسیر ابو سعود

(وخاتم النبیین) اَیْ کَانَ اٰخِرُهُمُ الَّذِیْ خُتِمُوْا بِهٖ وَ قُرِیَٔ بِكَسْرِ التَّاءِ اَیْ كَانَ خَاتِمَهُمْ وَ يُؤَيِّدُهٗ قِرَاءَةُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَ لٰكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَ لَايَقْدَحُ فِيْهِ نُزُوْلُ عِيْسٰى لِاَنَّ مَعْنٰى كَوْنِهٖ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَنَّهٗ لَا يُنَبَّأُ اَحَدٌ بَعْدَهٗ وَ عِيْسٰى مِمَّنْ نُبِّیءَ قَبْلَهٗ.

(برہامش تفسیر کبیر جزء، نمبر ۶، ص ۷۸۸)

(اور آخری نبی) یعنی آپ آخر الانبیاء ہیں، جن پر سلسلۂ نبوت کو ختم کردیا گیا ہے۔ اور ایک قرأت میں تاء کے زیر کے ساتھ ہے، یعنی آپ انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم فرمانے والے ہیں۔ خاتم میں تاء پر زیر والی قرأت کی تائید حضرت ابن مسعود کی قرأت وَ لٰكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ

النَّبِیّٖنَ (لیکن ایسے نبی جنہوں نے انبیاء کوختم فرمادیا) سے بھی ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ کے دوبارہ زمین پر نزول سے اس میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اس لیے کہ آپ کے ''خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ'' ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت سے سرفراز نہیں کیا جائے گا۔ رہ گئے حضرت عیسیٰ، تو انہیں تو آپ کی آمد سے پہلے نبوت عطا فرمائی گئی ہے۔

۱۴: تفسیر مدارک

(وخاتم النبیین) بِفَتْحِ التَّاءِ قِرَاءَۃُ عَاصِمٍ بِمَعْنٰی الطَّابَعِ اَیْ اٰخِرَھِمْ یَعْنِیْ لَایُنَبَّأُ اَحَدٌ بَعْدَہٗ وَ عِیْسٰی مِمَّنْ نُبِّیَ قَبْلَہٗ. وَغَیْرُہٗ بِمَعْنٰی الطَّابِعِ وَ فَاعِلِ الْخَتَمِ وَ تُقَوِّیْہِ قِرَاءَۃُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَ لٰکِنْ نَبِیًّا خَتَمَ النَّبِیّٖنَ.

(جزءنمبر۳،ص۱۲۴)

(اور آخری نبی) قرأۃ عاصم میں تاء کے زبر کے ساتھ طابع کے معنی میں یعنی انبیاء کے آخر یعنی آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان میں سے ہیں جنہیں آپ سے قبل نبوت عطا کی گئی۔ عاصم کے سوا اس کو طابع کے معنی میں ختم کا فاعل قرار دیتے ہیں (یعنی خاتم کو تاء کے زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں) جس کو حضرت ابن مسعود کی قرأت، وَلٰکِنْ نَبِیًّا خَتَمَ النَّبِیّٖنَ سے تقویت ملتی ہے۔

۱۵: تفسیر غریب القرآن

قَوْلُهٗ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اٰخِرَ النَّبِیّٖنَ.

ارشادِ ربانی خاتم النبیین کا معنیٰ آخری نبی ہے۔

ایضا۔(۲۵۷، بحوالہ غریب القرآن، مصری، ج ۱، ص ۲۴۷)

خود مفتی محمد شفیع دیوبندی اپنے رسالہ ''ہدیۃ المہدیین'' میں لکھتے ہیں۔

اِنَّ اللُّغَةَ الْعَرَبِيَّةَ حَاكِمَةٌ بِاَنَّ مَعْنٰى خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فِی الْاٰيَةِ هُوَ اٰخِرُ النَّبِيّٖنَ لَاغَيْرَ.

بیشک عربی لغت اس بات پر حاکم ہے کہ آیت کریمہ میں مذکور لفظ ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' کے معنی آخری نبی ہیں، اس کے سوا کچھ نہیں۔

(ایضا، ص ۲۵۸، بحوالہ ہدیۃ المہدیین، ص ۲۱)

یہی مفتیِ دیوبند، اسی رسالہ میں تصریح کرتے ہوئے تفسیر ''روح المعانی'' سے ناقل ہیں کہ اس معنی (آخری نبی) پر اجماعِ اُمت بھی منعقد ہو چکا ہے۔

اَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْاُمَّةُ فَيُكْفَرُ مُدَّعِیْ خِلَافِهٖ وَ يُقْتَلُ اِنْ اَصَرَّ

(ایضا، ص ۲۵۸، بحوالہ ہدیۃ المہدیین، ص ۲۱)

امت مصطفیٰ ﷺ نے ''خاتم'' کے یہی معنی (آخری نبی) ہونے پر اجماع کیا ہے۔ پس اس کے خلاف دعوی کرنے والا کافر ہے۔ اگر کوئی اس کے خلاف پر اصرار کرے، تو اسے قتل کیا جائے گا۔

معتبر و مستند تفسیروں کے اہم اقتباسات کی روشنی میں آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ لفظ خاتم کو قراء نے تین طرح پڑھا ہے۔

۱ : ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' (اسم آلہ) بَروَزنِ ''عَالَمْ'' یعنی جس سے کسی کو

جانا جائے۔اسی طرح ''خاتم'' جس سے کسی چیز کو چھاپا جائے۔

۲ : ''خَاتِمَ النَّبِيّٖنَ'' (اسم فاعل) یعنی تمام نبیوں کا آخر۔

۳: ''خَتَمَ النَّبِيّٖنَ'' (فعل ماضی) یعنی آپ ﷺ پر سلسلۂ نبوت کا خاتمہ ہوا۔

مذکورہ بالا قرأتوں میں جس قرأت کو بھی اختیار کیا جائے، آپ ﷺ پر سلسلہ نبوت کا خاتمہ لازم آتا ہے۔حتی کہ اگر لفظ ''خاتم'' کو (مہر) قرار دیا جائے تب بھی معنی یہی ہوگا۔اس لیے کہ ''مہر'' کسی کام کو ختم کر دینے کے بعد ہی لگائی جاتی ہے تاکہ اس ملفوف اور محدود شے میں کوئی اپنی طرف سے اضافہ نہ کر سکے۔باقی دو معانی تو خو ''انتہا'' اور ''خاتمہ'' پر صراحۃً دلالت کرتے ہیں۔الغرض ''خاتم النبیین'' کا معنی ''آخ الانبیاء'' ہے۔اس مطلب کے اثبات کے لیے قرأتوں کا مختلف ہونا مضر نہیں۔

جملہ مفسرین نے اس بات کو خود واضح کر دیا ہے کہ امت مصطفیٰ ﷺ کا ہر دور میں یہ اجتماعی عقیدہ رہا ہے کہ ارشادِ ربانی میں ''خاتم النبیین'' کا معنی ''آخری نبی''، ''عبار النص'' سے ثابت ہے۔قرآنِ کریم میں جس عقیدے اور جس نظریے کو واضح کرنے کے لیے یہ الفاظ موجود ہیں وہ یہی ہے کہ حضور ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔آپ کے بعد کس کو نبوت سے سرفراز نہیں کیا جائے گا۔

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں آپ کو آخری نب ماننا آپکی بڑی فضیلتوں میں سے ہے علمائے اسلام نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ آپ کو خاتم النبیین ماننا ضروریات دین میں سے ہے ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک ہر محدث اور مفسر خاتم النبیین کا معنی آخری نبی بتا رہا ہے خاتم النبیین کا کوئی دوسرا معنی نہ رسول کریم ﷺ سے منقول ہے، نہ صحابہ و تابعین سے، نہ ائمہ مجتہدین سے اور نہ ہی علمائے متقدمین و متاخرین سے۔لہٰذا ارشادِ قرآنی میں مذکور ''خاتم النبیین'' کے معنی ''آخر الانبیاء

کی صحت کو تسلیم کرنا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ نیز یہ عقیدہ بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے کہ ''آخری نبی'' ہونے میں آپ کے لیے عظیم فضیلت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا انکار بھی منکر کے کافر ہونے کے لیے کافی ہے۔

صرف انہیں تفسیروں کا مطالعہ کر لیجیے جن کے حوالے گزر چکے ہیں۔ ان میں بعض تفسیروں میں آیۃ ''خاتم النبیین'' کی تشریح کرتے ہوئے بعض مفسرین نے ان حدیثوں کو بیان کیا ہے جن سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ الغرض ان احادیث کو مفسرین کرام نے آیۃ ''خاتم النبیین'' کی تفسیر قرار دیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب قرآن کی تفسیر ''احادیث'' سے کی جائے، پھر اس کی اہمیت و فضیلت کا کیا کہنا۔ خود مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' میں اس بات کا اعتراف کیا ہے۔

وہ لکھتا ہے کہ:

> ''احادیث نبوی ﷺ قرآن کی اوّلین تفسیر ہے اور کیوں نہ ہو کلام اللہ کی شان میں خود فرماتے ہیں: وَ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ جب کلام اللہ میں سب کچھ ہو، یعنی ہر چیز بالا جمال مذکور ہوئی، تو اب احادیث میں بجز ''تفسیر قرآنی'' اور کیا ہوگا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر قرآن داں بھی کوئی نہیں ہوا۔ اس صورت میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہی صحیح ہوگا۔ اگر آپ کی طرف کوئی قول منسوب ہو اور عقل کے مخالف نہ ہو تو گویا باعتبارِ سند اتنا قوی نہ ہو، جیسے ہوا کرتی ہیں تب بھی اور مفسروں کے احتمالوں سے تو زیادہ ہی سمجھنا چاہیے۔ اس لیے کہ اقوال مفسرین کی سند بھی تو اس درجہ کی کہیں کہیں ملتی ہے، پھر ان کی فہم کا چنداں اعتبار

نہیں ہوسکتا ہے کہ ان سے خطا ہوئی اس پر پھر باعتبار سند بھی برابر ہوئی اور ایک آپ کا قول ہو دوسرا کسی دوسرے کا، تو بیشک آپ ہی کا قول مقدم سمجھا جائے گا اور اگر سند بھی حسب ''قانونِ اصولِ حدیث'' اچھی ہو تو پھر تو تامل کا کام ہی نہیں۔''

تحذیر الناس، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند، ص ۳۳)

حاصل کلام یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان ضروریات دین میں سے ہے آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا اعلان قرآن کی متعدد آیات تفسیر قرآن کی تمام کتب کہہ رہی ہیں یہی نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ نے کثیر مواقع پر اپنی ختم نبوت کا بذات خود اظہار فرمایا ہے۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

باب دوم

مسئلہ ختم نبوت

احادیثِ نبویہ کی روشنی میں

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں سے پچھلے۔ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

ختم نبوت کے بارے اس اعلانِ خداوندی کے بعد کسی شخص کو قصر نبوت میں نقب زنی کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حضور ﷺ کے بہت سے ارشاداتِ عالیہ کتب احادیث میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔ ختم نبوت عنوان کے تحت صرف ۴۰ چالیس احادیث پیش کی جا رہی ہیں تا کہ منکرین ختم نبوت و منکرین احادیث پر حق واضح ہو جائے۔ اللہ رب العالمین ہماری اس حقیری کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ہمارے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین

حدیث نمبر:۱

لوحِ محفوظ میں ذکرِ ختم نبوت

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰهِ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ، وَ اِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِهٖ .

(مسند احمد، ج۴، ص۱۲۸۔ المعجم الکبیر، ج۱۸، رقم الحدیث:۶۳۱۔ مسند البزار، رقم الحدیث:۴۶۵)

حل لغات:

مُنْجَدِلٌ : گندھنے والا طِیْنَۃ : گارا، مٹی

ترجمہ: بے شک میں اللہ کے نزدیک لوح محفوظ میں خاتم النبیین تھا اور بے شک (اس وقت) آدم (علیہ السلام) تخلیق کے مراحل میں تھے۔

حدیث نمبر:۲

قصرِ نبوت کی آخری اینٹ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مَثَلِیْ وَ مَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَ اَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِّنْ زَاوِیَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَ یَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَ یَقُوْلُوْنَ : هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ ؟ قَالَ : فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ.

(صحیح بخاری، حدیث نمبر 3535، دارالسلام، ص۷۲۷)

حل لغات:

لَبِنَةٌ : کچی اینٹ   زَاوِيَةٌ : گوشہ، کونا

مَثَلَ: مثال، صفت، بات

ترجمہ: میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جس نے ایک بہت حسین وجمیل گھر بنایا، مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس گھر کے گرد گھومنے لگے اور تعجب سے یہ کہنے لگے: یہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا (میں قصر نبوت کی) وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

حدیث نمبر:۳

چھ خصائص

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَ اُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ طَهُوْرًا وَّ مَسْجِدًا وَّ اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَّ خُتِمَ بِیَ النَّبِيُّوْنَ .

(صحیح مسلم، رقم الحدیث:۵۲۳، دار احیاء التراث العربی بیروت، ج۱، ص۳۷۱)

حل لغات:

مَغَانِمَ : مَغْنَمٌ کی جمع، غنیمت   طَهُوْرٌ : پاک کرنے والا

جَوَامِعُ الْكَلِمِ : وہ کلام جس میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوں (دریا کو کوزے میں بند کر دینا)   مَسْجِدٌ : عبادت گاہ، سجدہ گاہ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
مجھے چھ اوصاف کے ساتھ انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔ (۱) مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے۔ (۲) اور رعب سے میری مدد کی گئی۔ (۳) اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا۔ (۴) اور تمام روئے زمین کو میرے لیے پاک کرنے والی (آلہ طہارت) اور نماز کی جگہ بنا دیا گیا۔ (۵) اور مجھے تمام مخلوق کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا۔ (۶) اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کیا گیا۔

حدیث نمبر:۴

ختم نبوت ورسالت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَ لَا نَبِیَّ.

(سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۲۷۲، دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے، پس میرے بعد نہ کوئی نبی ہوگا نہ رسول ہوگا۔

حدیث نمبر:۵

دنیا میں آخر عقبیٰ میں سابق

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ
: نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۸۷۶، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۵۵، سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۶۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم (دنیا کے اندر آنے میں) آخر ہیں اور قیامت کے دن (جنت کے اندر داخلہ وغیرہ میں پہل کرنے والے) سابق ہوں گے۔

حدیث نمبر:٦

انبیاء علیہم السلام کی سیاست اور ختم نبوت

عَنْ فُرَاتٍ القَزَّازِ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ قَالَ : قَاعَدْتُّ اَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِيْنَ فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَّ اِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ. الحديث

(صحیح البخاری، رقم الحدیث ۳۴۵۵، دارالسلام ریاض، ص ۱۱۷)

حل لغات:

تَسُوْسُ : مشتق از سِيَاسَة امور کی تدبیر و انتظام کرنا

خَلَفَ : مشتق از خِلَافَة : جانشین و قائم مقام ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کا ملکی انتظام ان کے انبیاء کرتے تھے، جب بھی کوئی نبی فوت ہوتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی ہو جاتا، اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث نمبر: ۷

آخری نبی اور آخری مسجد

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: صَلٰوةٌ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِیْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَ اِنَّ مَسْجِدَهٗ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ.

(صحیح مسلم شریف، رقم الحدیث: ۱۳۹۴، ج ۲ رص ۱۰۱۲، مطبوعہ احیاء التراث بیروت، لبنان)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز ادا کرنا دیگر مساجد میں نماز ادا کرنے سے ہزار درجہ افضل ہے سوائے مسجد حرام کے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ آخر الانبیاء ہیں اور آپ کی مسجد آخر المساجد ہے۔ (یعنی آخر مساجد الانبیاء ہے)

حدیث نمبر: ۸

خاتم الانبیاء

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے آخر میں بیان کرتے ہیں: لوگ (سیدنا) محمد ﷺ کے پاس آ کر کہیں گے یا محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اللہ نے آپ کے وسیلے سے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں کی مغفرت کر دی ہے، آپ اپنے ربّ کے پاس ہماری شفاعت کیجئے۔ جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

فَیَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا فَیَقُوْلُوْنَ: یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَأَخَّرَ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّکَ . الی اٰخرہٖ

(صحیح البخاری، رقم الحدیث۴۷۱۲،ص ۹۸۸، دار السلام ریاض)

حدیث نمبر:۹

آخری نبی اور آخری امت

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے فتنہء دجال سے متعلق ایک طویل حدیث روایت کی، جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

وَ اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَ اَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ .

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۴۰۷۷، مطبوعہ احیاء التراث العربی)

ترجمہ: میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔

حدیث نمبر:۱۰

تیس دجالوں کی پیشین گوئی

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ ، فَرَأَیْتُ مَشَارِقَھَا وَ مَغَارِبَھَا : (اِلٰی قَوْلِہٖ) وَ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ، کُلُّھُمْ یَزْعُمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ.

(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۴۲۵۲، ص ۹۶۷، دار الارقم، بیروت)

حل لغات:

زَوٰی : سمیٹ دیا مَشَارِقُ : واحد مشرق مَغَارِبُ واحد مغرب

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی تو میں نے اس کے مشرق ومغرب کو دیکھا۔ اور بلاشبہ عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے، ان میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث نمبر:۱۱

اگر سلسلۂ نبوت باقی ہوتا تو عمر نبی ہوتے

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ .

(سنن ترمذی، ص۸۴۰، رقم الحدیث ۳۶۹۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے۔

حدیث نمبر:۱۲

اسمائے نبویہ

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

لِیْ خَمْسَةُ اَسْمَاءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَ اَحْمَدُ وَ اَنَا الْمَاحِیْ الَّذِیْ يَمْحُو اللّٰهُ بِیَ الْكُفْرَ وَ اَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ يُحْشَرُ

النَّاسُ عَلٰى قَدَمِیْ وَ اَنَا الْعَاقِبُ.

(صحیح البخاری، رقم الحدیث ۳۵۳۲،ص ۲۷۶، دار السلام ریاض)

وَ فِیْ رِوَایَةِ مُسْلِمٍ: وَ الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ.

(مسلم، ۶۲۵۱، دار الجیل)

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پانچ اسماء ہیں ۔ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں ، اللہ میرے سبب سے کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب ہوں ، اور ''عاقب'' وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

تشریح:

پانچ کے عدد سے حصر مقصود نہیں۔ اس حدیث میں پانچ اسماء کا ذکر ہے اور دیگر احادیث میں اس کے علاوہ بھی متعدد اسمائے مبارکہ منقول ہیں۔

حدیث نمبر: ۱۳

ختم نبوت اور رؤیائے صادقہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ یَقُوْلُ: هَلْ رَاٰی اَحَدٌ مِّنْكُمُ اللَّیْلَةَ رُؤْیَاءُ وَ یَقُوْلُ: اِنَّهٗ لَیْسَ یَبْقٰی بَعْدِیْ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ.

(سنن ابو داؤد، رقم الحدیث: ۵۰۱۷)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر فرماتے تھے: کیا تم میں سے کسی ایک نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ پھر فرماتے: میرے بعد نبوت کی خوشخبریوں میں سے صرف اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں۔

حدیث نمبر:۱۴

ختم نبوت اور وفات سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ

عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی: رَأَيْتَ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: مَاتَ وَهُوَ صَغِيْرٌ، وَّلَوْ قُضِیَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیٌّ لَعَاشَ ابْنُهٗ وَلٰكِنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ.

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۱۵۱۰)

ترجمہ: اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا: وہ کم سنی میں فوت ہو گئے، اور اگر رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا مقدر ہوتا تو وہ زندہ رہتے لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر:۱۵

اول و آخر

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

كُنتُ اَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِى الْخَلْقِ وَ اٰخِرَهُمْ فِى الْبَعْثِ .

(كنز العمال، رقم الحدیث: ۳۱۹۱۵_۳۲۱۲۶، ج ۱۱ ص ۴۰۹، دارالرسالۃ بیروت۔
الدیلمی، رقم الحدیث: ۴۸۵۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں پیدائش میں سب انبیاء سے پہلا ہوں اور بعثت میں سب سے آخر ہوں۔

حدیث نمبر:۱۶

خاتم الانبیاء

عن ابی سعید قال قال النبی ﷺ: اَنَا خَاتَمُ اَلْفِ نَبِيٍّ اَوْ اَكْثَرَ .

(المستدرک علی الصحیحین، دارالفکر بیروت لبنان، ج ۲/ ۵۹۷)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ایک ہزار یا اس سے زائد انبیاء کا خاتم ہوں۔

حدیث نمبر:۱۷

مقفّی وخاتم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَنَا اَحْمَدُ وَ مُحَمَّدٌ وَّ الْحَاشِرُ وَ الْمُقَفِّى وَ الْخَاتَمُ.

(المعجم الاوسط، رقم الحدیث: ۲۲۵۰)

(مجمع الزوائد، رقم الحدیث ۱۴۰۹۲، دارالکتب العلمیہ، ج ۸، ص ۳۶۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ

نے فرمایا: میں احمد ہوں، اور میں محمد ہوں اور حاشر ہوں اور مقفّی (سب نبیوں کے بعد مبعوث ہونے والا) ہوں اور خاتم ہوں۔

حدیث نمبر:۱۸

فاتحِ بابِ شفاعت وخاتم نبوت

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰه رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: وَ أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَ لَافَخْرَ وَ أَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ وَ أَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَّ لَا فَخْرَ۔

(المعجم الاوسط، رقم الحدیث: ۱۷۰۔ سنن الدارمی، رقم الحدیث: ۵۰، نشر السنة ملتان، ص۳۰، ۳۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور فخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں۔ اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور فخر نہیں، اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور فخر نہیں۔

حدیث نمبر:۱۹

شانوں کے درمیان مہر نبوت

عَنْ وَّھْبِ بْنِ مُنَبِّہٍ قَالَ: وَ کَانَ مُوْسٰی رَجُلًا جَعْدًا اٰدَم طُوَالًا کَاَنَّہٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَ ۃَ وَ لَمْ یَبْعَثِ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا وَ قَدْ کَانَتْ عَلَیْہِ شَامَۃُ النُّبُوَّۃِ فِیْ یَدِہِ الْیُمْنٰی اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ

نَبِیُّنَا مُحَمَّدٌ ﷺ فَاِنَّ شَامَةَ النُّبُوَّةِ کَانَتْ بَیْنَ کَتِفَیْهِ، وَ قَدْ سُئِلَ نَبِیُّنَا ﷺ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ: هٰذِهِ الشَّامَةُ الَّتِیْ بَیْنَ کَتِفَیَّ شَامَةُ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ لِاَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَ لَا رَسُوْلَ.

(المستدرک علی الصحیحین، رقم الحدیث: ۴۱۵۷، ج ۳، ص ۱۸۰، دار الفکر بیروت)

حل لغات: جَعْدٌ: گھنگریالے بالوں والا، طُوَالٌ: لمبا، شَامَةٌ: تِل

ترجمہ: وہب بن منبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دراز قد تھے اور ان کے بال گھنگریالے تھے، گویا کہ وہ قبیلۂ شنوءہ سے تھے اور اللہ تعالیٰ نے جتنے نبی مبعوث فرمائے ان کے داہنے ہاتھ میں مہر نبوت ہوتی تھی، مگر ہمارے نبی سیدنا محمد ﷺ کے شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور ہمارے نبی ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: میرے شانوں کے درمیان وہ مہر نبوت ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں پر ہوتی تھی، کیونکہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول۔

حدیث نمبر: ۲۰

بیت المقدس میں بیانِ ختم نبوت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَ اِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ اَثْنٰی عَلٰی رَبِّهٖ فَقَالَ: کُلُّکُمْ اَثْنٰی عَلٰی رَبِّهٖ وَ اَنَا مُثْنٍ عَلٰی رَبِّیْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ وَ کَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ اَنْزَلَ عَلَیَّ الْفُرْقَانَ فِیْهِ تِبْیَانُ کُلِّ شَیْءٍ وَّ جَعَلَ

أُمَّتِیُ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَ جَعَلَ اُمَّتِیُ وَسَطًا وَّ جَعَلَ اُمَّتِیُ هُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَ هُمُ الْاٰخِرُوْنَ وَ شَرَحَ لِیُ صَدْرِیُ وَ وَضَعَ عَنِّیُ وِزْرِیُ وَ رَفَعَ لِیُ ذِكْرِیُ وَ جَعَلَنِیُ فَاتِحًا وَّ خَاتِمًا .

(مسند البزار، رقم الحدیث:۹۵۱۸)

(مجمع الزوائد، باب منہ فی الاسراء، ج۱، ص۹۳، رقم الحدیث:۳۳۵ دار الکتاب بیروت لبنان)

حل لغات:

مُثْنٍ : ثناء کرنے والا　　وَسَطٌ : متوسط، معتدل، افضل

وِزْرٌ : بوجھ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (حدیث معراج میں) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (بیت المقدس میں انبیاء علیہم السلام کے سامنے حمد الٰہی کرتے ہوئے) فرمایا: آپ سب نے اللہ عزوجل کی تعریف وثنا کی، اب میں اپنے ربّ کی ثنا بیان کرتا ہوں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنایا اور تمام لوگوں کے لیے بشیر ونذیر بنایا، مجھ پر قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو خیر امت بنایا جو لوگوں کے نفع کے لیے بنائی گئی ہے اور میری امت کو افضل امت بنایا اور میری امت کو اول اور آخر بنایا اور اس نے میرا سینہ کھول دیا، میرا بوجھ اتار دیا اور میرے لیے میرا ذکر بلند کیا اور مجھ کو افتتاح کرنے والا اور (نبیوں کو) ختم کرنے والا بنایا۔

حدیث نمبر:۲۱

لَانَبِیَّ بَعْدِیْ

عَنْ حُذَیْفَةَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ وَدَجَّالُوْنَ سَبْعَةٌ وَّ عِشْرُوْنَ، مِنْھُمْ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَ اِنِّیْ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ.

(مسند احمد بن حنبل، حدیث حذیفہ بن یمان، المکتب الاسلامی بیروت، ج۵، ص۳۹۱، رقم الحدیث:۲۳۳۵۸)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ستائیس دجال اور کذاب ہوں گے، ان میں سے چار عورتیں ہوں گی اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث نمبر:۲۲

خاتمِ انبیاء اور شیرِ خدا

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: وَجِعْتُ وَجَعًا فَأَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَاَقَامَنِیْ فِیْ مَکَانِہٖ وَ قَامَ یُصَلِّیْ وَ اَلْقٰی عَلَیَّ طَرَفَ ثَوْبِہٖ، ثُمَّ قَالَ: قَدْ بَرِئْتَ یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ لَا بَاْسَ عَلَیْکَ، مَا سَاَلْتُ اللّٰہَ شَیْئًا اِلَّا سَاَلْتُ لَکَ مِثْلَہٗ وَ لَا سَاَلْتُ اللّٰہَ شَیْئًا اِلَّا اَعْطَانِیْہِ غَیْرَ اَنَّہٗ قِیْلَ لِیْ: اِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَکَ.

(المعجم الاوسط، رقم الحدیث:۷۹۱۳، مکتبۃ المعارف، الریاض، ج۸، ص۴۴۵)

حل لغات: وَجِعْتُ: میں بیمار ہوا، دردمند ہوا

طَرَف : کنارہ، گوشہ　　بَأس : تکلیف، حرج

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے شدید درد ہوا تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے اپنے پاس ٹھہرایا، اور آپ ﷺ نماز پڑھنے لگے اور مجھ پر اپنی چادر کا پلو ڈال دیا۔ پھر فرمایا: اے ابوطالب کے بیٹے! تم ٹھیک ہو گئے ہو اور اب تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہے، میں نے اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کیا ہے، تمہارے لیے بھی اس چیز کا سوال کیا ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا بھی سوال کیا، اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ عطا فرما دی، سوا اس کے کہ مجھ سے کہا گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر: ۲۲۳

آخری اور بہترین امت

عَنْ بَھْزِ بْنِ حَکِیْمٍ ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ جَدِّہٖ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نُکْمِلُ، یَوْمَ الْقِیَامَۃِ سَبْعِیْنَ اُمَّۃً نَحْنُ اٰخِرُھَا وَ خَیْرُھَا .

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۴۲۸۷، ج ۲، ص ۱۴۳۳، احیاء التراث العربی)

ترجمہ: بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم قیامت کے دن ستر امتوں کو مکمل کریں گے۔ ہم ان میں سب سے آخری اور سب سے بہتر امت ہیں۔

حدیث نمبر۲۴:

ختم نبوت و ختم ہجرت

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ : اِسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْهِجْرَةِ فَقَالَ لَهٗ: يَا عَمِّ أَقِمْ مَكَانَكَ الَّذِيْ اَنْتَ فِيْهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَخْتِمُ بِكَ الْهِجْرَةَ كَمَا خَتَمَ بِيَ النُّبُوَّةَ.

(سند ابی یعلی، رقم الحدیث:۲۶۴۶۔مجمع الزوائد، ج۹،ص۲۶۸/۲۶۹، دار الکتاب، بیروت)

حل لغات:

اِسْتَأْذَنَ : اجازت چاہی

اَلْهِجْرَةِ: ترکِ وطن۔ایک ملک سے دوسرے ملک جانا

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے ہجرت کرنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: آپ اسی جگہ ٹھہریں جہاں آپ ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ پر اس طرح ہجرت کو ختم کرے گا جس طرح مجھ پر نبوت کو ختم کیا ہے۔

نوٹ:

اس حدیث مبارک میں ہجرت سے مراد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت ہے جو فتح مکہ کے بعد منسوخ ہوگئی، جس طرح کہ صحیح بخاری کی حدیث پاک میں ہے:

لَا هِجُرَةَ بَعُدَ الْفَتحِ وَ لٰکِنُ جِهَادٌ وَّ نِيَّةٌ وَ اِذَا اسُتُنفِرُتُم فَانُفِرُوُا.

(صحیح بخاری، رقم الحدیث:۲۷۸۳)

''فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں رہی لیکن جہاد اور نیت ہے اور جب تمہیں جہاد کے لیے طلب کیا جائے تو نکل پڑو۔''

فتح مکہ کے بعد اسلام اور اہل اسلام کو غلبہ حاصل ہو گیا اور مکہ میں اہل ایمان کو کوئی خطرہ نہ تھا اس لیے مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت منسوخ ہوگئی۔ البتہ اگر کسی علاقہ میں ایمان کو خطرہ ہو اور شعائرِ اسلام کا تحفظ ناممکن ہو جائے تو اس علاقہ سے ہجرت کرنا لازم ہے اور ہجرت کا حکم قیامت تک باقی ہے، جس کی دلیل درج ذیل حدیث پاک ہے:

عَنُ مُعَاوِيَةَ ؓ قَالَ سَمِعُتُ رَسُوُلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوُلُ: لَا تَنُقَطِعُ الْهِجُرَةُ حَتّٰى تَنُقَطِعَ التَّوُبَةُ وَ لَا تَنُقَطِعُ التَّوُبَةُ حَتّٰى تَطُلُعَ الشَّمُسُ مِنُ مَغُرِبِهَا.

(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:۲۴۷۹)

''ہجرت منقطع نہیں ہوگی حتیٰ کہ توبہ منقطع ہو جائے گی اور توبہ منقطع نہیں ہوگی حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔''

حدیث نمبر:۲۵

خاتم دورِ رسالت

عَنُ قَتَادَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا قَرَءَ: وَ اِذُ اَخَذُنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيُثَاقَهُمُ وَ مِنُكَ وَ مِنُ نُّوُحٍ (الاحزاب:۷)

يَقُوْلُ: بُدِئَ بِیْ فِی الْخَیْرِ وَ کُنْتُ اٰخِرَهُمْ فِی الْبَعْثِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث:۳۱۷۵۳، ج۶،ص۳۲۸،دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ یہ آیت پڑھتے وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْکَ وَ مِنْ نُّوْحٍ" (الاحزاب:۷) تو فرماتے: مجھ سے خیر کی ابتداء کی گئی ہے اور میں بعثت میں سب نبیوں سے آخر ہوں۔

حدیث نمبر:۲۶

آخری امت کی انفرادیت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ: لَمَّا اُسْرِیَ بِیَ السَّمَاءَ قَرَّبَنِیْ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰی کَانَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهٗ کَقَابِ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی لَا بَلْ اَدْنٰی، وَ عَلَّمَنِی الْمُسَمَّیَاتِ قَالَ: یَا حَبِیْبِیْ! یَا مُحَمَّدُ! هَلْ غَمَّکَ اَنْ تُجْعَلَ اٰخِرَ النَّبِیّٖنَ؟ قُلْتُ یَا رَبِّ لَا، قَالَ: بَلِّغْ اُمَّتَکَ عَنِّی السَّلَامَ وَ اَخْبِرْهُمْ اَنِّیْ جَعَلْتُهُمْ اٰخِرَ الْاُمَمِ لِاَفْضَحَ الْاُمَمَ عِنْدَهُمْ وَ لَا اَفْضَحُهُمْ عِنْدَ الْاُمَمِ.

(الفردوس بماثور الخطاب، رقم الحدیث:۵۳۲۱، دار الکتب العلمیہ بیروت، ج۳، ص۴۳۱)

(درمنثور، ج۵، ص۲۰۰، دار احیاء التراث العربی بیروت)

حل لغات:

قَابَ: مقدار، کمان کے قبضہ اور گوشۂ کمان کے درمیان کا فاصلہ

قَوْسَیْنِ: قوس کا تثنیہ، کمان

فَضَحَ یَفْضَحُ : رسوا کرنا، برائیاں ظاہر کرنا

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میرے ربّ عزوجل نے مجھے اپنے قریب کیا حتیٰ کہ میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں کے سروں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ نزدیک، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اشیاء کا علم عطا فرمایا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: اے میرے حبیب! اے محمد! کیا آپ کو اس کا غم ہے کہ آپ کو سب نبیوں کا آخر بنایا گیا ہے؟ میں نے کہا: اے میرے رب! نہیں۔ فرمایا: آپ اپنی امت کو میرا اسلام پہنچا دیں اور ان کو خبر دیں کہ میں نے ان کو آخری امت بنایا ہے، تا کہ میں دوسری امتوں کو ان کے سامنے شرمندہ کروں اور ان کو کسی امت کے سامنے شرمندہ نہ کروں۔

حدیث نمبر: ۲۷

ایک عظیم درود

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَحْسِنُوا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّ ذٰلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ، قَالَ: فَقَالُوْا لَه : فَعَلِّمْنَا قَالَ: قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَ رَحْمَتَكَ وَ بَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ

عَبۡدِکَ وَ رَسُوۡلِکَ، اِمَامِ الۡخَیۡرِ وَ قَائِدِ الۡخَیۡرِ وَ رَسُوۡلِ الرَّحۡمَةِ .(الحدیث)

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:۹۰۶، احیاء التراث، ج۱، ص۲۹۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھو تو اچھی طرح پڑھو، تم کو علم نہیں ہے شاید یہ درود آپ پر پیش کیا جائے گا، لوگوں نے کہا: آپ ہمیں (درود پاک) سکھایئے۔ آپ نے فرمایا: تم اس طرح درود پڑھو: اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ صَلَاتَکَ وَ رَحۡمَتَکَ وَ بَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَ اِمَامِ الۡمُتَّقِیۡنَ وَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ مُحَمَّدٍ عَبۡدِکَ وَ رَسُوۡلِکَ، اِمَامِ الۡخَیۡرِ وَ قَائِدِ الۡخَیۡرِ وَ رَسُوۡلِ الرَّحۡمَةِ .

حدیث نمبر:۲۸

گوہ کی گواہی

عَنۡ عُمَرَ بۡنِ الۡخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ : فَمَنۡ اَنَا یَا ضَبُّ؟ قَالَ اَنۡتَ رَسُوۡلُ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ (الحدیث)

(المعجم الاوسط، رقم الحدیث:۵۹۹۶)

(مجمع الزوائد، رقم الحدیث ۱۴۰۸۶، ج۸، ص۳۷۲، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (ایک طویل حدیث میں) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ سے پوچھا میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا کہ آپ رب العالمین کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

(حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ آلوسی اور مفتی محمد شفیع دیوبندی نے بھی اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔)

حدیث نمبر:۲۹

اولادِ آدم علیہ السلام سے آخری نبی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: نَزَلَ اٰدَمُ بِالْهِنْدِ فَاسْتَوْحَشَ فَنَزَلَ جِبْرِیْلُ فَنَادٰی بِالْاَذَانِ: اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَرَّتَیْنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَرَّتَیْنِ قَالَ اٰدَمُ: مَنْ مُّحَمَّدٌ؟ قَالَ: اٰخِرُ وَلَدِکَ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ .

(جامع الاحادیث، رقم الحدیث:۲۴۷۲۸۔تاریخ دمشق کبیر، داراحیاء التراث، ج۷، ص۳۰۹)

حل لغات:

اِسْتَوْحَشَ : وحشت محسوس کی نَادٰی : ندادی، اذان کہی

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدم جنت سے ہندوستان میں اتارے گئے تو (بوجہ تنہائی) ان کو وحشت ہوئی، جبرائیل امین نے آپ کے پاس آ کر اذان کہی۔ **اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ . اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ** دومرتبہ، (نام محمد سنا) تو آدم علیہ السلام نے پوچھا محمد کون ہیں؟ جبریل امین نے بتایا وہ جماعت انبیاء میں آپ کے سب سے آخری صاحبزادے ہیں۔

حدیث نمبر: ۳۰

صحیفۂ خلیل اللہ اور ذکر خاتم الانبیاء

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ فِیْ مَجَلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّه' كَائِنٌ مِّنْ وَّلَدِكَ شُعُوْبٌ وَّ شُعُوْبٌ حتّٰی یَاْتِیَ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ الَّذِیْ یَكُوْنُ خَاتَمَ الْاَنْبِیَاءِ .

(الطبقات الکبریٰ، امام محمد بن سعد، داراحیاء التراث العربی، ذکر علامات النبوۃ فی رسول اللہ قبل ان یوحٰی الیہ، ج۱، ص۷۸)

ترجمہ: حضرت عامر شعبی سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر نازل ہونے والے صحیفہ میں ارشاد ہوا کہ بے شک تیری اولاد قبائل در قبائل ہوگی حتیٰ کہ نبی امی خاتم الانبیاء جلوہ گر ہوں گے۔

حدیث نمبر: ۳۱

مہر نبوت

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَیْتُ خَاتَمَ النُّبُوَّةِ عَلٰی ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ بَیْضَةِ الْحَمَامِ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ. (و افقه الذهبی فی التلخیص : علی شرط مسلم)

(المستدرک علی الصحیحین، ذکر اخبار سید المرسلین وخاتم النبیین، رقم الحدیث: ۴۱۹۷)

حل لغات:

خَاتَمُ: مہر، انگوٹھی بَیْضَةٌ: انڈہ حَمَامٌ: کبوتر

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: کہ میں نے مہر نبوت کو نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر کبوتری کے انڈے کی طرح دیکھا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ذھبی نے بھی تلخیص میں صحیح مسلم کی شرط پر قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر:۳۲

بے مثال اسلوب خطابت و ختم نبوت

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَ عَلَا صَوْتُهٗ وَ اشْتَدَّ غَضَبُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُوْلُ: صَبَّحَكُمْ وَ مَسَّاكُمْ وَ يَقُوْلُ: بُعِثْتُ اَنَا وَ السَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَ يَقْرِنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَ الْوُسْطٰى .الحديث

(مسلم، ج ا، ص ۲۸۴، کتاب الجمعۃ، باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ، نور محمد کتب خانہ، کراچی)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور جلال میں شدت آ جاتی۔ گویا کہ آپ ﷺ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں، کہ وہ لشکر صبح کے وقت تم پر آ پہنچا، شام کے وقت آ گیا، اور آپ ﷺ شہادت کی انگلی اور درمیان والی انگلی کو ملا کر فرماتے: مجھے اور قیامت کو اس طرح ملا کر بھیجا گیا ہے۔ (جس طرح یہ دو انگلیاں ملی ہوئی ہیں)

نوٹ:

اس حدیث مبارک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دلکش اندازِ خطابت کی منظر کشی اور قربِ قیامت کے ساتھ ساتھ مسئلہ ختم نبوت کو بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ شہادت والی انگلی اور درمیان والی انگلی کے متصل ہونے کی طرح حضور ﷺ کا قیامت کے ساتھ مقترن ہو کر مبعوث ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ اور قیامت کے درمیان کسی نئے نبی کا حائل ہونا محال و ناممکن ہے۔

حدیث نمبر: ۳۳

وصالِ جگر پارۂ خاتم النبیین

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ : لَمَّا مَاتَ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ صَلّٰی عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَ قَالَ : اِنَّ لَہٗ مُرْضِعًا فِی الْجَنَّۃِ ، وَ لَوْ عَاشَ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا وَ لَوْ عَاشَ لَعَتَقَتْ أَخْوَالُہُ الْقِبْطُ وَ مَا اسْتُرِقَّ قِبْطِیٌّ.

(ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الصلوٰۃ علی ابن رسول اللہ ﷺ، رقم: ۱۵۱۱، ج ۱، ص ۴۸۴، دار احیاء التراث العربی)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا: بلاشبہ اس کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے اور اگر زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے۔ اور اگر زندہ رہتے تو ان کے ماموں قبطی آزاد ہو جاتے اور کسی قبطی کو غلام نہ بنایا جاتا۔

حدیث نمبر:۳۴

سچا خواب اور تعبیر نبوی

حضرت زمل جہنی نے ایک خواب دیکھا اور نبی کریم ﷺ نے اس خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

أَمَّا النَّاقَةُ الَّتِیْ رَأَیْتَ وَ رَاَیْتَنِیْ أُتْبِعُهَا فَهِیَ السَّاعَةُ. عَلَیْنَا تَقُوْمُ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ وَ لَا أُمَّةَ بَعْدِیْ وَ لَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِیْ.

(کنز العمال، دار الرسالۃ، ج۱۵، ص۵۲۱)

حل لغات:

نَاقَةٌ: اونٹنی

أُتْبِعُ : میں پیچھے لا رہا ہوں، چلا رہا ہوں

ترجمہ: رہی وہ اونٹنی جس کو تم نے خواب میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ میں اس اونٹنی کو چلا رہا ہوں تو اس سے مراد قیامت ہے، اور وہ ہم پر ہی قائم ہوگی، نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہوگی۔

حدیث نمبر:۳۵

دس اسمائے نبویہ

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ لِیْ عِنْدَ رَبِّیْ عَشَرَةَ اَسْمَاءٍ، اَنَا مُحَمَّدٌ ، وَ اَنَا اَحْمَدُ ، وَ اَنَا الْمَاحِیْ الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰهُ بِیَ الْکُفْرَ وَ اَنَا الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ

وَ اَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ الْخَلَائِقُ مَعِیْ عَلٰی قَدَمِیْ وَ اَنَا رَسُوْلُ الرَّحْمَةِ، وَ رَسُوْلُ التَّوْبَةِ ، وَ رَسُوْلُ الْمَلَاحِمِ وَ اَنَا الْمُقَفِّیْ قَفَّیْتُ وَ اَنَا قُثَمُ قَالَ : وَ الْقُثَمُ: اَلْكَامِلُ.

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، دار الکتب العلمیہ بیروت، ج۱، ص۴۰۴)

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل فی اسمائہ، ج۱، ص۲۳۲، بحوالہ الکامل لابن عدی)

حل لغات:

مَاحِیْ : مٹانے والا   عَاقِبٌ: پیچھے آنے والا، جانشین

حَاشِرٌ : جمع کرنے والا

مَلَاحِمُ مفرد مَلْحَمَةٌ : گھمسان کی جنگ

قُثَمُ : مجتمع الخلق، جامع، کامل، بہت عطا کرنے والا

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میرے رب کے ہاں میرے دس نام ہیں (۱) میں محمد ہوں (۲) میں احمد ہوں (۳) میں ماحی ہوں، اللہ میرے سبب کفر کو مٹاتا ہے۔ (۴) میں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ۔ (۵) میں حاشر ہوں کہ میرے ساتھ میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا۔ (۶) میں رسولِ رحمت ہوں ۔ (۷) میں رسولِ توبہ ہوں۔ (۸) میں جہاد کرنے والا رسول ہوں ۔ (۹) میں مقفی ہوں کہ تمام پیغمبروں کے بعد آیا۔ (۱۰) اور میں قثم یعنی جامع کامل ہوں۔

حدیث نمبر:۳۶

خاتم الانبیاء اور آخر الامم

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ فِیْ خُطْبَتِہٖ عَامَ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ: اَیُّھَا النَّاسُ! اِنَّہٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ وَ لَا اُمَّۃَ بَعْدَکُمْ وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَصَلُّوْا خَمْسَکُمْ وَ صُوْمُوْا شَھْرَکُمْ وَ اَطِیْعُوْا وُلَاۃَ اَمْرِکُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّۃَ رَبِّکُمْ.

(المعجم الکبیر، رقم الحدیث:۷۶۱۷، داراحیاء التراث العربی، ج۸، ص۱۳۶)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ باہلی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں فرمایا: اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے سو تم اپنے ربّ کی عبادت کرو اور پانچ نمازیں پڑھو اپنے مہینے (رمضان) کے روزے رکھو اپنے حکام کی اطاعت کرو، اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حدیث نمبر:۳۷

ابتداء واختتامِ رسالت

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ مَرْفُوْعًا اَوَّلُ الرُّسُلُ اٰدَمُ وَ اٰخِرُھُمْ مُحَمَّدٌ ﷺ.

(کنز العمال، ج۱۱، ص۴۸۰، رقم الحدیث:۳۲۲۶۹)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

پہلے رسول حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور آخری رسول (حضرت) محمد ﷺ ہیں۔

حدیث نمبر:۳۸

اقرارِ ختمِ نبوت

حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ ایک طویل حدیث کے آخر میں بیان کرتے ہیں، جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

فَقَدِمَ حَارِثَةُ بْنُ شَرَاحِيلَ اِلٰى مَكَّةَ فِىْ اِخْوَتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ فَاَتَى النَّبِىَّ ﷺ فِىْ فِنَاءِ الْكَعْبَةِ فِىْ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فِيْهِمْ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلٰى زَيْدٍ عَرَفُوْهُ وَ عَرَفَهُمْ وَ لَمْ يَقُمْ اِلَيْهِمْ اِجْلَالًا لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا لَهٗ: يَا زَيْدُ فَلَمْ يُجِبْهُمْ، فَقَالَ لَهُ النَّبِىُّ ﷺ : مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا زَيْدُ ؟قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اَبِىْ وَ هٰذَا عَمِّىْ وَ هٰذَا اَخِىْ وَ هٰؤُلَاءِ عَشِيْرَتِىْ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِىُّ ﷺ: قُمْ فَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ يَازَيْدُ ، فَقَامَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَ سَلَّمُوْا ثُمَّ قَالُوْا لَهٗ : اِمْضِ مَعَنَا يَا زَيْدُ، فَقَالَ: مَا اُرِيْدُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَدَلًا وَّ لَا غَيْرِهٖ اَحَدًا فَقَالُوْا : يَا مُحَمَّدُ اِنَّا مُعْطُوْكَ بِهٰذَا الْغُلَامِ دِيَاتٍ فَسَمِّ مَا شِئْتَ فَاِنَّا حَامِلُوْهُ اِلَيْكَ، فَقَالَ: اَسْاَلُكُمْ اَنْ تَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّىْ خَاتَمُ اَنْبِيَائِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ اُرْسِلُهٗ مَعَكُمْ فَتَابَوْا وَ تَلَكَّئُوْا وَ

تَلَجْلَجُوْا فَقَالُوْا: تَقَبَّلْ مِنَّا مَا عَرَضْنَا عَلَيْکَ مِنَ الدَّنَانِيْرِ، فَقَالَ لَهُمْ: هٰهُنَا خَصْلَةٌ غَيْرُ هٰذِهٖ قَدْ جَعَلْتُ الْاَمْرَ اِلَيْهِ فَاِنْ شَاءَ فَلْيَقُمْ وَ اِنْ شَاءَ فَلْيَدْخُلْ، قَالُوْا: مَا بَقِيَ شَيْءٌ. قَالُوْا: يَا زَيْدُ! قَدْ اَذِنَ لَکَ الْاٰنَ مُحَمَّدٌ فَانْطَلِقْ مَعَنَا، قَالَ: هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ مَا اُرِيْدُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَدَلًا وَّ لَا اُوْثِرُ عَلَيْهِ وَالِدًا وَّ لَا وَلَدًا فَاَدَارُوْهُ وَ اَلَاصُوْهُ وَاسْتَعْطَفُوْهُ وَ اَخْبَرُوْهُ مِنْ وَرَائِهٖ مِنْ وُّجْدِهِمْ، فَاَبٰى وَ حَلَفَ اَنْ لَّا يَلْحَقَهُمْ، قَالَ حَارِثَةُ! اَمَّا اَنَا فَاُوَاسِيْکَ بِنَفْسِيْ اَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ وَ اَبَى الْبَاقُوْنَ. الحديث

(المستدرک علی الصحیحین، ج ۳، ص ۴۲۳، رقم الحدیث: ۵۰۱۳، دار الفکر بیروت)

حل لغات:

فِنَاءَ: گھر کے سامنے کا میدان — نَفَرٌ: تین سے دس تک مردوں کی جماعت

اِجْلَالٌ: تعظیم کرنا — دِيَاتٌ: دِيَةٌ کی جمع: خون بہا

تابوا: لوٹ گئے، پھر گئے — تَلَكَّئُوْا: وہ ہچکچائے، عذر خواہ ہوئے

تَلَجْلَجُوا: تَلَجْلُجًا: تتلانا، ہکلانا

هَيْهَاتَ: (بتثلیثِ آخر) اسم فعل، بمعنی دور ہوا

أَدَارُوْا: انہوں نے لبھایا۔ — أَلَاصُوْهُ: انہوں نے پھسلایا

اسْتَعْطَفُوْا: مہربانی طلب کی — وُجْدَ: غم و حزن، محبت

أُوَاسِيْ: میں غمخواری کرتا ہوں

ترجمہ: حارثہ بن شراحیل اپنے بھائیوں اور اہل خاندان کے ساتھ مکہ مکرمہ آئے، نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جبکہ آپ ﷺ اپنے چند صحابہ کے ساتھ حرم شریف کے صحن میں تشریف فرما تھے، حضرت زید بن حارثہ بھی وہیں تھے۔ جب انہوں نے حضرت زید کو دیکھا تو پہچان لیا، اور حضرت زید نے بھی انہیں پہچان لیا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کی وجہ سے ان کے استقبال کے لیے کھڑے نہ ہوئے۔ وہ بولے: اے زید! حضرت زید نے انہیں کوئی جواب نہ دیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے زید! یہ کون ہیں؟ عرض کیا: یارسول اللہ ! یہ میرے والد ہیں، یہ چچا ہیں، یہ میرا بھائی ہے اور یہ میرے رشتہ دار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید سے فرمایا: اے زید! اٹھو اور ان کو سلام کرو۔ حضرت زید نے کھڑے ہو کر انہیں سلام کیا، انہوں نے بھی حضرت زید کو سلام کیا۔ بعد ازاں انہوں نے کہا: زید! ہمارے ساتھ چلو۔ حضرت زید نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے بدلے میں کوئی عوض چاہتا ہوں نہ کسی شخص کو ترجیح دیتا ہوں۔ وہ کہنے لگے: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس لڑکے کے عوض ہم آپ کو قسم قسم کے اموال دیتے ہیں، آپ جو چاہیں بتا دیں، ہم آپ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ گواہی دو "اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی لائقِ عبادت نہیں اور میں اس کا آخری نبی و رسول ہوں۔" تو میں اسے تمہارے ساتھ بھیج دوں گا۔ ان لوگوں نے حیلہ سازی کی اور ہچکچائے اور بولے: ہم نے آپ کو دیناروں کی پیشکش کی ہے، اسے قبول فرمالیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہاں اس کے علاوہ ایک اور صورت ہے، میں نے زید کو اختیار دے دیا ہے، اگر چاہے تو چلا جائے اور اگر چاہے تو یہیں رہے۔ وہ بولے (اس سے اچھی)

کیا صورت ہو سکتی ہے؟ کہنے لگے: زید! اب تو (حضرت) محمد (ﷺ) نے تمہیں اجازت دے دی، تو ہمارے ساتھ چلو۔ حضرت زید نے کہا: کتنی دور کی بات ہے، کتنی دور کی بات ہے، نہ میں حضور ﷺ کے مقابلہ میں کوئی عوض چاہتا ہوں اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ پر والد و اولاد کو ترجیح دیتا ہوں۔ وہ حضرت زید کو لبھانے اور مائل کرنے لگے اور رحم کی اپیل کی، حضرت زید نے انکار کیا اور ان کے ساتھ نہ جانے کی قسم کھائی۔ حارثہ نے کہا: میں تو تمہارا ساتھ دیتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی معبود ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ اور باقی سب نے (قبولِ اسلام سے) انکار کر دیا۔

اسی لیے علامہ ابن نجیم مسئلہ مذکورہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اِذَا لَمْ یَعْرِفْ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ فَلَیْسَ بِمُسْلِمٍ لِاَنَّہٗ مِنَ الضَّرُوْرِیَّاتِ .

(الاشباہ والنظائر، کتاب السیر، باب الردۃ، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ج۱، ص۲۹۶)

حدیث نمبر:۳۹

پیغمبروں کا عہد

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو ان کے وصال کے بعد ان الفاظ کے ساتھ ندا کی:

بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِیْلَتِکَ عِنْدَہٗ اَنْ بَعَثَکَ اٰخِرَ الْاَنْبِیَاءِ وَ ذَکَرَکَ فِیْ اَوَّلِھِمْ، فَقَالَ تَعَالٰی: وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَ مِنْکَ وَ

مِنْ نُّوْحٍ. (الآية)

(المواہب اللدنیہ، المقصد العاشر، الفصل الاوّل فی اتمامہ تعالیٰ نعمتہ علیہ)

ترجمہ: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی فضیلت اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ حضور کو تمام انبیاء کے بعد بھیجا مگر ذکر آپ کا سب سے پہلے کیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: اور اے محبوب! یاد کیجئے جب ہم نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا اور آپ سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ وعیسیٰ (بن مریم) سے۔"

حدیث نمبر: ۴۰

مقام بابِ فصلِ ولایت اور ختم نبوت

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ اِلٰی تَبُوْکَ وَ اسْتَخْلَفَ عَلِیًّا، فَقَالَ: اَتُخَلِّفُنِیْ فِی الصِّبْیَانِ وَ النِّسَاءِ؟ قَالَ: اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَیْسَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ.

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۴۴۱۶، ص ۹۰۹، دارالسلام ریاض)

حل لغات:

اِسْتَخْلَفَ: جانشین بنانا۔

تُخَلِّفُ: تَخْلِیْفًا پیچھے چھوڑنا، جانشین بنانا۔

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تبوک کی طرف تشریف لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا

جانشین بنایا، حضرت علی نے عرض کیا: کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا اس بات پہ راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے لیے ہارون (علیہما السلام) تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے۔

(ازالۃ الخفاء، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی، ج ۴، ص ۴۴۴)

تشریح حدیث:

سرورِ کائنات ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا ہارون علیہ السلام کی مثل فرمایا اور بعد میں فرمایا کہ میرے بعد نبی نہیں۔ یعنی تم ہارون کے ساتھ پوری مماثلت نہیں رکھتے کیونکہ وہ پیغمبر تھے اور میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے۔ اور یہ واضح امر ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ نہ تھے کیونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چالیس سال قبل وفات پا گئے تھے۔ لہٰذا یہ خلافت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے ایام میں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مرتبہ تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے تبوک کی طرف روانہ ہونے کے بعد وہ آپ ﷺ کے خلیفہ تھے۔ اس حدیث سے اثنا عشریہ استدلال کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد حضرت علی ہی آپ کے خلیفہ تھے۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں، جیسا کہ حدیث کی وضاحت سے ظاہر ہے۔ علاوہ ازیں خلافت کی دلیل قطعی ہونی چاہیے لہٰذا حدیث سے یہ استدلال درست نہیں۔

(تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری، ج 6، ص 528)

حدیث مذکور پر حضرت مدنی میاں کا شاندار تبصرہ:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر رئیس المحققین حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں مدظلہ العالی کی کتاب نظریہ ختم نبوت اور تحذیر الناس سے ایک شاندار اور خوبصورت تبصرہ جو آپ نے مذکورہ حدیث مبارک کے تحت تحریر فرمایا ہدیہ قارئین کر دیا جائے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دیتے ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ "میرے بعد کوئی نبی نہیں" یہ اشارہ کر رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد میں "غیر تشریعی نبی" کے بھی ختم ہو جانے کی اطلاع دے دی ہے۔ اس لیے کہ حضرت ہارون علیہ السلام "غیر تشریعی نبی" تھے۔ اب حاصل ارشاد یہ ہوا کہ، میرے بعد کوئی نبی نہیں نہ تشریعی، نہ ایسا جیسے حضرت ہارون علیہ السلام تھے یعنی غیر تشریعی۔

ارشادِ قرآنی "وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ" کا معنی مراد "خلف وسلف" اور "خود سرکارِ رسالت" سے کیا منقول ہے؟ اس کی وضاحت کے لیے میں نے کتب احادیث و تفاسیر کا مختصر اور جامع انتخاب پیش کر دیا ہے۔ طوالت سے بچنے کے لیے احادیث کی اسناد سے کوئی تعرض نہیں کیا ہے، صرف حوالہ جات پر اکتفا کیا ہے۔ جن کتابوں کے حوالے پیش کیے گئے ہیں، وہ خود اس قدر معتبر و مستند ہیں کہ ان میں کسی روایت کا بطورِ سند آ جانا ہی اس کے "قابل استناد" ہونے کے لیے کافی ہے۔ اب جب ہم تمام ذکر کردہ تفاسیر و احادیث پر گہری نظر ڈالتے ہیں تو، مندرجہ ذیل اُمور واضح طور پر سامنے آ جاتے ہیں۔

ا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا "خاتم" ہونا بایں معنی کہ آپ کا زمانہ، انبیاءِ سابق کے زمانے کے بعد ہے۔ اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔
یہ عوام کا خیال نہیں ہے بلکہ یہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور

اسی پر صحابہ وتابعین اور تمام علمائے دین کا اجماع ہے۔

۲ : ''تاخر زمانی'' میں کسی کے لیے کوئی فضیلت ہو یا نہ ہو، مگر ایک نبی کے لیے اس میں اتنی بڑی فضیلت ہے جس کا کماحقہ ادراک ایک غیر نبی سے ناممکن ہے۔ اس لیے کہ جو آخری نبی ہوگا لازمی طور پر اس کی شریعت آخری شریعت ہوگی اور اس قدر کامل و مکمل ہوگی کہ مزید اس کی تکمیل کا سوال نہ ہوگا۔ اس کی نبوت کا دائرہ ساری کائنات کو محیط ہوگا۔ وہ کسی ایک قوم یا محدود زمانے کا نبی نہ ہوگا، بلکہ قیامت تک اس کی عظمت وشوکت کا پرچم لہراتا رہے گا۔ اور وہ صرف نبی ہی نہ ہوگا، بلکہ رسول بھی ہوگا، جس کی رسالت ''رسالت عامہ'' ہوگی۔ وہ اگر ایک طرف سارے عالم کے لیے ''نذیر'' ہوگا تو دوسری طرف سارے عالم کے لیے ''ہادیٔ کامل'' اور ''رحمت مجسم'' بھی ہوگا۔

۳ : جب ایک نبی کے لیے ''تاخر زمانی'' میں اس قدر فضیلتیں ہیں تو پھر وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کو ''اوصافِ مدح'' میں رکھتے ہوئے اور اس مقام کو ''مقامِ مدح'' قرار دیتے ہوئے بھی ''خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'' کا معنیٰ آخری نبی ہی ہے۔ اس کا معنیٰ ''آخری نبی'' لینے سے نہ یہ کلمات ''اوصافِ مدح'' سے نکلتے ہیں اور نہ ہی یہ مقام ''مقامِ مدح'' سے۔

۴ : ''خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'' کا معنیٰ ''آخرالانبیاء'' لینے سے نہ تو خدائے تعالیٰ پر زیادہ گوئی کا وہم ہوتا ہے اور نہ رسول کریم ﷺ کی قدر و منزلت میں کمی کا احتمال اور نہ ہی کلامِ الٰہی پر بے ارتباطی کا الزام۔

اس لیے کہ اگر خدانخواستہ ''خاتم النبیین'' کا معنیٰ ''آخرالانبیاء'' لینے سے یہ خرابیاں لازم آتیں، تو ناممکن تھا کہ علمائے متقدمین ومتاخرین بیک زبان اور بیک قلم اس بات پر اتفاق کر لیتے کہ ''خاتم النبیین'' کا معنیٰ ''آخرالانبیاء'' ہے۔ اور یہاں تو معاملہ اور بھی اہم ہے، اس لیے کہ خودسرکار رسالت ﷺ نے بھی ''خاتم النبیین'' کا معنیٰ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فرمادیا ہے۔

۵ : ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' کا ایسا معنیٰ بتانا کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو، تو پھر بھی ''خاتمیت محمدی'' میں کچھ فرق نہ آئے، قرآنِ کریم کے ثابت شدہ اجماعی مفہوم کو بدلنے کی شرمناک کوشش ہے، جس کا کفر ہونا ''اظہر من الشمس'' ہے۔

مذکورہ بالا نتائج کو ذہن نشین کرتے ہوئے آیئے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایک ''اثر'' پر تحقیقی نظر ڈالیے۔

حضرت بن عباس فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ سَبْعَ اَرْضِیْنَ فِیْ کُلِّ اَرْضٍ اٰدَمُ کَاٰدَمِکُمْ وَ نُوْحٌ کَنُوْحِکُمْ وَ اِبْرَاھِیْمُ کَاِبْرَاھِیْمِکُمْ وَ عِیْسٰی کَعِیْسَاکُمْ وَ نَبِیٌّ کَنَبِیِّکُمْ.

(درمنثور وغیرہ)

''بیشک اللہ نے سات زمینیں پیدا فرمائیں، ہر زمین میں آدم تمہارے آدم کی طرح، اور نوح تمہارے نوح کی طرح، اور ابراہیم تمہارے ابراہیم کی طرح، اور عیسیٰ تمہارے عیسیٰ کی طرح اور نبی تمہارے نبی کی طرح ہیں۔''

اس اثر سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جس زمین پر ہم بستے ہیں، اس زمین کے علاوہ بھی زمین کے چھ طبقے ہیں اور ہر طبقہ میں رشد و ہدایت کا کام انجام دینے کے لیے انبیاء کرام کی بعثت ہوتی رہی۔ اور ظاہر ہے کہ ہر ہر طبقہ میں اس طبقہ کے سلسلۂ نبوت کا کوئی مبدء ہوگا اور کوئی منتہیٰ۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر ہر طبقہ میں ''مبدء منتہیٰ'' صرف ایک ہی ایک ہونگے۔ لہٰذا ''اثر مذکور'' میں ہر طبقے کے اوّل کو ہمارے طبقہ کے اوّل سے ''نفس اوّلیت'' میں اور ہر طبقے کے آخر کو ہمارے طبقے کے آخر سے آخر ہونے میں تشبیہ دے دی گئی۔ مگر اس ''اثر'' کے کسی گوشے سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ ہمارے طبقہ کے حضرت آدم ونوح وابراہیم وغیرہ ان طبقاتِ باقیہ کے حضرت آدم ونوح وابراہیم وغیرہ کے ہم عصر تھے یا ان سے مقدم وموخر۔ یا یہ کہ مثلاً ہمارے طبقہ کے آدم سے دوسرے بعض طبقہ کے آدم مقدم، بعض طبقے کے آدم موخر اور بعض طبقہ کے آدم ہم عصر رہے۔ ہاں ''اثر مذکور'' کے ظاہری الفاظ یہ ضرور اشارہ کر رہے ہیں کہ جس طرح ہمارے طبقے میں تشریعی اور غیر تشریعی دونوں طرح کے نبی ہوتے رہے، یہی حال ان طبقوں کا بھی ہے۔ اب رہ گئے ہمارے طبقہ کے علاوہ دوسرے طبقوں کے ''حضراتِ خاتم'' وہ آپس میں ایک دوسرے سے مقدم وموخر تھے یا ہم عصر ''اثر مذکور'' یہ بھی بتانے سے خاموش ہے۔ ہمارے طبقہ کے ''خاتم'' کو پیش نظر رکھتے ہوئے، اگر دوسرے طبقات کے ''خاتم'' پر غور کیا جائے تو عقلاً چار صورتیں نکلتی ہیں۔

اوّل۔ یہ کہ نچلے طبقات کے خاتم کے کل۔ یا۔ ان کا بعض آنحضرت ﷺ کے عصر کے بعد ہوئے ہوں۔

دوم۔ یہ کہ مقدم ہوئے ہوں، یعنی آنحضرت ﷺ کا عصر انہیں نہ ملا ہو۔

سوم۔ یہ کہ ہم عصر بھی ہوں اور صاحب شرع جدید بھی۔

چہارم۔ یہ کہ ہم عصر ہوں، مگر صاحب شرع جدید نہ ہوں۔

مذکورہ بالا احتمالات میں پہلا احتمال بداہۃً باطل ہے۔ اس لیے کہ دلائل وضاحت کر چکے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے بعد کسی اور کو نبوت نہیں دی گئی۔ دوسرے احتمال کی صورت میں آنحضرت ﷺ ''خاتم الانبیاء جمیع طبقات'' ہوں گے۔ لہٰذا ضرورت نہ ہوگی کہ کوئی لفظِ ''خاتم النبیین'' کے ظاہری اور متواتر و متوارث معنی کے بدلنے کی جسارت کرے۔ اسی طرح تیسرا احتمال بھی باطل ہے۔ اس لیے کہ بعثت نبویہ سے متعلق جو نصوص ہیں ان کا عموم ظاہر کر رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سارے عالم کے لیے ہے اور آپ کی رسالت ''رسالت عامہ'' ہے۔ یوں ہی چوتھی صورت باطل ہے۔

اوّلاً۔ اس لیے کہ اگر کسی طبقے کا ''خاتم'' فریضۂ نبوت ادا کرنے میں عہد نبوی میں ہمارے نبی کا شریک ہوگا تو ہمارے نبی صرف اپنے ہی طبقے کے انبیاء کے خاتم ہوں گے، جملہ انبیاء کے خاتم نہ ہوں گے۔ اس صورت میں آپ کا ''ختم'' اضافی ہوگا، حقیقی نہ ہوگا۔ حالانکہ ارشادِ ربانی ''وخاتم النبیین'' اور ارشاداتِ رسول ﷺ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ، خُتِمَ بِیَ اَنْبِیَاءُ، خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ، فَخَتَمْتُ الْاَنْبِیَاءَ اور اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ کا اطلاق و عموم واضح کر رہا ہے کہ آپ ہر ہر نبی کے ''خاتم'' ہیں، خواہ وہ کسی طبقہ کا نبی ہو۔ یا نیز آپ کا ''خاتم'' بہ نسبت ''جملہ انبیاء جمیع طبقات'' کے حقیقی ہے خود ''صاحب تحذیر الناس'' لکھتے ہیں کہ ''اطلاق 'خاتم النبیین' اس بات کو مقتضی ہے کہ اس لفظ میں کچھ تاویل نہ کیجیے اور علی العموم تمام انبیاء کا ''خاتم'' کہیے۔

ثانیاً۔ اس لیے کہ بلا تخصیص جملہ انبیاء کا خاتم ہونا نصوص کی روشنی میں آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اب اگر دوسرا بھی اسی وصف میں آپ کا شریک ہے تو پھر اس میں آپ کی خصوصیت نہیں رہ جاتی۔

(تحذیر الناس، ص۱۴)

نیز لکھتے ہیں ''لفظ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ '' جس کا اطلاق اور نَبِیّٖنَ کی عموم کے باعث کسی نے آج تک ائمہ دین میں سے کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کا کرنا جائز نہ سمجھا۔''

(تحذیر الناس، ص ۱۵)

ثالثاً۔ اس لیے کہ اگر کسی طبقہ میں ایسا ''خاتم'' جو فریضہ نبوت ادا کرنے میں ہمارے رسول کا شریک اور آپ کا ہم عصر ہوتا، تو نصوص میں ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ '' کی جگہ ''مِنْ خَوَاتِمِ النَّبِیّٖنَ '' کا لفظ ہوتا۔ اس صورت میں عقلی طور پر لفظ ''خَوَاتِمُ'' تمام ''خَاتَمِیْنَ'' کو ایک منزل میں رکھ کر ان کے سوا کو ''النبیین'' کے دائرے میں شامل کر لیتا۔ الحاصل نصوص میں ''خواتم'' کے بجائے ''خاتم'' کا لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ ''حقیقی آخری نبی'' کوئی ایک ہی ہے۔

رابعاً۔ اس لیے کہ حضور ﷺ جن کی نبوت و رسالت بالاتفاق تمام مخلوق کو عام ہے، آپ نے نبوت کو ایک مکان سے تشبیہ دی اور صرف اپنے کو اس مکان کی آخری اینٹ قرار دیا۔ اب اگر بالفرض کوئی اور رسول کریم ﷺ جیسی ''خاتمیت'' رکھتا تو سرکار صرف اپنے کو آخری اینٹ قرار نہ دیتے۔ اور اس مکان میں اپنے ظہور سے پہلے صرف ایک ہی اینٹ کا خلا ظاہر نہ فرماتے۔ اس مقام پر یہ کہنا کہ حضور نے صرف اپنے طبقے کو سامنے رکھ کر یہ بات فرمائی ہے، صرف یہی نہیں کہ ایک بے دلیل دعویٰ ہے، بلکہ ارشادِ رسول ﷺ کے اطلاق و عموم سے متصادم بھی ہے۔

خامساً۔ اس لیے کہ حضور ﷺ نے اپنے کو ''عاقب'' اور ''مقفّی'' فرمایا ہے اور اس کو اپنی خصوصیات میں رکھا ہے۔ اب اگر آپ جیسی ''خاتمیت'' والا کوئی اور بھی ہو تو ''عاقب'' اور ''مقفّی'' ہونے میں آپ کی خصوصیت نہیں رہ جاتی۔

اس مقام پر یہ اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ نصوص میں حضور کو جو ''آخری نبی'' فرمایا گیا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کو نبوت سب کے آخر میں دی گئی ہے، بلکہ اس

کا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے ظہور میں سب انبیاء کے آخر ہیں۔ اور آپ کا زمانۂ ظہور آپ کے سوا دوسرے تمام انبیاء کے زمانۂ ظہور کے بعد ہے۔ نیز آپ کے بعد اب کسی تشریعی نبی کو نہ بھیجا جائے گا۔ الغرض۔ ازروئے زمانہ نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا مطلب وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ ورق الٹ کر جملہ تفاسیر و احادیث کو دیکھ ڈالیے! ہر ایک، رسول کریم ﷺ کی "خاتمیت" کو "خاتمیت زمانی" قرار دے رہا ہے۔ اور "تاخر زمانی" کا خود "صاحب تحذیر الناس" کے نزدیک بھی یہی مطلب ہے کہ "آپ کا زمانہ انبیاءِ سابق کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔"

(تحذیر الناس، ص ۳)

رہ گیا حضور ﷺ کی نبوت کا مسئلہ، تو آپ ﷺ نبوت سے اُسی وقت سرفراز کیے جا چکے تھے، جبکہ کسی نبی کا وجود بھی نہ تھا۔ چنانچہ حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا: مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ ۔ حضور کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وَ اٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَ الْجَسَدِ جب آدم روح و جسم کے درمیان تھے۔

اس حدیث کو حاکم، بیہقی، ابونعیم اور ترمذی نے اپنی جامع میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ الفاظِ روایت ترمذی کے ہیں۔ جنہوں نے افادۂ تحسین کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔ نیز اسی حدیث کو امام احمد نے "مسند" میں، امام بخاری نے "تاریخ" میں، ابن سعد و حاکم اور بیہقی و ابونعیم نے حضرت میسرۃ سے اور طبرانی و بزاز و ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن عباس سے اور ابونعیم نے امیر المومنین فاروق اعظم سے نیز ابن سعد نے حضرت ابن ابی الجدعا و حضرت مطرف بن عبداللہ بن الشخیر اور حضرت عامر رضی اللہ عنہم سے باسانید متبانیہ و الفاظ متقاربہ روایت کیا ہے۔ امام عسقلانی نے "کتاب الاصابۃ" میں حدیث میسرہ کی نسبت فرمایا ہے۔ سَنَدُہٗ قَوِیٌّ ۔ اس کی سند قوی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی "مدارج النبوۃ" (ص ۲) میں محل استناد میں یہ حدیث

روایت کی ہے کہ كُنْتُ نَبِيًّا وَّ اِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ ۔میں اس وقت نبی تھا جب آدم آب وگل کی منزلیں طے کر رہے تھے۔ اس حدیث کی نقل سے پہلے متصلاً حضرت شیخ فرماتے ہیں ''اول ست در نبوت'' یعنی حضور نبوت میں اوّل ہیں۔ خود مولوی قاسم نانوتوی نے ''تحذیر الناس'' (ص ۷) پر مندرجہ ذیل حدیث نقل کی ہے اور اسے ''مقام استشہاد'' اور ''محل استناد'' میں رکھا ہے۔

كُنْتُ نَبِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ

میں نبی تھا حالانکہ آدم آب وگل میں تھے

ان نصوص کے پیش نظر یہ اور بھی واضح ہوجاتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ''آخری نبی'' ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کو نبوت سب کے آخر میں دی گئی۔ اس لیے کہ نبوت میں تو آپ اوّل ہیں، ہاں آپ کا ظہور سب کے آخر میں ہوا۔ اور اب آپ کے عہد میں، نیز آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

ان تفصیلات وتشریحات نے واضح کردیا کہ ''خاتم النبیین'' کے جو اجماعی اور متواتر معنی ہیں، ان کی روشنی میں یہ ناممکن ہے کہ کسی طبقہ کا کوئی نبی آپ کا ہم عصر ہو یا آپ کے عصر کے بعد آئے۔ اب کسی نبی کو ہمارے نبی کا ہم عصر قرار دینا یا ہمارے نبی کے عصر کے بعد کسی نبی کی تجویز کرنی، یقیناً ''خاتم النبیین'' کے اجماعی معنی کا کھلا ہوا انکار ہے۔ اب ''اثر ابن عباس'' کو قابل قبول بنانے کی لے دے کے یہی ایک صورت رہ گئی ہے کہ اس اثر میں طبقاتِ باقیہ کے جن انبیاء کا ذکر ہے، ان کے وجود کو حضور ﷺ کے وجودِ ظاہری کے زمانے سے اگر پہلے تسلیم کرلیا جائے تو مذکورہ بالا خرابیاں لازم نہیں آتیں۔ مگر ایک عظیم خرابی یہ مان لینے کے بعد بھی رہ جاتی ہے۔ وہ یہ کہ ''اثر مذکور'' میں ''طبقاتِ باقیہ'' کے ''آخری نبی'' کو ہمارے نبی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ حالانکہ ''نبوت'' ہو یا ''خاتمیت'' نیز اوصافِ نبوت'' ہوں یا ''کمالاتِ رسالت'' کسی بات میں بھی ''طبقاتِ

باقیہ'' کا آخری نبی ہمارے نبی کی طرح نہیں۔ اس لیے کہ ہمارے نبی کی نبوت ''نبوتِ عامہ'' اور رسالت ''رسالت شاملہ'' ہے جس سے دوسرے انبیاء کو مشرف نہیں کیا گیا۔ یوں ہی ہمارے نبی کی ''خاتمیت'' ''حقیقی خاتمیت'' ہے۔ رہ گئی دوسرے طبقات کے آخری نبی کی ''خاتمیت'' وہ تو محض اعتباری اور اضافی ہے۔ پھر دونوں میں کیا مماثلت؟ اس لیے کہ دونوں میں جوہری و حقیقی فرق ہے۔

یہ ذہن نشین رہے کہ ہمارے نبی اور دوسرے طبقات کے آخری نبی کے مابین ''اثر مذکور'' کو قابل قبول بنانے کے لیے جو بھی معقول وجہ تشبیہ نکالی جائے گی اس میں ان انبیاء کی تخصیص نہ رہ جائے گی، بلکہ ہمارے طبقہ کے انبیاء اور ہمارے نبی کے مابین بھی اسی طرح کی وجہ شبہ نکال کر ان کو ہمارے نبی کی طرح کہا جا سکے گا۔ لہٰذا ''اثر ابن عباس'' کا مضمون مہمل و بیکار ہو کر رہ جائے گا۔ اور اس سلسلے کی آخری بات تو یہ ہے کہ خود ''صاحب تحذیر الناس'' کو اس بات کا اعتراف ہے کہ اگر ''خاتم النبیین'' میں ''خاتمیت زمانی'' مراد لے لی گئی تو ''اثر مذکور'' اس کے معارض ہو جائے گی۔ لیکن اگر وہ معنی مراد لیا جائے جو خود انہوں نے گڑھا ہے تو ''اثر مذکور'' غلط ہونے سے بچ جائے گی۔ اسی مضمون کی طرف ''تحذیر الناس'' (ص ۲۴) پر اشارہ کر کے (ص ۲۵) پر صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ:

''علاوہ بریں بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور میں قدر نبی ﷺ میں کچھ افزائش نہیں۔''

اور جب یہ بخوبی ثابت کیا جا چکا ہے کہ ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' میں ''ختم'' سے ''ختم زمانی'' مراد لینا تمام امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ تو اب ''اثر مذکور'' میں جو ''علت قادحہ'' ہے اس کو سمجھنے میں کسی معمولی فہم و فراست والے انسان کو بھی کوئی دشواری نہ ہوگی۔ اب اگر کوئی اثر مذکور کی اسناد کو صحیح۔ یا۔ حسن قرار دے رہا ہو تو، صرف اتنی وجہ سے

اس ''اثر'' کا مضمون اپنی ''علت قادحہ'' کے سبب قابلِ قبول نہیں ہوسکتا۔ اور نکتہ آفرینیوں کے سہارے اس اثر کے مضمون پر کسی عقیدے کی عمارت نہیں تعمیر کی جاسکتی۔

ان تمام مباحث کو سامنے رکھتے ہوئے ختم نبوت، کے باب میں اسلام کا جو نظریہ سامنے آتا ہے، وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے عہد میں یا آپ کے عہد کے بعد، تا قیامت اب کوئی نیا نبی نہیں پیدا کیا جائے گا۔ نہ حقیقی، نہ مجازی، نہ ظلی، نہ بروزی، نہ تشریعی، نہ اسرائیلی، نہ محمدی۔ شریعت محمدیہ ہی آخری شریعت ہے جو تا قیامت رہنے والی ہے۔ قرآن وحدیث میں آپ کو جو ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' کہا گیا ہے، اس کا یہی مطلب ہے کہ آپ زمانہ کے لحاظ سے آخری نبی ہیں۔ اب آپ کے عہد میں یا آپ کے بعد کسی طرح کا کوئی نبی نہیں پیدا کیا جائے گا۔ یہ وہ اسلامی عقیدہ ہے جو کتاب وسنت اور اجماعِ اُمت سبھی سے ثابت ہے۔

ان حقائق کو ذہن نشین فرما کر اب آیئے اور عہد جدید کے ''قاسم العلوم و الخیرات'' کی بھی مزاج پرسی کرتے چلیے۔ آپ بانیٔ دار العلوم دیوبند ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' میں لفظ ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' میں تاویلِ فاسد کا سہارا لیکر غلام احمد قادیانی کے لیے دعویٔ نبوت کی راہ ہموار کرنے میں جو شاندار رول ادا کیا ہے، اس کے لیے ''امت قادیان'' آپ کی بجا طور پر شکر گزار ہے۔ بعض قادیانیوں کی تحریریں نظر سے گزری ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ ''ختم نبوت'' کے باب میں قادیانیوں کا موقف بالکل وہی ہے جو ''صاحب تحذیر الناس'' مولوی قاسم نانوتوی کا ہے۔ اس کا اعتراف خود مولوی قاسم نانوتوی کے بعض بہی خواہوں نے بھی کیا ہے۔ یقین نہ ہو تو اٹھا لیجیے ''شبستان اردو ڈائجسٹ، نئی دہلی، نومبر ۱۹۷۴ء، کو مولوی فارقلیط صاحب کے قلم سے نکلے ہوئے یہ فقرے ملیں گے۔

''بیج بویا علماء نے اور جب وہ تناور درخت ہوگیا تو اس کا پھل کھایا

مرزا غلام احمد قادیانی نے"

اپنے قلم سے اپنے قاسم العلوم کا یہ عقیدہ بتایا کہ:

"اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آجائے تو پھر بھی "ختم نبوت" نہیں ٹوٹے گی۔"

علمائے دیوبند کو علمائے اہل سنت کا نام دیکر یہ کہا ہے کہ:

"علمائے اہل سنت اور قادیانی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔"

چلتے چلتے بارگاہِ خداوندی میں ان لفظوں میں دعا کی ہے کہ:

"جو فتنہ علماء دیوبند اور قادیانیوں نے برپا کیا ہے اس کا خاتمہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہو جائے۔"

فارقلیط صاحب نے ان باتوں کو اپنے گمنام دانشوروں کی طرف منسوب کیا ہے۔ خیر۔ یہ فارقلیط صاحب کی بولی ہو یا ان کے دانشوروں کی، مگر بات تو سچی ہی ہے۔ ہاں پہلے فقرے میں جس بیج کا ذکر ہے، فارقلیط صاحب کے دانشوروں کے خیال میں وہ "نزول مسیح" کا عقیدہ۔ حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ وہ بیج "تحذیر الناس" کی عبارت ہے۔ جس کی روشنی میں مولوی قاسم نانوتوی کا یہ عقیدہ سامنے آتا ہے کہ "اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آجائے تو پھر بھی ختم نبوت نہیں ٹوٹے گی۔"

اچھا اب آیئے اور دیکھئے یہ ہے "تحذیر الناس" مطبوعہ محمدی پرنٹنگ پریس، دیوبند، جس کو کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند نے شائع کیا۔ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ اس کتاب کا کون سا ایڈیشن ہے۔

اوّلاً۔ اس کا صفحہ ۳ ملاحظہ فرمایئے:

صاحب تحذیر الناس رقم طراز ہیں:

اوّل معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں، تاکہ فہم جواب میں کچھ

دقت نہ ہو۔ عوام کے خیال میں تو رسول ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہے۔ آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں، کیا فرق ہے جو اس کا ذکر کیا اور اُن کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ ﷺ کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں۔ اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجیے۔ باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا، اس لیے سد بابِ اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل کو جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ اور جملہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں کیا تناسب تھا، جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی بے ارتباطی خدا کے کلام

معجز نظام میں متصور نہیں۔ اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لیے اور بیسیوں موقع تھے۔ بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے، جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور، خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی ﷺ دوبالا ہو جاتی ہے۔

(تحذیر الناس، ص۴۷۳)

اب آیئے اس پوری عبارت کا حاصل مراد، نمبروار ملاحظہ فرمایئے:

صاحب تحذیر الناس کے نزدیک:

۱۔ ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' کا معنی ''سب میں پچھلا نبی'' قرار دینا عوام اور جاہلوں کا خیال ہے، اہل فہم و فراست کا نہیں۔ لہٰذا جن جن حضرات نے ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' کا معنی ''آخر الانبیاء'' قرار دیا ہے، وہ سب جاہل اور فہم و فراست سے عاری ہیں۔

۲۔ ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' بمعنی ''آخر الانبیاء'' ہونے میں بالذات کوئی فضیلت نہیں۔ تھوڑی دور آگے چل کر یہ بھی کہہ دیا کہ ''خاتم النبیین'' بمعنی ''آخر الانبیاء'' ان اوصاف کی طرح ہے جن کو فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ لیجیے اب ''بالذات'' کے لفظ کی پیوند کاری سے جو فریب دینا تھا اس کا بھی دامن تار تار ہو گیا۔ بالآخر ''خاتم النبیین'' بمعنی ''آخر الانبیاء'' کو ایسے ویسوں کے اوصاف کی طرح لکھ دیا۔

۳۔ ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' کے معنی اگر ''آخری نبی'' لیا جائے گا تو ایک طرف خدا ''فضول گو'' ٹھہرے گا اور دوسری طرف قرآن بے ربط۔ دیکھ لیا آپ نے۔ ''تحذیر الناس'' کی عبارتِ منقولہ کی زہر افشانیاں۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' کا معنی ''آخری نبی'' ہے۔ یہی معنی صحابۂ کرام بلکہ ساری امت مسلمہ نے سمجھا۔ خود حضور ﷺ نے متواتر حدیثوں میں ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' کا یہی معنی ارشاد فرمایا تو قطعاً بلاشبہ یہی

آیت کی مراد ٹھہری۔ اب اس مراد پر جو اعتراض وایراد ہوں گے وہ یقیناً خدائے عزوجل اور قرآنِ کریم پر ہوں گے۔ غور تو فرمائیے کہ ساری اُمت، تمام صحابہ اور خود سرکارِ رسالت کو جاہل ونافہم، اللہ کو فضول گو، اور قرآن کو بے ربط، قرار دیتے ہوئے نانوتوی صاحب نے یہ بھی نہیں سوچا کہ وہ کفر پر کفر بکے جارہے ہیں۔ وہ بھی کوئی قلم ہے جو چلے تو بدمست شرابی کی طرح نظر آئے۔ ''خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ'' بمعنیٰ ''آخر الانبیاء'' کا حضور ﷺ کے اعلیٰ فضائل اور جلیل القدر کمالات و مدائح سے ہونا، اسی طرح ضروریاتِ دین میں سے ہے جس طرح ''خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ'' کا معنیٰ ''آخری نبی'' قرار دینا ضروریاتِ دین میں سے ہے، تو جس طرح ارشادِ ربانی ''خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ'' کا معنیٰ آخری نبی'' مراد نہ لینا ضروریاتِ دین کا انکار ہے، بالکل اسی طرح ''خاتم النبیین'' بمعنیٰ ''آخر الانبیاء'' میں فضیلت سے انکار کرنا قطعاً ضروریاتِ دین سے انکار کرنا ہے اور شانِ رسالت مآب کی سخت توہین و تنقیص کرنی ہے۔ اور آگے آیئے اور دیکھئے اور صاف اقرار ہے، کہ اُس معنیٰ متواتر اور مفہوم کو جاہلوں کا خیال بتا کر، جو معنیٰ نانوتوی صاحب نے گھڑا ہے وہ خود ان کی اپنی ایجاد ہے۔ اکابر کا فہم وہاں تک نہیں۔

چنانچہ نانوتوی صاحب رقم طراز ہیں:

> ''نقصانِ شان اور چیز ہے اور خطاء ونسیان اور چیز ہے۔ اگر بوجہ کم اتفاقی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا اور کسی نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا۔

گاہ باشد کہ کودک ناداں
بغلط بر ہدف زند تیرے

(تحذیر الناس، ص ۲۶)

نانوتوی صاحب کی یہ تحریر اس بات کی دلیل ہے کہ نانوتوی صاحب ''خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ'' کا جو معنی بتا رہے ہیں وہ اسلاف سے منقول نہیں، بلکہ خود ان کے ذہن کا اختراع ہے۔ خیال تو فرمایئے، اسی اختراعی معنی کے بل بوتے پر نانوتوی صاحب نے معنی متواتر و متوارث کو جاہلوں کا خیال بتا کر صحابۂ کرام سے لیکر آج تک کے مسلمانوں کو جاہل ٹھہرایا ہے اور پھر اس کا عذر کم التفاتی گڑھا ہے۔ یعنی صحابۂ کرام سے لیکر آج تک جملہ اکابر ملتِ اسلامیہ نے اس دینی و ایمانی عقیدۂ ضروریہ کی طرف کم التفاتی کی جس کے سبب اس کو سمجھنے میں غلطی سے دو چار ہو گئے۔ وہ تو کہئے تیرھویں صدی کے ایک ''کودک نادان'' نے تیر مار لیا ورنہ کہا نہیں جا سکتا کہ اس غلطیٔ متواتر کا سلسلہ کہاں تک پہنچتا۔ اور غضب تو یہ ہے کہ یہ جاہل، نافہم اور ایک ''عظیم عقیدۂ ایمانیہ'' کی طرف کم التفات صرف صحابۂ کرام اور جمیع امت ہی کو نہیں قرار دیا بلکہ خود حضورِ اقدس ﷺ کی ذات والا تبار کو بھی ان خطابات کا نشانہ بنالیا ہے، اس لیے کہ سرکار رسالت ﷺ نے بھی یہی معنی سمجھا اور بتایا ہے۔ نانوتوی صاحب کے عہد حاضر کے تمام وکلاء، اگر حضور ﷺ پر سے یہ نانوتوی تشنیعیں اٹھانا چاہتے ہیں تو آئیں اور ایک حدیث صحیح سے (خواہ وہ خبرِ واحد ہی کیوں نہ ہو) ثبوت دیدیں کہ آیت کے یہ معنی جو ''کودک نادان'' نے گڑھے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے کہیں فرمائے ہیں؟ اور جب نہیں بتا سکتے اور یقیناً نہیں بتا سکتے، تو اقرار کریں کہ نانوتوی صاحب نے قرآنِ کریم کی اُس تفسیر کو، جو نبی کریم، صحابہ و تابعین اور جملہ امت سے متواتر ہے، مردود و باطل ٹھہرائی اور تفسیر بالرائے کی، نیز تمام امت بلکہ خود سرکارِ رسالت ﷺ کو جاہل و نافہم اور ضروریاتِ دین کی طرف کم التفات بتایا۔ مزید براں۔ جو معنی نبی کریم و صحابہ و امت نے بتائے، سمجھے، اور جسے حضور کی مدح میں شمار کیا، ان کے مراد ہونے پر اللہ عزوجل کی جانب ''زیادہ گوئی'' کا وہم، رسول اللہ ﷺ کی طرف ''نقصانِ قدر'' کا احتمال اور قرآنِ عظیم پر ''بے ربطی'' کا

الزام قائم کیا۔ اور جب وہ معنی یقیناً مراد ہیں اور مقام مدح میں مذکور ہیں تو پھر نانوتوی صاحب کے نزدیک، اللہ و رسول اور قرآنِ عظیم پر ان کے لگائے ہوئے سارے الزامات ثابت ہو گئے۔ ایسا لگتا ہے کہ کفر پر کفر بکنے کو نانوتوی صاحب نے ایمان سمجھ رکھا ہے۔ یہ مسئلہ بھی قابل غور ہے کہ نانوتوی صاحب نے یہ تو کہہ دیا کہ ''تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، مگر یہ نہیں سوچا کہ مقامِ مدح میں مذکور ہونے کے لیے وہی فضیلت ضروری نہیں جو بالذات ہو۔ خود انہی کے دھرم میں اگلے تمام انبیاء کی نبوت ''بالعرض'' ہے، کسی کی ''بالذات'' نہیں، جس پر ان کی یہ تحریر شاہد ہے۔

''بالجملہ رسول اللہ ﷺ وصف نبوت میں بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور انبیاء موصوف بالعرض۔''

(تحذیر الناس ص ۸)

باوجود اس کے قرآن عظیم میں جابجا، وصف نبوت سے ان کی مدح فرمائی گئی ہے۔ علاوہ ازیں جب ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' بمعنیٰ ''آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ'' کا ''مقامِ مدح'' میں ہونا ''ضروریاتِ دین'' سے ہے اور نانوتوی دھرم میں ''فضیلت بالذات'' نہ ہونے کے باعث یہ کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔ تو قطعاً ظاہر ہو گیا کہ نانوتوی صاحب نے ارشادِ الٰہی کو غلط مانا، یہ کفر ہوا کہ نہیں؟

اور آگے آیئے نانوتوی صاحب رقم طراز ہیں۔

''ہاں اگر خاتمیت بمعنی اوصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے جیسا اس ہیچمداں نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ کے اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افرادِ خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

(تحذیر الناس، ص ۲۵)

"تحذیر الناس" کے اوپر دیے گئے حوالے کے آخری جملہ (بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا) پر خاص توجہ چاہوں گا۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ جب بعد زمانہ اقدس کوئی نبی پیدا ہوگا تو حضور ﷺ سب کے آخری نبی نہ ہوں گے۔ اس لیے کہ حضور ﷺ کے بعد اور نبی ہوا۔ اور "خاتمیت زمانی" بقول "تحذیر الناس" (ص ۳) یہی تھی کہ "آپ سب میں آخری نبی ہیں" یہ تو بداہتہً گئی اور اس کے جاتے ہی وہ جو خاتمیت ذاتی گڑھی تھی وہ بھی فنا ہوگئی اس لیے کہ خود "تحذیر الناس" میں ہے کہ "ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے۔"

اور ظاہر ہے کہ لازم کے انتفاء سے ملزوم کا انتفاء ہو جاتا ہے۔ تو "ختم زمانی" اور "ختم ذاتی" سب ختم و فنا ہوگئے۔ صرف نانوتوی صاحب کی "بے معنی خاتمیت" کا ہوّا باقی رہا۔ اب یہ روشن ہو گیا کہ نانوتوی صاحب واضح طور پر "خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ" سے مطلقاً کفر کر بیٹھے ہیں۔ لطیفے کی بات تو یہ ہے کہ نانوتوی صاحب نے "تحذیر الناس" (ص ۱۰) پر "ختم زمانی" کی نسبت خود کو لکھا ہے کہ "اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔" اور پھر صفحہ ۲۵ تک پہنچتے پہنچتے "ختم ذاتی" اور "ختم زمانی" دونوں کا انکار کر دیا اور اپنے منہ آپ ہی کافر ہوگئے۔ "خاتمیت" کے باب میں نانوتوی صاحب کے قلم کی بدمستی کے دو ایک نمونے اور بھی ملاحظہ کرتے چلیے۔

تحذیر الناس صفحہ ۱۴ پر رقم طراز ہیں۔

"غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر

بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا
خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

آگے چل کر رقم طراز ہیں:

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔"

(تحذیر الناس، صفحہ ۲۵)

اس عبارت کا ابتدائی کچھ حصہ پہلے نقل کر چکا ہوں۔ اپنی اس عبارت میں لفظ "تجویز" استعمال کر کے نانوتوی صاحب نے واضح کر دیا ہے کہ جہاں جہاں انہوں نے بالفرض بالفرض کہا ہے اس سے "فرضِ اختراعی" مراد نہیں بلکہ فرض بمعنی "تجویز" ہے اور تجویز کا تعلق اختراعات سے نہیں ہوتا بلکہ جو چیز عقلاً ممکن ہو وہ ہی تجویز کی جا سکتی ہے۔

میری اس پوری تحریر کا منشا "تحذیر الناس" میں موجود تمام خرافات اور اس کی جملہ اہمال سرائیوں پر نقد و نظر نہیں، بلکہ معنی "خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ" میں جو معنوی تحریف کی گئی ہے۔ اس کے اجماعی معنی کا انکار کیا ہے اور اجماعی معنی مراد لینے کو جہلا کا خیال بتا کر تمام امت مسلمہ، بلکہ خود سرکارِ رسالت ﷺ کو جاہل، نافہم اور ایک عقیدہ ضروریہ سے کم التفات قرار دیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور خود اس کا ایک ایسا معنی بتایا ہے جس کے رو سے اگر بالفرض، بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے، جب بھی "خاتمیت محمدی" میں فرق نہ آئے۔ "خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ" کے اس جدید معنی سے امت مسلمہ کو تو کوئی فائدہ نہیں پہنچا لیکن امت قادیان نے خوب خوب فائدہ اٹھایا۔ ایسا لگتا ہے کہ نانوتوی صاحب نے اپنی نبوت کے لیے راہ ہموار کی تھی، مگر ذرا سستی کر گئے اور غلام احمد قادیانی نے بازی مار لی۔

آخر میں چلتے چلتے اس حقیقت کا بھی اظہار کرتا چلوں کہ میرے روبرو "تحذیر

الناس'' کا جدید ایڈیشن ہے جو قدیم ایڈیشنوں سے کچھ مختلف ہے۔ پرانے ایڈیشنوں میں تقریباً ہر جگہ ''ﷺ'' کی جگہ مہمل بے معنی لفظ ''صلعم'' موجود ہے۔ اس پر جب علمائے ملت اسلامیہ نے اعتراض شروع کیا نانوتوی صاحب کے وکیلوں نے اسے نئے ایڈیشن سے نکال کر اس کی جگہ ''ﷺ'' تحریر کر دیا۔ حالانکہ یہ وکلاء بھی خوب جانتے ہیں ''ﷺ'' کی جگہ ''صلعم'' لکھ کر نانوتوی صاحب جو محرومیاں اپنے ساتھ لے گئے ہیں، بعد والوں کی اصلاح سے ان میں کمی نہ ہوگی۔

یوں ہی زیرِ نظر ایڈیشن کے صفحہ ''۳'' اور صفحہ ''۱۴'' پر حاشیے بھی چڑھا دیے گئے ہیں۔ مگر اس حاشیہ نگاری کے باوجود بھی بات جہاں پر تھی وہیں پر رہ گئی۔ اور نانوتوی صاحب کے داغدار دامن کی صفائی نہ ہو سکی۔ بالکل واضح اور ظاہر المراد عبارتوں پر حاشیہ چڑھانا بتا رہا ہے کہ ان حواشی کا منشا حقائق پر پردہ ڈالنا ہے۔ اچھا آیئے ان حاشیہ آرائیوں کا بھی جائزہ لیتے چلیے۔ پہلے ''تحذیر الناس'' کی (صفحہ ۳۔۴) کی وہ عبارت نظر کے سامنے رکھ لیجیے جس کو میں نقل کر چکا ہوں۔

پہلا حاشیہ: ''اوّل معنی خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ''۔ الخ، پر ہے اور وہ یہ ہے۔

''یعنی آیت کریمہ میں جو آنحضرت ﷺ کو ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' فرمایا گیا ہے۔ اوّل اس کے معنی سمجھنے چاہئیں۔''

(حاشیہ نمبر ۱، صفحہ ۳)

دوسرا حاشیہ: ''سو عوام کے خیال'' الخ، پر ہے اور وہ یہ ہے۔

''یعنی عوام کا خیال تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ فقط اس معنی پر ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' ہیں کہ آپ سب سے آخری ہیں۔ یعنی یہ عوام کا خیال ہے، جس میں حضور ﷺ کی فضیلت کما حقہ کا اظہار نہیں ہوتا ہے۔

(حاشیہ نمبر ۲، صفحہ ۳)

تیسرا حاشیہ: ''مگر اہل فہم پر روشن'' الخ، پر ہے اور وہ یہ ہے۔

''عوام کے اس خیال کے مطابق یعنی محض تقدم و تاخر زمانی سے آنحضرت ﷺ کے لیے بالذات کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہوتی ہے حالانکہ منطوق قرآن بیانِ فضیلت کامل کے لیے ہے۔ لہٰذا ''خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ'' کے ایسے معنی لینے چاہئیں کہ جس سے پورے طور پر کامل واکمل فضیلت محمدی ﷺ ثابت ہو۔''

(حاشیہ ۳، صفحہ ۳)

چوتھا حاشیہ: ص ۱۳ پر ہے اور وہ یہ ہے۔

''یعنی اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی ''فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدیہ ﷺ میں فرق نہ آئے گا کیونکہ فخر عالم ﷺ خاتم فقط اس معنی پر نہیں کہ آپ سب سے پچھلے زمانہ کے نبی ہیں۔ (جیسا عوام کا خیال ہے) بلکہ جیسے آپ خاتم زمانی ہیں ویسے ہی آپ خاتم ذاتی اور خاتم رتبی نبی تھے یعنی جس قدر کمالات اور مراتب نبوت ہیں وہ سب آپ کی ذات ستودہ صفات پر ختم ہیں زمانہ نبوت بھی آپ پر ختم ہے، مکان نبوت بھی آپ پر ختم اور مراتب نبوت بھی آپ پر ختم ہیں۔''

(حاشیہ نمبر ۴، ص ۱۳)

ان حواشی میں پہلے حاشیہ کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ اصل کتاب ہی سے یہ مفہوم بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے۔ دوسرے حاشیہ میں لفظ ''فقط'' حاشیہ نگار نے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے۔ اصل عبارت کتاب میں نہ یہ موجود ہے اور نہ اس سے مفہوم۔ یوں ہی لفظ ''کما حقہ'' بھی حاشیہ نگار ہی کا اضافہ ہے، اس کے باوجود بھی بات نہ بنی اس لیے کہ

اعتراض یہی تو ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی نے ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' کے اجماعی معنیٰ کو عوام و جہاں کا خیال ٹھہرا کر غلط بتایا ہے اور منکر اجماع امت ہو گئے ہیں۔ نیز تمام صحابہ و تابعین اور جمیع علمائے امت، یہاں تک کہ خود ذات رسول کریم ﷺ کو عوام کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ سلف و خلف کے عقیدے سے ہٹ کر ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' بمعنی ''آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ'' ہونے میں آپ کی شایان شان فضیلت سے انکار کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ یہ اعتراضات اس دوسری حاشیہ نگاری کے بعد بھی اصل کتاب پر بدستور قائم رہتے ہیں۔ بلکہ یہ حاشیہ بھی ان اعتراضات کے پورے نشانے پر ہے۔

اب تیسرا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے۔ اصل کتاب میں جو ''بالذات کچھ فضیلت نہیں'' کا فقرہ ہے، حاشیہ میں اس کا ترجمہ حاشیہ نگار نے یہ کیا ہے کہ ''بالذات کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہوتی''

غور فرمائیے: ''کچھ فضیلت نہیں'' اور ''کوئی خاص فضیلت نہیں'' کا فقرہ ہے حاشیہ میں اس کا ترجمہ حاشیہ نگار نے یہ کیا ہے کہ'' بالذات کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہوتی،، غور فرمائیے: ''کچھ فضیلت نہیں'' اور ''کوئی خاص فضیلت نہیں'' کیا ان دونوں کا ایک ہی مطلب ہے؟ کیا دونوں کا دو مفہوم نہیں ہے؟ کیا پہلے فقرے میں ''بالذات فضیلت'' کا بالکل انکار اور دوسرے فقرے میں در پردہ دبے لفظوں میں ''بالذات فضیلت'' کا بہت نہیں تو کچھ ہی سہی، خاص نہیں تو عام ہی سہی، اقرار ہے کہ نہیں؟ اس کے سوا اس حاشیہ پر یہ اعتراض بھی وارد ہوتا ہے کہ اس پر امت کا اجماع ہے کہ ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' بمعنی ''آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ'' میں رسول کریم ﷺ کے لیے بڑی فضیلت ہے۔

الغرض یہ وصف، رسول کریم ﷺ کے اعلیٰ فضائل اور جلیل القدر کمالات سے ہے تو اب اس وصف میں کامل فضیلت کا انکار اجماع امت کا انکار ہوا کہ نہیں؟

اب آئیے چوتھا حاشیہ بھی دیکھ لیجیے: اس حاشیہ میں بریکٹ کے درمیان جو جملہ ہے وہ بھی حاشیہ نگار ہی کا ہے۔ یہ حاشیہ بھی عجیب وغریب ہے جو اپنے دامن میں فریب کاریوں کا ایک طوفان لیے ہوئے ہے۔ غور کیجیے۔ اصل کتاب کی عبارت تو یہ ہے کہ:

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔''

(ص ۲۵)

اور حاشیہ میں اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ:

''بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔''

(ص ۱۳، برحاشیہ)

غور فرمائیے کیا تعلق ہے اس حاشیہ کا، اُس اصل سے؟ اصل میں تو ''بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو'' کی بات ہے۔ لیکن حاشیہ میں ''بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی فرض کیا جائے'' کا ذکر ہے۔ آخر کون سی لغت ہے جس میں ''پیدا ہو'' کا ترجمہ ''فرض کیا جائے'' تحریر ہے۔ پیدا ہونا اور ہے اور فرض کیا جانا اور۔ دونوں کے اثرات ونتائج بالکل الگ الگ ہیں۔ مثلاً اگر بالفرض، حاشیہ نگار صاحب کے گھر میں کوئی بچہ پیدا ہو تو وہ صاحب اولاد کہلائیں گے۔ لیکن اگر بالفرض، ان کے گھر میں کوئی بچہ فرض کیا جائے، تو وہ لاولد کے لاولد ہی رہیں گے۔

المختصر اگر بالفرض، بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو یقیناً ''خاتمیت محمدی'' کے اجماعی معنی پر زبردست اثر پڑے گا۔ قارئین کرام اصل کتاب اور حاشیہ کی عبارتوں پر جس قدر غور کریں گے، حاشیہ نگار کے دجل وفریب کا دامن تار تار ہوتا جائے گا۔ اب اسی حاشیہ کی اس کے بعد کی عبارت ملاحظہ کیجیے۔ اس میں بھی لفظ ''فقط'' کا بیجا اضافہ ہے۔

باایں ہمہ۔کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے۔ اس لیے کہ فخر دو عالم ﷺ کا اس معنی میں ''خاتم'' ہونا کہ آپ سب سے پچھلے زمانہ کے نبی ہیں، یہ عوام کا خیال نہیں ہے بلکہ یہی رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ یہی صحابہ وتابعین کا عقیدہ ہے، اور یہی ساری امت مسلمہ کا نظریہ ہے۔ لہٰذا اس کو عوام کا خیال ٹھہرانا، اس کو غیر صحیح سمجھنا، ان عظیم بارگاہوں کی زبردست توہین ہے اور لفظ ''خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'' کے اجماعی معنی کا انکار ہے۔ ظاہر ہے کہ اس جرأت کے بعد کوئی کچھ بھی ہو، مگر مسلمان نہیں ہوسکتا۔ حاشیہ میں یہ کہنا کہ آپ ''خاتم زمانی'' بھی ہیں ''خاتم ذاتی'' بھی اور ''خاتم رتبی'' بھی بحث کو ایک دوسرا رخ دینا ہے۔ سوال یہ نہیں ہے کہ آپ کیا کیا ہیں۔ بلکہ سوال صرف اتنا ہے کہ ارشادِ الٰہی میں لفظ ''خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'' کا معنی مراد کیا ہے۔ تو اجماع امت کی طرف سے اس کا جواب ہے کہ اس لفظ قرآنی کا معنی مراد ''آخِرُ الْاَنْبِيَاءِ'' ہے۔ یعنی حضور ﷺ زمانہ کے لحاظ سے آخری نبی ہیں۔ لہٰذا آپ کے عہد میں یا آپ کے بعد کسی نئے نبی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ مگر ''صاحب تحذیر الناس'' کا کہنا یہ ہے کہ حضور ﷺ ایسے معنی میں ''خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'' ہیں کہ ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی ''خاتمیت محمدی'' میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

غور کیجیے کہ اب اگر ''صاحب تحذیر الناس'' ''خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'' کا معنی یہ بھی لیتے کہ حضور ﷺ ''خاتم زمانی'' بھی ہیں، تو ہرگز یہ دعویٰ نہ کرتے کہ اگر بالفرض آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جب بھی آپ کی خاتمیت میں فرق نہ آئے گا۔ ''خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'' کے معنی مراد میں ''خاتمیت زمانی'' کو شامل کر لینے کے بعد مذکورہ بالا دعویٰ کی توقع کسی پاگل سے بھی نہیں کی جاسکتی، چہ جائیکہ ایک جماعت کے ''قاسم العلوم والخیرات'' سے کی جائے۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ ''خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'' کا معنی مراد تو وہی ہے جس کی طرف ہمارے ''قاسم العلوم صاحب'' نے ارشاد کیا ہے، یعنی ''خاتمیت ذاتی''، مگر ''خاتمیت

زمانی و مکانی'' اس کو لازم ہے، جیسا کہ خود نانوتوی صاحب نے کہا ہے ''ختم نبوت بمعنی معروض کو ختم زمانی لازم ہے۔'' (ص ۸)

تو میں عرض کروں گا مذکورہ بالا دعویٰ کے بعد نانوتوی صاحب رسول کریم ﷺ کی ''ختم زمانی'' اور اپنی گھڑی ہوئی ''ختم ذاتی'' دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے، جیسا کہ میں اس کی طرف مفصل اشارہ کرچکا ہوں۔ المختصر نانوتوی صاحب کے داغدار دامن کو صاف کرنے کے لیے بصورت حاشیہ جو کوشش کی گئی ہے، وہ صرف یہی نہیں کہ بے سود ہے بلکہ مجرمانہ ذہنیت کی پیداوار ہے۔

بحمدہٖ تعالیٰ تمام منازل تحقیقات کو طے کرتا ہوا اب میں وہاں آگیا ہوں جہاں سے مولوی قاسم نانوتوی، دارالعلوم دیوبند، کی ضیافت طبع کے لیے، فتاوی دار العلوم دیوبند، سے ایک تحفہ نکال کر انہیں پیش کروں۔ وہ تو چلے گئے جہاں جانا تھا، شاید کہ ان کے روحانی وارثین کا اس تحفے سے کچھ بھلا ہو جائے۔ ''امداد المفتین'' فتاوی دار العلوم دیوبند، جلد اوّل، صفحہ ۸ پر لکھا ہوا ہے۔

''دراصل ملحد و زندیق، اصطلاح میں وہ لوگ ہیں جو بظاہر تو اصولِ اسلام قرآن و حدیث کے ماننے کے مدعی ہوں اور مسلمان ہونے کا دعوی رکھتے ہوں مگر نصوص شرعیہ میں تحریفات کر کے ان کے ظواہر کے خلاف اور جمہور سلف کے خلاف نئے نئے معنی تراشتے ہوں۔''

پہلے ثابت کیا جاچکا ہے کہ ''صاحب تحذیر الناس'' نے ارشادِ ربانی ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' کا جو معنی بتایا ہے وہ خود ان کے اعتراف کی روشنی میں ان کی اپنی ایجاد ہے۔ جو ظاہر ارشادِ ربانی اور جمہور سلف کے خلاف ہے۔ اب شکل اوّل تیار کر لیجیے۔ مولوی قاسم نانوتوی نے نص شرعی (یعنی ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ '' کے معنی) میں تحریف کی اور اس (لفظ

''خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'') کا ظاہر اور جمہور سلف کے خلاف معنی تراشا۔ اور جو ایسا کرے وہ ملحد و زندیق ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی قاسم نانوتوی ملحد و زندیق ہے۔

مذکورہ بالا قیاس کا ''صغریٰ'' میں پہلے ثابت کر چکا ہوں اور ''کبریٰ'' فتاوی دار العلوم دیو بند سے ثابت ہے، تو اب جو اس کا لازمی نتیجہ ہے اس سے انکار کی گنجائش ہی کب رہ جاتی ہے۔

آخر میں دو مبارک تحریریں حصولِ برکت کے لیے نقل کیے دے رہا ہوں۔ یہ مقدس تحریریں، گنبد خضریٰ کے انوار و تجلیات کے سائے میں صفحہ قرطاس پر منتقل کی گئی ہیں۔ پہلی تحریر، محقق المعی، مدقق لوذعی، حضرت مولانا سید شریف برزنجی (مفتی الشافعیہ، بالمدینۃ المنورۃ) کی ہے۔ اور دوسری تحریر، فاضل شہیر، حضرت مولانا شیخ محمد عزیز الوزیر مالکی، مغربی، اندلسی، مدنی، تونسی کی ہے۔

﴿۱﴾

وَ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ مِنْ اَوَّلِ الْاُمَّةِ اِلٰی اٰخِرِھَا بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ عَلٰی اَنَّ نَبِیَّنَا مُحَمَّدًا ﷺ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَ اٰخِرُھُمْ لَایَجُوْزُ فِیْ زَمَانِہٖ وَ لَابَعْدَہٗ نُبُوَّۃٌ جَدِیْدَۃٌ لِاَحَدٍ مِنَ الْبَشَرِ وَ اِنَّ مَنِ ادَّعٰی ذٰلِکَ فَقَدْ کَفَرَ وَاَمَّا الْفِرْقَۃُ الْمُسَمَّاۃُ بِالْاَمِیْرِیَّۃِ وَ الْفِرْقَۃُ الْمُسَمَّاۃُ بِالْقَاسِمِیَّۃِ وَ قَوْلُھُمْ لَوْ فُرِضَ فِیْ زَمَنِہٖ ﷺ بَلْ لَوْ حَدَثَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ جَدِیْدٌ لَمْ یُخِلَّ ذٰلِکَ بِخَاتَمِیَّتِہٖ. الخ فَھُوَ قَوْلٌ صَرِیْحٌ فِیْ تَجْوِیْزِ نُبُوَّۃٍ جَدِیْدَۃٍ لِاَحَدٍ بَعْدَہٗ وَ لَاشَکَّ اَنَّ مَنْ جَوَّزَ ذٰلِکَ فَھُوَ کَافِرٌ بِاِجْمَاعِ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ وَ ھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ

وَ عَلَيْهِمْ وَ عَلٰى مَنْ رَضِيَ بِمَقَالَتِهِمْ تِلْكَ اِنْ لَمْ يَتُوْبُوْا غَضَبُ اللّٰهِ وَ لَعْنَتُهٗ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

(حسام الحرمین، ص ۲۱۶، ۲۱۸)

''اور تمام امت اسلام کا، اوّل سے آخر تک اجماع ہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ سب انبیاء کے خاتم اور سب پیغمبروں سے پچھلے ہیں۔ نہ ان کے زمانہ میں کسی شخص کے لیے نئی نبوت ممکن اور نہ ان کے بعد۔ اور جو اس کا ادعاء کرے، وہ بلا شبہ کافر ہے۔ اور رہے، امیر احمد، نذیر احمد اور قاسم نانوتوی کے فرقے اور ان کا کہنا، کہ اگر حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں کوئی نبی فرض کیا جائے بلکہ حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو، تو اس سے ''خاتمیت محمدیہ'' میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ الخ تو اس قول سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ نبی ﷺ کے بعد کسی کو ''نبوت جدیدہ'' ملنی جائز مان رہے ہیں۔ اور کچھ شک نہیں جو اسے جائز مانے، وہ باجماع علمائے امت، کافر ہے۔ اور اللہ کے نزدیک زیاں کار۔ اور ان لوگوں پر، اور جو ان کی اس بات پر راضی ہو، اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے قیامت تک، اگر تائب نہ ہو۔''

﴿۲﴾

وَ كَذَالِكَ مَنِ ادَّعٰى نُبُوَّةَ اَحَدٍ مَعَ نَبِيِّنَا ﷺ اَوْ بَعْدَهٗ اَوِ ادَّعَى النُّبُوَّةَ لِنَفْسِهٖ اَوْ جَوَّزَ اكْتِسَابَهَا قَالَ خَلِيْلٌ اَوْ ادَّعٰى شِرْكًا مَعَ نُبُوَّتِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَوْ بَعْدَهٗ اَوْ جَوَّزَ اِكْتِسَابَهَا وَ كَذَالِكَ مَنِ ادَّعٰى اَنَّهٗ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَ اِنْ لَمْ يَدَّعِ النُّبُوَّةَ قَالَ فَهُمُ الْكُفَّارُ مُكَذِّبُوْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ

لِاَنَّہٗ اَخْبَرَ اَنَّہٗ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَ اَجْمَعَتِ الْاُمَّۃُ عَلٰی اَنَّ ھٰذَا الْکَلَامَ عَلٰی ظَاھِرِہٖ وَ اَنَّ مَفْھُوْمَہُ الْمُرَادُ مِنْہُ دُوْنَ تَاوِیْلٍ وَ لَاتَخْصِیْصٍ فَلَا شَکَّ فِیْ کُفْرِ ھٰؤُلَاءِ الطَّوَائِفِ کُلِّھَا قَطْعًا اِجْمَاعًا سَمْعًا. (حسام الحرمین، ص:۲۳۲)

"ایسے ہی جو نبی ﷺ کے زمانہ میں، یا حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا ادعاء کرے، یا اپنی نبوت کا دعوی کرے، یا کہے نبوت کسب سے مل سکتی ہے۔ علامہ خلیل نے فرمایا، جو حضور ﷺ کی نبوت میں کسی کو شریک مانے یا حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی جانے یا کہے نبوت کسی عمل سے حاصل ہو سکتی ہے، اور ایسے ہی جو اپنی طرف وحی آنے کا دعوی کرے، اگرچہ نبوت کا مدعی نہ ہو، فرمایا کہ یہ سب کے سب کافر ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ اس لیے کہ حضور نے خبر دی ہے کہ وہ سب پیغمبروں کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور یہ کہ وہ تمام جہاں کے لیے بھیجے گئے۔ اور تمام امت نے اجماع کیا کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہے۔ اور اس سے جو سمجھا جاتا ہے وہی مراد ہے۔ نہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔ تو ان سب طائفوں کے کفر میں اصلاً شک نہیں، یقین کی رُو سے، اجماع کی رُو سے، اور قرآن و حدیث کے رُو سے۔

اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم نے ختم نبوت کے حوالے سے چالیس احادیث کا عربی متن مع ترجمہ و مشکل الفاظ کے معانی اور حدیث نمبر ۴۰ کو شاندار شرح کے ساتھ نقل کر دیا ہے۔ وگرنہ کتب احادیث میں ختم نبوت سے متعلق کثیر احادیث موجود ہیں۔ نیز آقا کریم ﷺ کا یہ فرمان بھی پیش نظر ہے:

مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا مِّنْ اَمْرِ دِیْنِھَا بَعَثَہُ اللّٰہُ فَقِیْھًا وَّ کُنْتُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شَافِعًا وَّ شَھِیْدًا.

(شعب الایمان باب فی طلب العلم، فصل فی فضل العلم وشرفہ، دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان، ۱/۲۷۵)

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری امت کے لیے امورِ دین سے متعلق چالیس احادیث محفوظ کر لے تو بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ اسے فقہاء میں سے اٹھائے گا اور میں اس کے لیے شفاعت کرنے والا اور گواہ ہوں گا۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

باب سوم

آقا کریم ﷺ کے خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ ہونے پر صحابۂ کرام کا اجماع

قرآن و سنّت کے بعد شرعی معاملات میں اہم ترین حیثیت صحابۂ کرام کے اجماع کی ہے۔ یہ بات تمام معتبر تاریخی واقعات سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعوی کیا اور جن لوگوں نے ان کے دعوئ نبوت کو تسلیم کیا، اُن سب کے خلاف صحابۂ کرام نے بالاتفاق جنگ کی تھی۔

اِس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ مُسَیلمہ کذّاب کا واقعہ قابلِ ذکر ہے۔ یہ شخص نبی ﷺ کی نبوت کا منکر نہ تھا بلکہ اس کا دعوی یہ تھا کہ اُسے حضور ﷺ کے ساتھ نبوت میں شریک بنایا گیا ہے۔ اُس نے حضور ﷺ کی وفات سے پہلے جو خط آپ ﷺ کو لکھا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں:

مِنْ مُسَیْلِمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ الیٰ مُحَمّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَلامٌ عَلَیْکَ فَاِنِّیْ اُشْرِکْتُ فِی الْاَمْرِ مَعَکَ.

(طبری، جلد دوم، ص ۳۹۹، طبع مصر)

مُسَیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف آپ پر سلام ہو۔ (آپ کو معلوم ہو کہ) میں آپ کے ساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا ہوں۔

علاوہ ازیں طبری نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ مُسیلمہ کے ہاں جو اذان دی جاتی تھی اس میں اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ کے الفاظ بھی کہے جاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی نبوت کے اس صریح اقرار کے باوجود اسے کافر اور خارج از ملّت قرار دیا گیا اور اس سے جنگ کی گئی۔ تاریخی حوالوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ بنو حنیفہ نیک نیتی کے ساتھ اُس پر ایمان لائے تھے اور انہیں واقعی اس غلط فہمی میں ڈالا گیا تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کو خود اپنی رسالت میں شریک کیا ہے۔ قرآن کی آیات کو اُن کے سامنے مُسیلمہ پر نازل شدہ آیات کی حیثیت سے ایک ایسا شخص پیش کرتا تھا جو مدینۂ طیّبہ سے قرآن کی تعلیم حاصل کر کے گیا تھا (البدایہ والنہایہ لابن کثیر، جلد ۵، ص ۵۱)۔ اس کے باوجود صحابۂ کرام نے ان کو مسلمان تسلیم نہیں کیا اور ان پر فوج کشی کی۔ یہ کہنے کی قطعی گنجائش نہیں کہ صحابہ نے ان کے خلاف ارتداد کی بنا پر نہیں بلکہ بغاوت کے جرم میں جنگ کی تھی۔ اسلامی قانون کی رُو سے باغی مسلمانوں کے خلاف اگر جنگ کی نوبت آئے تو ان کے اسیرانِ جنگ غلام نہیں بنائے جاسکتے۔ بلکہ مسلمان تو درکنار، ذمی بھی اگر باغی ہوں تو گرفتار ہونے کے بعد ان کو غلام بنانا جائز نہیں ہے۔ لیکن مُسیلمہ اور اس کے پیروکاروں پر جب چڑھائی کی گئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان فرمایا کہ اُن کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جائے گا۔ اور جب وہ لوگ اسیر ہوئے تو فی الواقع ان کو غلام بنایا گیا، مسیلمہ کذاب کے متبعین میں سے ایک لونڈی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصے میں آئی جس کے بطن سے تاریخِ اسلام کی مشہور شخصیت محمد بن حنفیہ نے جنم لیا (البدایہ والنہایہ، جلد ۶، ص ۳۱۶، ۳۲۵)۔ مذکورہ بحث سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جس جرم کی بنا پر ان سے جنگ کی تھی وہ جرم بغاوت نہ تھا بلکہ ایک شخص کا حضرت محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا اور دوسرے لوگوں کا اس کی نبوت پر ایمان لانا تھا۔ یہ کارروائی حضور ﷺ کی وفات کے فوراً

بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں تھی صحابہ کرام ﷺ کی پوری جماعت کے اتفاق سے ہوئی تھی۔ اجماعِ صحابہ کی اس سے صریح مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔

فقہاء ومحدثین اور عقیدۂ ختمِ نبوت

قارئین محترم! اس بات پر اُمت مسلمہ کا اجماع ہے کہ ہمارے نبی ﷺ آخری نبی ہیں۔ یہ عقیدہ قرآن مجید کی صریح آیات اور احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ آئندہ سطور میں ہم اکابر ائمہ وفقہاء کے مسئلہ ختم نبوت کے بارے ارشادات نقل کر رہے ہیں:

امام اعظم کا فتویٰ

۱ : امام الموفق بن احمد المکی لکھتے ہیں، کہ امام الائمہ کاشف الغمہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کسی کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور کہا کہ مجھے مہلت دو تا کہ اپنی نبوت پر دلائل پیش کروں امام اعظم نے فرمایا: مَنْ طَلَبَ مِنْهُ عَلَامَةً فَقَدْ كَفَرَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ لَانَبِيَّ بَعْدِيْ حضور کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے جو شخص اس جھوٹے سے کوئی دلیل طلب کرے گا وہ بھی کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے لَانَبِيَّ بَعْدِيْ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(مناقب امام اعظم للموفق الباب السابع من طلب علامۃ من المتنبی فقد کفر ۱:۱۶۱)

۲ امام طحاوی (۲۳۹ھ ـ ۳۲۱ھ) علمائے ثلاثہ کا عقیدہ اپنی کتاب ”عقیدۂ سلفیہ“ میں سلف صالحین“ اور خصوصاً امام ابوحنیفہ“ امام ابو

یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے عقائد بیان کرتے ہوئے نبوت کے بارے میں یہ عقیدہ تحریر فرماتے ہیں: "اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے برگزیدہ بندے" چنے ہوئے نبی اور پسندیدہ رسول ہیں اور وہ خاتم الانبیاءؑ" امام الاتقیا، سید المرسلین اور حبیبِ ربّ العالمین ہیں" اور ان کے بعد نبوت کا ہر دعوی گمراہی اور خواہش نفس کی پیروی ہے۔"

(شرح الطحاویہ فی العقیدہ السّلفیہ، دار المعارف مصر، صفحات ۱۵، ۸۷، ۹۶، ۹۷، ۱۰۰، ۱۰۲)

امام غزالی کا ارشاد:

۳ : امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہمیں اجماع امت اور مختلف قرائن سے یہ معلوم ہوا ہے کہ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا ہے اور خاتم النبیین سے مراد بھی مطلق انبیاء ہیں" الغرض ہمیں یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ ان لفظوں میں کسی قسم کی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے اور جو شخص اس حدیث میں تاویل یا تخصیص کرے وہ اجماع امت کا منکر ہے۔

(الاقتصاد فی الاعتقاد (مترجم) ص ۱۶۳، ۱۶۴، مطبوعہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور)

ملا علی قاری حنفی کا فرمان:

۴ : ملاّ علی قاری (متوفی ۱۰۱۶ھ) شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں: "ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعوی کرنا بالاجماع کفر ہے" (ص ۲۰۲)

نیز ملا علی قاری حنفی نے لکھا کہ ان مدعیان نبوت کو ان کے کفر کی وجہ سے قتل کیا گیا ہے۔

(شرح الشفاء ج ۲ ص ۵۳۴)

قاضی عیاض مالکی کا فیصلہ:

۵ : قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی (متوفی ۵۴۴ھ) لکھتے ہیں:

اس طرح ہم اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جو ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ یا آپ کے بعد کسی کی نبوت کا دعوی کرے (الی قولہ) اسی طرح ہم اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو یہ دعویٰ کرے کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے خواہ وہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے پس یہ سب لوگ کافر ہیں اور نبی ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں، کیونکہ نبی ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ آپ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا اور آپ ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنایا گیا ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اس کا ظاہر مفہوم مراد ہے اور اس کلام میں کوئی تاویل یا تخصیص نہیں ہے، اوران لوگوں کا کفر قطعی اجماعی اور سماعی ہے۔

(الشفاء ج ۲ ص ۲۳۸۔۲۳۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت،)

نیز قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں:

عبدالملک بن مروان الحارث نے نبوت کے دعوی دار ایک شخص کو قتل کردیا اور اس کو سولی پر لٹکا دیا اور متعدد خلفاء اور بادشاہوں نے اسی طرح مدعیان نبوت کو قتل کیا اور اس زمانہ کے علماء نے ان کے اس اقدام کو صحیح قرار دیا۔

(الشفاء ج ۲ ص ۲۴۵، دار الفکر بیروت،)

امام ابن جریر کی شاندار تفسیر:

٦ : علامہ ابن جریر طبری (٢٢٤ھ۔٣١٠ھ) آیت کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اَلَّذِیْ خَتَمَ النُّبُوَّةَ فَطُبِعَ فَلَا تُفْتَحُ لِاَحَدٍ بَعْدَهٗ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَةِ۔ ’’جس نے نبوت کو ختم کردیا اور اس پر مُہر لگادی، اب قیامت تک یہ دروازہ کسی کے لیے نہیں کھلے گا‘‘

(تفسیر ابن جریر، جلد٢٢، صفحہ١٢)

علامہ خفاجی کا ارشادِ گرامی:

٧ : علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی نے شرح شفاء میں لکھا ہے کہ مدّعیان نبوت نے نبی ﷺ کے اس ارشاد کی تکذیب کی کہ آپ خاتم الرسل ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

(نسیم الریاض ج٦ ص٣٩٤ بیروت)

علامہ ابن حزم کا قول:

٨ : علامہ ابن حزم اندلسی (٣٨٤ھ۔٤٥٦ھ) لکھتے ہیں: ’’یقیناً وحی کا سلسلہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی نہیں ہوتی مگر ایک نبی کی طرف، اور اللہ عزوجل فرما چکا ہے کہ محمد ﷺ نہیں ہیں تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ، مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔‘‘

(المحلی، ج١، ص٢٦)

علامہ غرناطی کا فتویٰ حقانی:

٩ : علامہ ابو الحیان محمد بن یوسف غرناطی متوفی ٧٥٤ھ لکھتے ہیں:

جس کا یہ مذہب ہے کہ نبوت کسبی ہے اور ہمیشہ جاری رہے گی یا جس کا یہ مذہب ہے کہ ولی نبی سے افضل ہے وہ زندیق ہے اور اس کا قتل کرنا واجب ہے، اور بہت سے لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ان کو لوگوں نے قتل کر دیا۔ اور ہمارے زمانہ میں مالقہ (اندلس کا شہر) کے فقراء میں سے ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کو سلطان ابن الاحمر بادشاہ اندلس نے قتل کر دیا اور اس کو سولی پر لٹکا دیا۔

(البحر المحیط ج ۸ص ۴۸۵، دار الفکر بیروت، ۱۴۱۲ھ)

علامہ شہرستانی کی حق بیانی:

۱۰ : علامہ شہرستانی (متوفی ۵۴۸ھ) اپنی کتاب الملل والنحل میں لکھتے ہیں: ''اور اسی طرح جو کہے کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہے (بجز عیسیٰ علیہ السلام کے) تو اس کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کے درمیان بھی اختلاف نہیں ہے۔''

(الملل والنحل جلد۳، ص ۲۴۹)

دورِ عالمگیری کے اکابر علماء کا فتویٰ:

۱۱ : فتاویٰ عالمگیری، جسے بارھویں صدی ہجری میں اورنگ زیب عالمگیر کے حکم سے ہندوستان کے بہت سے اکابر علماء نے مرتب کیا تھا، اس میں لکھا ہے: ''اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور اگر وہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا میں پیغمبر ہوں تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔''

(جلد ۲، ص ۲۶۳)

علامہ شربینی کا فرمان:

۱۲ : علامہ محمد الشربینی الشافعی لکھتے ہیں:

''جو شخص ہمارے نبی ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت کی تصدیق کرے وہ کافر ہے۔''

(مغنی المحتاج ج ۴ ص ۱۳۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۳۵۲ھ)

علامہ ابن قدامہ کا قولِ فیصل:

۱۳ : علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی (متوفی ۶۲۰ ھ) لکھتے ہیں:

جس شخص نے نبوت کا دعوی کیا یا جس شخص نے کسی مدعی نبوت کی تصدیق کی وہ مرتد ہو گیا، کیونکہ جب مسیلمہ نے دعوئ نبوت کیا اور اس کی قوم نے اس کی تصدیق کی تو وہ سب اس کی تصدیق کرنے کی وجہ سے مرتد ہو گئے، اسی طرح طلیحہ الاسدی اور اس کے مصدقین بھی مرتد ہو گئے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس کذاب نکلیں گے اور ان میں سے ہر ایک یہ دعوی کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

(المغنی ج ۹ ص ۳۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت،)

حاصل کلام:

حاصل کلام یہ ہے ہندوستان سے لے کر مراکش اور ترکی سے لے کر یمن تک اکابر علماء وفقہاء اور محدثین ومفسرین کا ہر دور میں اس بات پر اجماع رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد قیامت تک کسی قسم کا کوئی نبی دنیا میں نہیں آسکتا جو شخص بھی آپ کے بعد نبوت کا دعوی کرتا ہے وہ اپنے دعوی میں جھوٹا ہے جیسا کہ مذکورہ تصریحات سے ثابت ہے یہی نہیں بلکہ اِن تحریروں سے یہ بات بھی قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ پہلی صدی سے آج

تک پوری دنیائے اسلام متفقہ طور پر ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ '' کے معنیٰ ''آخری نبی'' ہی سمجھتی رہی ہے، حضور ﷺ کے بعد نبوت کے دروازے کو ہمیشہ کے لیے بند تسلیم کرنا ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ رہا ہے، اور اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا کہ جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور جو اُس دعوے کو مانے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

اب مذکورہ عبارات کی روشنی میں غور وفکر کرنا آپ کی اپنی ذمہ داری ہے کہ لفظ خاتم النبیین کا جو مفہوم لغت سے ثابت ہے، جو قرآن کی عبارت کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے جس کی تصریح نبی ﷺ نے خود فرمادی ہے، جس پر صحابۂ کرام کا اِجماع ہے اور جسے صحابۂ کرام کے زمانے سے لے کر آج تک دنیا کے تمام مسلمان بلا اختلاف مانتے رہے ہیں، اگر کوئی شخص اس کے خلاف کوئی دوسرا مفہوم لے اور کسی نئے مدعی کے لیے نبوت کا دروازہ کھولے اور ایسے لوگوں کو مسلمان تسلیم کرے جنھوں نے بابِ نبوت کے مفتوح ہونے کا محض خیال ہی ظاہر نہیں کیا بلکہ اس دروازے سے ایک ناپاک شخص نے حریمِ نبوت میں داخل ہونے کی ناپاک جسارت بھی کی اور کچھ لوگ اس کے دھوکہ اور فراڈ سے متاثر ہوکر اس کی جھوٹی نبوت پر ایمان لے آئے آیا ایسا ملعون شخص اور اس کے ماننے والے مسلمان رہتے ہیں یا دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتے ہیں؟ یقیناً غور وفکر کے بعد جواب آئے گا کہ جو شخص آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوگا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ ، میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ،یعنی آخر الانبیاء کہ نبوت آپ پر ختم ہوگئی آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پاچکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔

حضور کا آخرالانبیاء ہونا قطعی ہے نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث جو حد تواتر تک پہنچی ہیں ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔

(مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ)

آقا کریم ﷺ کی ختمِ نبوت کے سلسلہ میں عقلی دلائل

جب حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت جملہ اقوام عالم کے لیے اور قیامت تک کے لیے ہے، جب حضور پر نازل شدہ کتاب بغیر کسی تحریف کے جوں کی توں ہمارے پاس موجود ہے، جب سرور عالم ﷺ کی سنت مبارکہ اپنی جملہ تفصیلات کے ساتھ اس کتاب کی تشریح و توضیح کر رہی ہے، جب شریعت اسلامیہ روز اوّل کی طرح آج بھی انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں ہماری راہنمائی کر رہی ہے۔ جب قرآن کریم کی یہ آیت: اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ آج بھی پوری آب و تاب کے ساتھ دین کے مکمل ہونے کا اعلان کر رہی ہے، تو پھر کسی اور نبی کی بعثت کا کیا فائدہ ہے اور اس سے کس مقصد کی تکمیل مطلوب ہے؟ آفتاب محمدی طلوع ہو چکا۔ کائنات کا گوشہ گوشہ اس کی نورانی کرنوں سے روشن ہو رہا ہے۔ تو پھر دن کے اجالے میں کسی چراغ کو روشن کرنا قطعاً قرین دانشمندی نہیں ہے۔

مزید غور فرمائیے۔ نبی کی آمد کوئی معمولی واقعہ نہیں ہوتا کہ نبی آیا، جس نے چاہا

مان لیا اور جس نے چاہا انکار کر دیا اور بات ختم ہو گئی بلکہ نبی کی بعثت کے بعد کفر اور اسلام کی کسوٹی نبی کی ذات بن کر رہ جاتی ہے۔ کوئی کتنا نیک، پاک باز، پارسا اور عالم باعمل ہو، اگر وہ کسی سچے نبی کو تسلیم نہیں کرے گا تو اس کا نام مسلمانوں کی فہرست سے خارج کر دیا جائے گا۔ اور کفار و منکرین کے زمرہ میں اس کا نام درج کر دیا جائے گا اور یہ کوئی معمول واقعہ نہیں۔

اب ذرا عملی دنیا میں مرزا کی آمد کا جائزہ لیجیے:

مسلمانوں کی تعداد کم سے کم اعداد و شمار کے مطابق پچاس کروڑ سے زائد ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں۔ تمام انبیاء جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے، ان کی نبوت اور صداقت کا اقرار کرتے ہیں۔ قیامت کی آمد کے قائل ہیں۔ عملی طور پر غافل و کاہل سہی، لیکن احکامِ خداوندی اور ارشادات نبوی کے برحق ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ ضروریاتِ دین میں سے ہر چیز پر ان کا ایمان ہے اور اس اُمت میں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں ایسے بندگان خدا بھی ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں جو شریعت پر پوری طرح کار بند، عبادات کے سختی سے پابند رہے ہیں ان کے اخلاص وللّٰہیت پر فرشتے رشک کرتے ہیں اور ان کے کارہائے نمایاں پر خود ان کا خالق راضی ہے۔

اسی پاک اُمت میں آکر مرزا نے نبوت کا دعوی کر دیا۔ اس کے دعوی سے پہلے تو یہ سارے کے سارے مسلمان تھے۔ چلو بعض میں عملی کوتاہیاں ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن کم از کم نعمتِ ایمان سے تو وہ بہرہ وَر تھے۔ اب حقیقتِ حال یہ ہے کہ پچاس سالہ کوششوں کے باوجود چند لاکھ کی نفری نے مرزا جی کو نبی مانا اور باقی پچاس کروڑ نے ان کو دجال اور کذاب قرار دیا۔ نبی کو ماننا اسلام ہے اور انکار کفر ہے مرزا نے اپنا ناپاک قدم جب دنیائے اسلام میں رکھا تو یہ بہار آئی کہ سارے کے سارے مرتد قرار پائے۔ صرف

گنتی کے چند آدمی مسلمان باقی رہے۔ ان میں بھی غالب اکثریت بلیک مارکیٹ کرنے والوں، رشوت لینے والوں، اقربا نوازی اور مرزائیت پروری کی قربان گاہ پر لاکھوں حقداروں کے حقوق بھینٹ چڑھانے والوں کی ہے۔ ان میں اکثر بے نماز، داڑھی منڈے اور آوارہ مزاج لوگ ہیں۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ دنیائے اسلام کے لیے عملی طور پر مرزا کی آمد برکت کا باعث بنی یا نحوست کا؟

اللہ تعالیٰ کی حکمت اس کو پسند نہیں کرتی کہ مرزا کو سچا نبی بنا کر بھیجا جائے کہ اسلام کے سارے ہرے بھرے پیڑ اپنے خوبصورت سایوں، میٹھے پھلوں، رنگین اور مہکتے ہوئے پھولوں سمیت اُکھاڑ کر پھینک دیے جائیں اور چند خاردار جھاڑیوں کے جھرمٹ پر ''گلشنِ اسلام'' کا بورڈ آویزاں کر دیا جائے۔ متقیوں، پرہیزگاروں، عالموں اور عاشقوں کی جماعت پر کفر کا فتویٰ لگا دیا جائے اور چند زاغ صفت طالع آزما افراد کو مسلمان ہونے کا سرٹیفیکٹ دے دیا جائے۔

مرزا کے اُمتی بڑی ڈینگیں مارتے ہیں کہ ہم دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام پہنچا رہے ہیں ہماری کوششوں سے یورپ میں اتنی مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اتنے لوگوں کو ہم نے کلمہ پڑھایا۔

گزارش ہے تم تو مرزا کو اس لیے نبی کہتے ہو کہ اس نے چند کافروں کو کلمہ پڑھایا۔ ہم اولیاء کرام کے زمرہ سے آپ کو ایسے ایسے مبلغ دکھاتے ہیں جنہوں نے ہزاروں لاکھوں کفار کو کفر کی ظلمتوں سے نکال کر ہدایت کی شاہراہ پر گامزن کر دیا۔ خواجۂ خواجگان سلطان الہند معین الحق والدین خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لاکھوں مشرکوں کے زنار توڑے اور ان کی پیشانیوں کو بارگاہِ رب العزت میں شرف سجود بخشا۔ داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کفرستان میں راوی کے کنارے پر توحید کا جو پرچم گاڑا تھا، وہ آج بھی لہرا رہا ہے اور لاکھوں لوگوں کو خوابِ غفلت سے جگا رہا ہے۔ مشائخِ

چشت اور دیگر اولیاء کرام نے اسلام کی جو تبلیغ کی اور جو فرشتہ صفت مرید بنائے ان کے مقابلہ میں ساری اُمتِ مرزائیہ کی تبلیغی کوششوں کی نسبت سمندر اور قطرہ کی بھی نہیں۔ ان کارہائے نمایاں کے باوجود ان حضرات نے نہ نبوت کا دعوی کیا، نہ مہدیت کا، نہ مسیحیت کا، نہ ظلی نبی ہونے کا، نہ بروزی کا، بلکہ اپنے آپ کو غلامانِ مصطفیٰ ہی کہا اور اسی کو اپنے لیے باعثِ صد افتخار اور موجبِ سعادتِ دارین سمجھا۔

مرزا قادیانی کو اپنی نبوت تک پہنچنے کے لیے بہت دور کا چکر کاٹنا پڑا۔ آخر کار مرزا کی کمندِ فکر یہاں آ کر رُکی کہ یہ تو احادیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ بن مریم آئیں گے، میں کیوں نہ اپنے آپ کو مسیح موعود کہنا شروع کر دوں تا کہ مجھے لوگ مسیح مان لیں لیکن اس میں مشکل یہ پیش آئی کہ حضرت مسیح تو زندہ ہیں، ان کی زندگی میں میں مسیح کیسے بن سکتا ہوں؟ خیال آیا کہ پہلے مسیح کو وفات یافتہ ثابت کرو جب وہ متوفی قرار پا گئے تو پھر میرے لیے میدان صاف ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے اپنا سارا زور وفاتِ مسیح علیہ السلام ثابت کرنے پر لگا دیا۔

بیشک رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ جن احادیث میں نزولِ مسیح کے متعلق تشریح کی گئی ہے، وہ اس کثرت سے مروی ہیں کہ معنوی طور پر وہ درجہ تو اتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ آیئے آپ بھی ان احادیث کی جھلک ملاحظہ کیجیے۔ تا کہ آپ کو پتہ چل جائے کہ نبی برحق نے کوئی مبہم پیش گوئی نہیں کی۔ کسی ایسے مسیح کی آمد کی اطلاع نہیں دی جس کی پہچان نہ ہو سکے اور جس شاطر کا جی چاہے وہ آنے والا مسیح بن بیٹھے، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو اس کا نام بتایا۔ اس کی والدہ کا نام بتایا، اس کے لقب سے خبردار کیا، اس وقت اور مقام کی نشاندہی کی جس وقت اور جس مقام پر وہ نزول فرمائے گا۔ جو کارہائے نمایاں وہ انجام دے گا، ان کی تفصیل بیان فرمادی اور اس کے مدفن کا بھی تعین فرمادیا اور اس کا

حلیہ بھی بیان کردیا۔ اب اگر وہ احادیث صحیح ہیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی خبر دی گئی ہے، تو ان تفصیلات کو بھی من وعن صحیح اور سچ تسلیم کرنا پڑے گا جو ان کے متعلق بتائی گئی ہیں اور اگر کوئی شخص ان تفصیلات کو ماننے سے انکار کردے تو پھر اسے ان تمام احادیث کو بھی ساقط الاعتبار قرار دینا پڑے گا جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ تحقیق اور انصاف کا یہ کیسا معیار ہے کہ ایک روایت کی مفید مطلب آدھی بات تو مان لی جائے اور اسی روایت کی دیگر تفصیلات کو نظر انداز کردیا جائے۔ بقول شاعر:

دورنگی چھوڑ یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

باب چہارم

تحریکِ ختمِ نبوت 1953ء کی روئداد

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو جب مملکت پاکستان قائم ہوگئی تو مسلمانوں کو اس مسئلہ سے بے چینی ہوئی کہ قادیانی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مان کر دائرہ اسلام سے نکل چکے ہیں اور وہ خود بھی اہلِ اسلام کو کافر کہتے ہیں، ان کا اس ملک میں بہ حیثیت مسلمان رہنا اور اس مملکت کے کلیدی عہدوں پر فائز رہنا کس طرح جائز ہے! پاکستان کے ہر طبقہ اور ہر مکتب فکر کا متفقہ مطالبہ تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اور مرتد قرار دیا جائے، چنانچہ ۱۹۵۳ء میں پاکستان کے تمام علماء کی طرف سے اس سلسلہ میں زبردست تحریک چلائی گئی۔

مولانا محمد صدیق ہزاروی مجاہد تحریکِ ختمِ نبوت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

"برکت علی اسلامیہ ہال لاہور میں آل مسلم پارٹیز کنونشن منعقد ہوا۔ اس کنونشن نے اس وقت کے دارالخلافہ کراچی کے مرکزی کنونشن کے لیے مندوبین منتخب کیے۔ ۲۰۔۲۱ جنوری ۱۹۵۳ء کو کراچی میں مرکزی کنونشن منعقد ہوا، جس میں یہ مطالبات مرتب کیے گئے:

(۱) وزیرِ خارجہ سر ظفر اللہ کو برخاست کیا جائے۔

(۲) قادیانیوں کو کافر اقلیت قرار دیا جائے۔

(۳) قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے الگ کیا جائے۔

تحریکِ ختمِ نبوت میں آپ نے مثالی کردار ادا کیا۔ آپ کو اس تحریک میں خصوصیت حاصل تھی، وہ یہ کہ آپ اسمبلی کے ممبر تھے۔ نیز تحریکِ پاکستان میں کام کرنے کی وجہ سے مسلم لیگی کارکنوں سے آپ کے گہرے تعلقات تھے۔

مجلسِ عمل تحفظِ ختمِ نبوت نے کراچی میں کنونشن کیا تو اس کے تیرہ نمائندوں میں آپ کا نام بھی تھا، لیکن آپ کو اس میں شامل نہ کیا گیا، کیونکہ انہیں آپ کی تیزئ طبع کی وجہ سے خطرہ تھا کہ وقت سے پہلے تصادم نہ ہو جائے۔

جب تحریک تیز ہوئی اور مجلس عمل کے نمائندے خواجہ ناظم الدین سے کراچی میں ملاقات کرنے گئے تو مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۵۳ء کو انہیں گرفتار کرلیا گیا۔

گرفتاری اور پھانسی:

آپ کا پروگرام تھا کہ قصور سے بس کے ذریعے اسمبلی گیٹ تک پہنچ جائیں اور اسمبلی میں تقریر کر کے ممبرانِ اسمبلی کو تحریک کے بارے میں مکمل تفصیلات سے آگاہ کردیں، لیکن قصور میں آپ جن لوگوں کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے، انہوں نے غداری کرتے ہوئے ملٹری کو بتادیا، آپ صبح کی نماز کی تیاری کرہی رہے تھے کہ اپنے ایک کارکن مولوی محمد بشیر مجاہد کے ہمراہ گرفتار کر لیے گئے۔

قصور سے گرفتار کر کے آپ کو لاہور شاہی قلعہ لایا گیا، بیانات لینے کے بعد ۱۶ اپریل کو آپ جیل منتقل کر دیئے گئے اور آپ کو چارج شیٹ دے دی گئی۔ ملٹری کورٹ میں کیس چلا، جو ۱۷ اپریل کو شروع ہوا اور مئی تک چلتا رہا۔

۷ مئی کی صبح سپیشل ملٹری کورٹ کا ایک آفیسر اور ایک کیپٹن آپ کو بلا کر ایک کمرے میں لے گئے جہاں قتل کے نو اور ملزم بھی تھے، مگر آپ پر ڈی ایس پی فردوس شاہ

کے قتل کا کیس ثابت نہ ہوسکا اور آپ کو بری کردیا گیا۔

دوسرا کیس بغاوت کا تھا جس میں آپ کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا جو اس طرح تھا:

You will be hanged by neck till uou are dead.

''تمہاری گردن پھانسی کے پھندے میں اس وقت تک لٹکائی جائے گی، جب تک تمہاری موت نہ واقع ہو جائے۔''

اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا:

Is that all? I was prepared to take more than that. If I would have got one hundred thousan lives, I would have laid down those lives for the cause of Holy Prophet Mohammad may the peace Glory of God be Upon him.

یہی کچھ سزا لائے ہو، اگر میرے پاس ایک لاکھ جانیں ہوتیں، تو میں ان سب کو محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پر قربان کردیتا۔

۱۴ مئی کو آپ کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کردی گئی اور پھر مئی ۱۹۵۵ء کو آپ کو باعزت طور پر بری کردیا گیا۔

(تعارف علماء اہل سنت ص ۱۵۷، ۱۶۴ ملخصا مکتبہ قادریہ لاہور،)

تحریکِ ختمِ نبوت (۱۹۵۳ء) میں آپ کراچی میں مولانا عبد الحامد بدایونی (م ۲۰ جولائی ۱۳۹۰ھ) اور دیگر علماء کے ساتھ تحریک میں شریک ہوئے۔ آرام باغ میں جمعہ کے دن تحریک کا آغاز ہوا، تو علامہ نورانی پیش پیش تھے۔ گرفتاری کے لیے رضا کاروں کی تیاری کے علاوہ دیگر ضروری انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

کراچی میں آل پاکستان مسلم پارٹیز کے پہلے اجلاس کے بعد آئندہ اجلاس کے انتظامات کے لیے گیارہ ممبروں پر مشتمل جو بورڈ بنایا گیا، آپ اس کے ممبر تھے۔

۱۹۶۹ء میں پاکستان آنے کے بعد آپ نے سب سے پہلا بیان قادیانیوں ہی کے بارے میں جاری کیا تھا۔آپ نے یحییٰ خان (اس وقت کا صدر) کو مخاطب کرتے ہوئے صاف کہا تھا کہ تمہارا قادیانی مشیر ایم ایم احمد پاکستان کی معیشت کو تباہ کر رہا ہے جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل سکتا ہے۔

(تعارف علماءِ اہل سنت ص ۳۸۔۳۹۔، مکتبہ قادریہ لاہور)

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

تحریکِ ختمِ نبوت 1974ء کی روئداد

تحریکِ ختمِ نبوت (۱۹۷۴ء) میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی خاطر قومی اسمبلی میں حزبِ اختلاف کی طرف سے جو قرارداد ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو پیش کی گئی، اس کا سہرا علامہ شاہ احمد نورانی کے سر ہے، اس قرارداد پر حزبِ اختلاف کے بائیس افراد (جن کی تعداد بعد میں ۳۷ ہوگئی) نے دستخط کیے، البتہ دیوبندی علماء میں سے مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم نے اس قرارداد پر دستخط نہیں کیے۔ اس تحریک میں آپ کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کمیٹی کا ممبر بھی منتخب کیا گیا اور آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ دونوں کمیٹیوں کے اجلاسوں میں شرکت کی۔

اس تحریک میں تین ماہ کے دوران آپ نے صرف پنجاب کے علاقے میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ ڈیڑھ سو شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں عام جلسوں سے خطاب کرنے کے علاوہ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔

(تعارف علماء اہل سنت ص ۳۹، مکتبہ قادریہ لاہور)

سید محمد حفیظ قیصر لکھتے ہیں:

پیپلز پارٹی کے جے رحیم اور شیخ رشید نے بہت ہنگامہ کیا مگر وزیر اعظم بھٹو، مولانا شاہ احمد نورانی سے مکالمے کے دوران اپنے منشور کے اس جملے کی بناء پر شکست کھا چکے تھے کہ ''اسلام ہمارا دین ہے۔'' اب بھٹو کا موقف یہ تھا کہ اسلام کی بات ہے لہٰذا پیپلز پارٹی اس کی مخالفت نہیں کرے گی۔ آخر مولانا شاہ احمد نورانی کا سچا عشق رسول جیت گیا

اور مرزا ناصر قومی اسمبلی میں 120 سوالات میں لاجواب ہو کر شکست سے دو چار ہوا۔
مرزائیت کو اپنے انجام تک پہنچانے والی جو تاریخی قرارداد 30 جون 1974ء کو پیش کی گئی اس کا متن یہ تھا:

☆ چونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت محمد ﷺ کے بعد جو اللہ کے آخری نبی ہیں نبوت کا دعوی کیا۔

☆ چونکہ اس کا جھوٹا دعوی نبوت قرآن کریم کی بعض آیات میں تحریف کی سازش اور جہاد کو ساقط کر دینے کی کوشش، اسلام سے بغاوت کے مترادف ہے۔

☆ چونکہ مسلم امہ کا اس بات پر کامل اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیرو کار خواہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہوں یا اسے کسی اور شکل میں اپنا مذہبی پیشوا یا مصلح مانتے ہوں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

☆ چونکہ اس کے پیرو کار خواہ انھیں کسی نام سے پکارا جاتا ہو وہ دھوکا دہی سے مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ بن کر اور اس طرح ان سے گھل مل کر اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی کارروائیوں میں مصروف ہیں۔

☆ چونکہ مسلمانوں کی تنظیموں کی ایک کانفرنس جو 6 تا 10 اپریل 1974ء مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے زیرِ اہتمام منعقد ہوئی۔ جس میں دنیا بھر کی 114 اسلامی تنظیموں اور انجمنوں نے شرکت کی اس میں مکمل اتفاق رائے سے یہ فیصلہ صادر کر دیا گیا کہ قادیانیت جس کے پیرو کار دھوکا دہی سے اپنے آپ کو اسلام کا ایک فرقہ کہتے ہیں، دراصل اس فرقہ کا مقصد اسلام اور مسلم دنیا کے خلاف تخریبی کارروائیاں کرنا ہے۔

اس لیے اب یہ اسمبلی اعلان کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیرو کار خواہ انھیں لاہوری، قادیانی یا کسی نام سے بھی پکارا جائے مسلمان نہیں ہیں اور یہ کہ اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تاکہ اس اعلان کو دستور میں ضروری ترامیم کے ذریعے عملی جامہ پہنایا جاسکے۔

7 ستمبر 1974ء کو وہ گھڑی آن پہنچی جس کا انتظار 1901ء سے مسلم امہ کو تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق ﷛ نے جس طرح مسیلمہ کذاب کو اس کے انجام سے دوچار کیا تھا۔ آج انہیں کی اولاد شاہ احمد نورانی صدیقی کی قرارداد کے مطابق حکومت نے باضابطہ طور پر قادیانی گروہ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا اور یوں امت مسلمہ کا خواب ۷۳ سال کے بعد حقیقت میں ڈھل گیا۔

(ایک عالم ایک سیاست دان ص ۳۵ تا ۳۷۔ نورانی پرنٹنگ انڈسٹری کراچی،

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

باب پنجم

جھوٹے مدعیانِ نبوت

اس باب میں ہم ان جھوٹے مدعیانِ نبوت کا تعارف پیش کریں گے، جنہوں نے آقا کریم ﷺ کی زندگی میں یا آپ ﷺ کے ظاہری وصال شریف کے فوری بعد دعویٰ نبوت کیا اور مسلمانوں کی دل آزاری کا باعث بنے، ہر دور میں مسلمانوں کا یہ اجتماعی عقیدہ رہا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی بھی صورت میں (ظلّی، حقیقی، تشریعی، بروزی) اس دنیا میں نہیں آ سکتا۔ جس کی وضاحت قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ ... الیٰ آخرہٖ کررہی ہے، اوراس کی مزید وضاحت آقا کریم ﷺ کا یہ فرمان لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ ... کررہا ہے۔ مذکورہ بالا لوگ جنہوں نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا، ان کے نام یہ ہیں:

(۱) اسود عنسی (۲) طلیحہ بن خویلد اسدی

(۳) مسیلمہ کذاب (۴) سجاح بنت حارث تمیمیہ

اوران کے حالات آنے والے صفحات پر ہم بالترتیب بیان کریں گے۔

اسود عنسی : (المتوفّٰی :۶۳۲ء)

اگرچہ اس کذاب مدعی نبوت کی سرکوبی تو نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے حکم پر ہوئی تھی لیکن مدینہ میں خبر اس وقت پہنچی جب حضور ﷺ دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت شروع ہو چکا تھا، اس لیے عام طور پر اس کا ذکر بھی خلافتِ ابوبکر کے دور کے اہم واقعات میں کیا جاتا ہے، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو

خلیفہ بننے کے بعد جو پہلی خوشخبری ملی اور جس بات سے آپ کو قدرے سکون ہوا وہ اسود عنسی کے قتل ہی کی خبر تھی، جس پر آپ نے اہل یمن کو بہت مبارک باد دی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس کامیابی پر بے حد مسرت کا اظہار فرمایا۔

۱۰ھ میں جب حضور ﷺ حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ پہنچے تو آپ کی طبیعت مبارک کچھ علیل ہوگئی، منافقوں نے آپ کی علالت کی خبر ایسے انداز میں پھیلائی کہ بہت سے ضعیف الایمان مسلمان دولت اسلام سے محروم ہو گئے، انہی بدنصیبوں میں سے اسود عنسی بھی تھا جو نہ صرف دین اسلام سے منحرف ہوا بلکہ منصب نبوت پر ڈاکہ زنی کر کے خود ہی نبوت کا دعوی کر بیٹھا۔ یہ شخص یمن کے ایک دیہات کہف غار میں پیدا ہوا، وہیں پلا بڑھا، اس کا اصل نام "عَیْہَلَہ" تھا، بالکل سیاہ ہونے کی وجہ سے اس کو "اسود" کہا جانے لگا، اس کے قبیلہ کا نام عنس تھا جس کی وجہ سے "عنسی" کہلاتا تھا، جب اکثر اہل یمن مسلمان ہو گئے، یمن اور اس کے قرب و جوار پر اسلامی حکومت قائم ہو گئی، اس وقت اسود عنسی نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ لیکن حضور ﷺ کی علالت کی خبر پاتے ہی مرتد ہو گیا اور نبوت کا دعوی کرنے لگا، اس کو شیریں کلامی، تحمل اور عاجزی و انکساری میں کمال حاصل تھا، اس لیے لوگ آسانی سے اس کے گرد جمع ہو جاتے تھے، اس کے علاوہ یہ کمال کا شعبدہ باز نجومی بھی تھا علم نجوم اس زمانہ میں بڑا کمال سمجھا جاتا تھا، لوگ اسی کمال کی وجہ سے اسود سے عقیدت و محبت بھی رکھتے تھے، وہ ہر وقت عمامہ باندھے رہتا اور اس پر ایک چادر ڈال لیا کرتا تھا، اس لیے لوگ اسے "ذوالخمار" (اوڑھنی والا) بھی کہتے ہیں، اس کو "ذوالحمار" (گدھے والا) بھی کہا جاتا تھا، کیونکہ اس کے پاس ایک گدھا تھا جس کو اس نے خاص طریقہ سے سدھایا ہوا تھا، یہ گدھا ہی اصل میں اس کی تحریک نبوت کا معاون و مددگار تھا، ویسے بھی جھوٹے نبیوں کے مددگار گدھے ہی ہوتے ہیں جو بظاہر صورت و شکل میں انسان نظر آتے ہیں۔

گدھے کے کرتب دکھا کر گدھا بنانا:

اسود عنسی لوگوں کو اپنے گدھے کے کرتب دکھا کر ان کی دولت ایمان کو لوٹتا تھا، وہ اپنے گدھے کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو وہ سجدہ کیا کرتا، اس کے اشاروں پر وہ کبھی دو پیروں پر کھڑا ہو جاتا تھا، کبھی ناچنے لگتا، اور بہت سے گدھے نما انسان اس کی حرکتوں پر عاشق ہو کر اس کے مالک کو اپنا نبی اور آقا مان کر اس کے اشاروں پر ناچنے لگتے۔ یمن کے ایک صوبہ نجران کے لوگوں کو جب اسود عنسی کے دعوائے نبوت کی خبر ہوئی تو انہوں نے اس کو اپنے یہاں بلایا اور اس سے اس کا حال معلوم کیا، اس نے اپنی شیریں کلامی سے ایک بڑی جماعت کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ جب ان لوگوں نے اس سے دلیل نبوت طلب کی تو اسود نے اپنے گدھے کے کرتب دکھانا شروع کر دیئے اور سب کو گدھا بنا لیا، یہاں تک کہ یمن کے مشہور قبیلہ ''مذحج'' نے بھی اس نئی تحریک کو قبول کر لیا، اور اب دن بدن اس کے گدھوں میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا، اسود نے قرآن کریم کے مقابلہ پر کچھ عربی عبارتیں بھی گھڑ لیں اور انہیں آسمانی صحیفہ کہہ کر اپنے ماننے والوں کو سنایا، اس کتابچہ کو گدھوں کی یہ جماعت ''برہان مقدس'' کہا کرتی تھی، یہ بالکل مرزا غلام احمد قادیانی کی ''براہین احمدیہ'' کی طرح شیطانی وحی اور الہامات کا مجموعہ تھی۔

اسود عنسی کا عروج وزوال:

اسود عنسی اپنے چند گدھوں (ماننے والوں) کو دیکھ کر خود فریبی میں مبتلا ہو گیا اور اب وہ جھوٹی تحریک نبوت کے ساتھ حکومت وسلطنت پر بھی قابض ہونے کی تدبیریں کرنے لگا، اس نے نجران میں پوری محنت اور کوشش سے کام کیا اور اہل نجران کی حمایت حاصل کرنے کے بعد اسلامی حکومت کے مقرر کردہ حکام میں سے حضرت عمرو بن حزم اور خالد بن سعید رضی اللہ عنہما کو معزول کر کے خود حکومت پر قابض ہونے میں کامیاب ہو گیا،

یہ دونوں حضرات نجران سے نکل کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسود عنسی کے بارے میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں مکمل رپورٹ پیش کردی۔

ادھر اسود کی قوت بڑھنے لگی، اس کی ہمت مزید بلند ہوئی تو اس نے صنعاء کا رُخ کیا، جہاں حضور ﷺ کے مقرر کردہ والی ''شہر باذان'' تھے، انہوں نے اسود کا مقابلہ کیا لیکن انہیں شکست ہوئی، ''شہر باذان'' کو شہید کردیا گیا، اب اسود کی فتوحات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہونے لگا، یہاں تک کہ چند ہی دنوں میں وہ پورے یمن پر قابض ہوگیا اور وہاں اسلامی حکومت ایک مرتبہ پھر ختم ہوگئی، اور اکثر اہل یمن اسود کے خوف اور فریب کی وجہ سے مرتد ہوکر اس کی جماعت میں شامل ہونے لگے۔ اب اسود پورے یمن کا مالک، نبی اور ہیرو سمجھا جانے لگا، اس کی شعبدہ بازی کے چرچے ہر طرف ہونے لگے۔

لیکن جتنی جلدی اس کذاب کو عروج ملا، اتنی ہی جلدی اس کے زوال کے اسباب بھی پیدا ہونے لگے اور رسی ڈھیلی کرنے والے خدا نے اس کی رسی کو بہت جلد کھینچ لیا، تختِ حکومت پر قابض ہوتے ہی اس کا مزاج تبدیل ہوگیا، اب اس میں شیریں کلامی اور عاجزی و انکساری باقی نہ رہی، بلکہ اس میں تلخ کلامی اور فرعونیت پیدا ہوگئی، جس کی وجہ سے لوگ اس سے متنفر ہونے لگے، یہاں تک کہ اس کا مشیر خاص اور وزیر قیس بن عبد یغوث اس کا دشمن ہوگیا، شاہ حبشہ کا بھانجا فیروز دیلمی پہلے ہی اسود کا دشمن تھا کیونکہ شہر باذان جن کو اسود شہید کرچکا تھا، فیروز دیلمی کی بہن کا شوہر تھا، اور اسود نے شہر باذان کو قتل کرکے فیروز دیلمی کی بہن کو اپنے قبضہ میں کیا ہوا تھا، فیروز اسود سے اپنی بہن کو نجات دلانے کی فکر میں تھا، ادھر جب نبی کریم ﷺ کو حالات کا علم ہوا تو آپ نے یمن کے مسلمانوں کو ایک فرمان جاری کیا جس میں اسود عنسی کی سرکوبی اور اس کو قتل کردینے کا حکم تھا، یہی باتیں مجموعی طور پر اسود کی تباہی کا سبب بنیں۔

یمن کے راسخ العقیدہ مسلمانوں نے رازدارانہ طور پر اسود کے خلاف تحریک شروع کردی جو چند دنوں میں منظم ہوگئی، صنعاء و نجران کے مسلمان اسود سے جہاد کے لیے تیار ہو گئے، تحریک کا قائد حشنش دیلمی مقرر ہوا، اسی دوران مسلمانوں کو اسود اور قیس بن عبد یغوث کے اختلافات کا پتہ چلا تو تھوڑی سی کوشش اور تدبیروں سے قیس بھی تحریک کا حامی ہوگیا، فیروز دیلمی کو جب اس تحریک کا علم ہوا تو وہ بھی اپنے تمام وسائل کے ساتھ اس میں شامل ہو گئے، تحریک اپنا کام کرتی رہی، بات زیادہ دن چھپی نہ رہی، اسود کو اپنے مخالفین کا پتہ چل گیا، وہ برسر اقتدار تھا ابھی اس کے پاس قوت تھی، لہٰذا اس نے تحریک کے قائدین، قیس، فیروز اور حشنش کو گرفتار کر کے اپنے دربار میں بلایا اور ان سے کہا کہ:

"مجھے مرے فرشتہ نے خبر دی ہے کہ تم مجھے قتل کر کے میری حکومت پر قبضہ کرنا چاہتے ہو، لہٰذا میں نے تمہیں قتل کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔"

لیکن ان تینوں نے اس انداز سے اپنی وفاداری کا اظہار کیا کہ اسود کو ان کی بات پر یقین آ گیا، اور جھوٹا نبی اپنے فرشتہ کو بھی جھوٹا سمجھ بیٹھا، سچ ہے جب خدا دین لیتا ہے تو عقل بھی لے لیتا ہے، غرض کہ یہ تینوں آزاد ہو کر پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

اسود کا قتل:

مجاہدین ختم نبوت کا اصل مقصد تو ختم نبوت کے ڈاکو کو ختم کرنا اور مسلمانوں کو اس کے فتنہ سے نجات دلانا تھا، لہٰذا مجاہدین نے اسود سے بجائے جنگ کرنے کے، اس کو کسی کامیاب تدبیر سے قتل کر دینے کا فیصلہ کیا اور طے پایا کہ یہ کام فیروز کی بہن سے ہی کرایا جائے جو پہلے ہی اسود کے قبضہ میں ہے، لہٰذا کسی تدبیر سے فیروز کی بہن آزاد سے رابطہ قائم کیا گیا، انہیں سب پروگرام بتایا گیا، انہوں نے اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا، لیکن اسود کی قوت اور زبردست حفاظتی تدابیر کے سبب یہ کام آسان نہ تھا، مگر محبوبِ خدا

کی ناموس پر ڈاکہ ڈالنے والے کی تباہی کا خدائی فیصلہ ہو چکا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے محافظین ختم نبوت کے لیے یہ کام آسان کر دیا اور ایک دن فیروز دیلمی موقع پا کر اسود کے محل میں پہنچ گئے، اور وہ اپنی بہن سے پروگرام کی تفصیل اور اس کو عملی جامہ پہنانے کی تدبیروں پر گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک اسود آ پہنچا، وہ فیروز کو یہاں پا کر آگ بگولا ہو گیا، طیش میں آ کر ان سے بدکلامی کرنے لگا، ادھر فیروز کی ایمانی قوت جوش میں آئی، انہوں نے تلوار کے اس طرح پے در پے وار کیے کہ اسود اپنے مددگاروں کو بھی نہ بلا سکا، اللہ اور اس کے رسول کا دشمن اسی وقت ڈھیر ہو گیا، مرتے وقت اسود کے منہ سے خرخر کی آواز اتنے زور سے آ رہی تھی کہ کمرے سے باہر پہرے داروں نے اس کو سنا، وہ اندر آنا چاہتے تھے کہ آزاد نے انہیں یہ کہہ کر روک دیا کہ گھبرانے والی کوئی خاص بات نہیں ہے یہ ہمارے نبی پر وحی آ رہی ہے، پہرے دار مطمئن ہو کر واپس چلے گئے، رات ہی کو فیروز نے اپنی کامیابی کی خبر اپنے ساتھیوں کو دے دی، حشنش اور قیس بھی محل میں آ گئے، اور فیصلہ ہوا کہ صبح ہوتے ہی اس کذاب کی موت کا اعلان کر دیا جائے، حشنش نے صبح کی اذان ایسے وقت دی جب لوگ نماز فجر کے لیے جمع ہو چکے تھے آپ نے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ کے بعد کہا اَشْهَدُ اَنَّ عَيْهَلَةَ كَذَّابٌ لوگوں نے یہ جملہ سنا تو انہیں بہت حیرت ہوئی، اسی وقت اسود کا سر ان کے سامنے پھینک دیا گیا، یہ دیکھتے ہی مسلمان خوش ہو کر نعرۂ تکبیر بلند کرنے لگے، لیکن اسود کے چیلوں نے مسلمانوں سے لڑنا، قتل و غارت کرنا اور گھروں کو لوٹنا شروع کر دیا، مسلمانوں نے ان کا مقابلہ پوری طرح کیا اور ختم نبوت کے ڈاکوؤں کو کچل کر رکھ دیا بالآخر اسود کا نام لینے والا کوئی باقی نہ رہا۔

مدینہ میں خبر:

اسود عنسی کی سرکوبی کے بعد مسلمانوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو

اپنا حاکم مقرر کرلیا اور اسود کے قتل کی خوشخبری سنانے کے لیے ایک قاصد مدینہ روانہ کردیا گیا، لیکن اللہ کے رسول ﷺ کو پہلے ہی بذریعہ وحی یہ خبر دے دی گئی تھی اور آپ صحابہ کو یہ خوش خبری سنا چکے تھے کہ اسود مارا گیا ہے، اس موقع پر صحابہ نے آپ سے یہ بھی معلوم کیا کہ اسود کو کس نے قتل کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھنے والے مسلمان فیروز دیلمی نے، مگر جب اسود کے قتل کی خوشخبری لے کر صنعاء کا قاصد مدینہ پہنچا تو اللہ کے رسول ﷺ دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت شروع ہو چکا تھا، جب آپ نے صنعاء کے قاصد سے یہ خبر سنی تو فرط جذبات اور نبی کریم ﷺ کی غیب دانی کے احساس سے بے اختیار آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، جب مدینہ میں اسود کے قتل کی خبر پھیلی تو حضور ﷺ کے وصال کے بعد پہلی مرتبہ صحابہ کے چہروں پر خوشی، ہونٹوں پر مسکراہٹ نظر آئی اور انہوں نے اپنے نبی کے دشمن کی موت پر سکون کا سانس لیا، ! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسلمانانِ یمن کو مبارک باد دی اور ان کے اس کارنامہ کو امتِ مسلمہ کی عظیم فتح قرار دیا۔

حوالہ جات:

☆ فتوح البلدان، ص ۱۶۲ تا ۱۶۵، حصہ اوّل، نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
☆ تاریخ ابن خلدون، ص ۳۹۸ تا ۴۱۱، ج ۲، دار احیاء التراث العربی
☆ مقالاتِ قادری، ص ۲۲۴ تا ۲۳۴ برکاتی پبلشرز کراچی،
☆ نبوت کے جھوٹے دعویدار، کتابیات پبلی کیشنز کراچی، ج ۱، ص ۸ تا ۵۳
☆ الکامل لابن اثیر، جلد اوّل، ص ۳۳۶ تا ۳۴۲، دار صادر بیروت
☆ تاریخ طبری، ص ۲۱۳ تا ۲۲۷، الجزء الثالث، دار القلم بیروت لبنان

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

طلیحہ بن خویلد اسدی

طلیحہ بن خویلد نے رسولِ اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں دعوی نبوت کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تائب ہوکر آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

طلیحہ قبیلہ بنواسد سے تعلق رکھتا تھا جو خیبر کے قرب وجوار میں آباد تھے، فتح خیبر کے بعد طلیحہ بھی اپنے قبیلہ کے دوسرے لوگوں کے ساتھ مسلمان ہوگیا تھا، جب اس نے نبی کریم ﷺ کی شان وعظمت دیکھی تو اس کے دل میں بھی یہ بلند مقام حاصل کرنے کا وَسوسہ پیدا ہوا، اس نے سوچا کہ نبوت بھی دنیا کے دوسرے مناصب کی طرح ایک منصب اور اقتدار کی ایک صورت ہے کہ جو شخص چاہے اس کو حاصل کرلے لہٰذا وہ اس منصب کو حاصل کرنے کے لیے دولتِ ایمان لٹا کر نبوت کا دعوی کر بیٹھا، اس نے مقام ''سمیرا'' کو اپنا مرکز بنایا اور سب سے پہلے اپنے قبیلہ کے سامنے اپنا دعوائے نبوت پیش کیا، انہوں نے سوچا کہ ہم ایک اسدی نبی کے ہوتے ہوئے قریشی نبی کے امتی کیوں بنیں؟

قبیلہ پرستی کی سوچ نے ان لوگوں کو دولت ایمان سے محروم کردیا اور وہ سب کے سب طلیحہ کو اپنا نبی ماننے لگے، اور اس کو ایک خاص منظّم جماعت مل گئی جن کے ذریعہ اس کی تحریک کا دائرہ وسیع ہونے لگا اور بنواسد سے متعلق دیگر افراد اور ان کے حلیف قبیلے بھی اس تنظیم میں شریک ہوکر شیطان کا آلہ کار بن گئے۔

طلیحہ کی شیطانی شریعت:

اپنی جھوٹی نبوت کا لوگوں پر اثر ڈالنے کے لیے طلیحہ نے اپنی شریعت مرتب کی، قرآن کریم کی آیتوں میں تغیر وتبدل کر کے اس نے مرزا قادیانی کی کتاب ''براہین

احمدیہ" کی طرح اپنا ایک شیطانی کتابچہ مرتب کیا، عبادت کے طریقوں اور دیگر شرعی احکام کو مسخ کر کے اپنی قوم کے سامنے پیش کیا، اس کی شریعت کے مطابق نماز میں رکوع اور سجدے کی ضرورت نہیں تھی، جس کا فلسفہ یہ تھا کہ پیٹھ ٹیڑھی کرنا، پیشانی اور ناک کو خاک پر رگڑنا، خدا کو پسند نہیں بس صرف کھڑے ہو کر اس کو یاد کر لینا ہی کافی ہے، اس کا دعوی تھا کہ (العیاذ باللہ) حضرت جبرائیل ہر وقت میرے ساتھ رہتے ہیں، اور میرے مشیر و وزیر کی حیثیت سے میری مدد بھی کرتے ہیں۔

اسی قسم کی بہت سی لغویات اس کی شریعت میں داخل تھیں، جھوٹے نبی کی جھوٹی باتیں اس کے ساتھیوں کو بہت پسند آتیں اور وہ ان پر عمل کر کے خوش ہوتے، شیطانی شریعت کی ترتیب کا سہارا لیتے رہے ہیں، ہماری صدی کے کذاب مرزا غلام احمد قادیانی کا حال تو آپ کے سامنے ہے، بطور مثال یہاں اس کی شریعت کے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں، جن سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کذاب ہر زمانے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں کس طرح تحریف و تبدیلی کی جسارت کرتے رہے ہیں۔

۱ : زنا کی سزا صرف دس جوتے ہیں، وہ زانیہ خود زانی کو مارے۔

(قادیانی مذہب، ص ۸۳۴)

۲ : مسیح موعود (مرزا) کے وقت قطعاً جہاد کا حکم منسوخ کر دیا گیا۔

(اربعین، ۴، ص ۱۵)

۳ : لیلۃ القدر، اس ظلماتی زمانے کا نام جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے، اس لیے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اس ظلمت کو، دور کر دے، مگر در حقیقت یہ کوئی رات نہیں ہے۔

(فتح اسلام، ص ۳۹)

۴ : نماز کے بعد جو دعاؤں کا طریقہ اس ملک میں رائج ہے، وہ نہایت

ہی عجیب ہے، بعض مساجد میں تو اس قدر لمبی دعائیں مانگی جاتی ہیں
کہ اس عرصہ میں ایک شخص نصف میل سفر کر سکتا ہے۔

(ڈائری، ۱۴/ اکتوبر ۱۹۰۲ء، ص ۳۲۷)

۵ : التحیات، قیام و جلسہ میں جہاں موقع ملے اپنی مادری زبان میں، بعد ماثورہ دعاؤں کے' دعائیں مانگنی چاہئیں، ان ہدایات کے مطابق میری جماعت کے لوگ اپنی نمازوں کے اندر ہی جملہ حاجات کے لیے دعائیں مانگ لیتے ہیں، اور یہی میرا اپنا معمول ہے۔

(ڈائری، ۱۴/ اکتوبر ۱۹۰۲ء، ص ۳۲۸)

۶ : ''جو زیور استعمال میں آتا ہے اور بیاہ شادی میں مانگ کر لے جاتا ہے، وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے۔''

(ڈائری، ۲۶/ اپریل ۱۹۰۲ء، ص ۱۴۶)

یہ تحریفِ شریعت کے چند نمونے ہیں، مرزا کی کتابیں اس قسم کی لغویات سے بھری پڑی ہیں، تفصیل بیان کرنے کی گنجائش نہیں، یہاں صرف اتنا بتانا مقصود ہے کہ دین وقرآن میں تحریف جھوٹے نبیوں کی ہر زمانے میں عادت رہی ہے، طلیحہ نے بھی اپنی شریعت مرتب کی اور اس کو اپنی قوم کے سامنے پیش کیا۔

طلیحہ نے اپنی قوم کو کافی حد تک منظم کرلیا اور اس کی ہمت اتنی بلند ہوئی کہ اس نے اپنے چچازاد بھائی ''حِبال'' کو حضور ﷺ کے پاس مدینہ روانہ کیا اور آپ کو اسدی نبی پر ایمان لانے کی دعوت دی، (معاذ اللہ) آپ نے اس کذاب کے قاصد کے خلاف دعا کی، اور فرمایا: خدا تجھے ہلاک کرے اور تیرا خاتمہ بخیر نہ ہو، آپ کی یہ دعا مقبول ہوئی اور حبال بہت جلد قتل ہو کر جہنم کا مستحق ٹھہرا۔

مجاہدین اسلام:

نبی کریم ﷺ کو جب طلیحہ کی تحریک پھیلنے اور عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی تفصیلات معلوم ہوئیں تو آپ نے مقام سمیرا کے قرب و جوار میں آباد مسلمانوں کو طلیحہ سے جہاد کرنے کا حکم دیا، انہوں نے منظم کوشش کے ذریعے مجاہدین کا ایک لشکر تیار کیا، جس کا سپہ سالار حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو بنایا گیا، لشکر اسلام نے اسدی جمعیت پر زبردست حملے کیے، بہت سے مرتدین قتل کردیے گئے، لیکن طلیحہ اور اس کا ایک بڑا گروہ، بھاگ گیا، اس طرح اگرچہ لشکر اسلام کو فتح ہوئی لیکن یہ فتنہ مکمل طور پر ختم نہ ہوسکا، حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اس جزوی کامیابی کی خبر سنانے اور مزید ہدایات لینے کے لیے مدینہ منورہ روانہ ہوئے لیکن بارگاہ نبوی میں پہنچنے سے پہلے ہی نبی کریم ﷺ دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوچکے تھے، آپ کو تفصیلات بتائی گئیں تو آپ نے فرمایا کہ طلیحہ اور اس کے ایک ایک ساتھی کو قتل کردیا جائے اور ہر حال میں ناموس رسالت کی حفاظت کی جائے۔ دوسری طرف طلیحہ نے پھر اپنی جماعت کو دوبارہ منظم کیا، حضور ﷺ کے تشریف لے جانے کی خبر عام ہوچکی تھی، جس سے طلیحہ کو بہت فائدہ پہنچا اور بہت سے ضعیف الایمان مسلمان مرتد ہوکر اس کی تحریک میں شامل ہوگئے، بہت سے قبیلوں نے اس سے تعاون کرنا شروع کردیا، طلیحہ نے موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا جب ان حالات کا علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہوا تو آپ نے حفاظتی انتظامات اور سخت کردیے، یہاں تک کہ آپ خود راتوں کو مدینہ کی سرحدوں کا گشت کیا کرتے تھے۔

باصلاحیت اور باہمت خلیفہ:

اا ھ کا نصف آخر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ابتدائی دور ہے، جس کا تفصیلی مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ خدا نے مسلمانوں کو پہلا امیر کیسا باصلاحیت

اور باہمت عطا فرمایا تھا، جس کے بلند حوصلوں پر بسا اوقات حضرت عمر ﷺ جیسے بہادر صحابی بھی رشک کیا کرتے تھے اس لیے کہ حضرت صدیق اکبر ﷺ نے اپنی حکومت کی بنیاد عشق نبی کو بنایا تھا، وہ کسی بھی مصلحت کی بنا پر احکام رسول کو چھوڑنے کے لیے آمادہ نہ ہوتے تھے اور نبی کریم ﷺ کے عشق میں مست ہو کر فیصلے کیا کرتے تھے اسی لیے آپ کے دور حکومت میں اللہ تعالی خصوصی طور پر آپ کا مددگار و معاون رہا اور آپ کو ایسے مرحلوں میں بھی کامیابی نصیب ہوتی رہی جہاں دیگر صحابہ کو ناکامی کا خطرہ ہوتا تھا۔ بظاہر مدینہ کمزور تھا لیکن وقت نے ثابت کر دکھایا کہ اگر ایک سچا عاشق رسول امتِ مسلمہ کو نصیب ہو جائے تو تمام اسلام دشمن طاقتیں اسلام کے خلاف منظم اور متحد ہو کر بھی مسلمانوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔

مجاہدین اسلام کی پہلی کامیابی:

طلیحہ کو جب معلوم ہوا کہ اس وقت مرکز اسلام "مدینہ" بہت کمزور ہو چکا ہے، لشکر اسلام کا اکثر حصہ مدینہ سے باہر ہے، تو اس نے موقع غنیمت جانا اور اپنے بھائی حِبال کو مدینہ پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا، حِبال اس وقت "ذی القصہ" کا امیر تھا، اس نے اپنی فوج لی اور مدینہ پر حملہ آور ہو گیا لیکن مدینہ شریف کے مسلمانوں نے زبردست مقابلہ کیا، حضرت ابو بکر صدیق ﷺ خود میدان میں نکل آئے اور اس قدر جم کر لڑے کہ دشمن کی فوجیں بھاگنے پر مجبور ہو گئیں، مجاہدین اسلام نے مقام "ذی حسیٰ" تک پیچھا کیا، لیکن اس مقام پر حبال کی کچھ فوج چھپی ہوئی تھی، جس کے اچانک حملہ کی وجہ سے لشکر اسلام کو واپس مدینہ آنا پڑا، حضرت ابو بکر صدیق ﷺ نے موقع سے فائدہ اٹھایا، ساری رات جنگ کی باقاعدہ تیاری کی اور صبح اتنی جلدی مدینہ سے نکلے کہ دشمن کو مجاہدین کے حملہ کا اس وقت پتہ چلا جب وہ اس ٹیلہ پر پہنچ چکے تھے، جس پر مرتدین نے قبضہ کیا ہوا تھا۔

مسلمانوں نے بھر پور حملہ کیا، حبال کے بہت سے فوجی مارے گئے ، باقی بھاگ گئے، یہاں تک کہ مسلمانوں نے ذی القصہ پر قبضہ کرلیا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کی یہ پہلی کامیابی تھی ، جس سے اگرچہ دشمنانِ اسلام کی مکمل بیخ کنی تو نہ ہوئی لیکن ان کے حوصلے پست پڑ گئے ، مگر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں سے وہ باز نہ آئے ، انہوں نے اپنے گروہ کو از سر نو منظم کرنے کے ساتھ ساتھ مدینہ کے قرب و جوار میں آباد مسلمانوں پر حملے ، لوٹ مار اور انہیں پریشان کرنا شروع کر دیا، متعدد مسلمانوں کو شہید کر کے ان کے گھر لوٹ لیے، جانوروں پر قبضہ کرلیا، جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ حالات معلوم ہوئے تو آپ نے فرمایا:

”خدا کی قسم! میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک مسلمانوں کے بدلے میں مرتدین کو قتل نہ کرلوں“۔

آپ نے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور خود طلیحہ کذاب کی بیخ کنی کے لیے روانہ ہونے کا ارادہ بھی کرلیا، لیکن آپ کی روانگی سے پہلے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ دو ماہ تین دن بعد شام سے کامیاب و کامران ہو کر اپنے لشکر کے ساتھ واپس تشریف لے آئے ، اب صحابہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزارش کی کہ آپ خود تشریف نہ لے جائیں، کسی کو قائد مقرر کر کے اس کی قیادت میں لشکر روانہ فرمادیں، آپ نے فرمایا:

”نہیں، ناموسِ رسالت پر ڈاکہ مارنے والوں کو میں خود تہس نہس کرنا چاہتا ہوں۔“

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب ایسے محبت بھرے لہجے میں تھا کہ صحابہ کے لیے سوائے خاموشی کے اور کوئی چارہ نہ رہا، آپ نے مدینہ شریف میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا، ان کو اور ان کے لشکر کو آرام کرنے ، مدینہ کی حفاظت کرنے اور مسلمانوں کی دیگر ضروریات پوری کرنے کی ہدایات دیں اور خود لشکر

لے کر روانہ ہوگئے، مدینہ شریف کے قرب و جوار میں چھپے ہوئے طلیحی گروہوں پر آپ نے زبردست حملے کیے، اکثر مرتدین قتل کر دیئے گئے، کچھ نے بھاگ کر اپنے شیطانی نبی کے دامن میں پناہ لی، اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ طلیحہ کے مرکز ''ذی حسی'' پر حملہ کا ارادہ کر رہے تھے کہ بعض ساتھیوں نے آپ کو مدینہ شریف واپس جانے کی رائے دی اور کہا کہ آپ کا مدینہ سے زیادہ دن باہر رہنا مناسب نہیں، کہیں دارالخلافہ میں کوئی نیا فتنہ نہ پیدا ہو جائے آپ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

منکرین ختم نبوت کا مکمل خاتمہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ شریف واپس آ کر حالات کا از سر نو جائزہ لیا اور مستقبل کے خطرات کے پیش نظر لشکر اسلام کو گیارہ حصوں میں تقسیم کر دیا، ہر گروہ کا ایک قائد مقرر کیا، ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ جھنڈا بنوایا، ایک جھنڈا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دے کر انہیں حکم دیا کہ وہ ذی حسی پہنچ کر طلیحہ کذاب کی سرکوبی کریں، دوسرا جھنڈا عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کرنے کے لیے مقرر فرمایا۔ المختصر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنا لشکر مدینہ سے لے کر نکلے ہی تھے کہ طلیحہ کو خبر مل گئی اور اس نے بھی جنگ کی تیاری شروع کر دی، لشکر اسلام جس آبادی سے گزرتا گیا، اس میں موجود طلیحہ کے حامی قبیلے تائب ہو کر مشرف باسلام ہوتے گئے، حضرت خالد جن کو حضور علیہ السلام نے ''سیف اللہ'' (اللہ کی تلوار) کا لقب عطا فرمایا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوری ہمت اور عزم کے ساتھ آگے بڑھتے گئے، یہاں تک کہ مقام ''بزاخہ'' میں حق و باطل کے لشکر آمنے سامنے آ گئے، جنگ شروع ہوگئی، مقابلہ اگرچہ بہت سخت تھا، لیکن ناموسِ رسالت کے محافظین کو خدا کی نصرت حاصل تھی، حضرت خالد بن ولید کی قیادت ہی لشکر اسلام کی فتح اور کامیابی کی علامت تھی، جب جنگ شباب پر

پہنچی تو طلیحہ کے بھائی حِبال کو حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا اور خود بھی جنگ کرتے کرتے شہید ہو گئے، مرتدین کی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے، اب طلیحہ کے ہوش وحواس خراب ہونے شروع ہو گئے اور وہ لشکر سے دور جا کر ایک چادر اوڑھ کر بیٹھ گیا۔

یہ عجیب وغریب منظر تھا، امت کٹ رہی تھی اور مکار وکذاب نبی ڈھونگ رچا کر راہِ فرار اختیار کرنے کی فکر میں تھا، اس کی فوج کا سالار عیینہ بن حصین اسے تلاش کرتا ہوا اس کے پاس پہنچا اور جنگ کا سارا حال بیان کرتے ہوئے پوچھنے لگا کہ اب کیا کرنا ہے، کذاب بولا: اب میں اس معاملہ میں وحی کا انتظار کر رہا ہوں، عیینہ واپس لوٹا اور جنگ میں مصروف ہو گیا، تھوڑی دیر بعد آ کر اس نے پھر وہی سوال کیا، طلیحہ نے دوبارہ پہلے جیسا جواب دیا، تھوڑی دیر بعد پھر عیینہ میدان جنگ چھوڑ کر واپس آیا اور اپنے مکار نبی سے پوچھنے لگا کہ وحی آئی یا کہ نہیں؟ کذاب طلیحہ بولا، ہاں جبرائیل ابھی یہ وحی دے کر گئے ہیں:

اِنّ لَکَ رَحًی کَرَحَاہٗ وَ حَدِیْثًا لَا تَنْسَاہُ.

”تیرے لیے بھی جنگ کی شدت ایسی ہی ہوگی جیسی خالد کے لیے
اور اس جنگ میں ایک بات ایسی ہوگی جس کو تو کبھی نہ بھولے گا۔“

عجیب مکارانہ اور مہمل بات تھی، عیینہ اپنے سرغنہ کی مکاری کو پہچان گیا اور اس نے پورے لشکر کو من وعن شیطانی وحی سنا دی، لشکر کو اپنی ہلاکت کا پورا یقین ہو گیا اسی دوران بھگدڑ مچ گئی، مجاہدین اسلام نے خاردار جھاڑیوں کی طرح مرتدین کے سر کاٹنا شروع کر دیئے، فوج کے سالار عیینہ ابن حصین کو گرفتار کر لیا، باقی لوگوں نے اسی وقت توبہ کی اور مشرف باسلام ہو گئے، طلیحہ کو تلاش کیا گیا لیکن تلاش بسیار کے باوجود وہ کہیں نہ ملا کیونکہ شیطان نے اپنے چیلے کو معزول کر دیا تھا اس کی تحریک مکمل طور پر ختم ہو گئی، یہ کذاب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں روپوش رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ظاہر ہو کر اس نے اپنی توبہ کا اعلان کیا، شام سے حج کے

لیے مکہ آیا اور پھر مدینہ شریف حاضر ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مشرف با اسلام ہوا۔

حوالہ جات:

☆ فتوح البلدان، ص ۱۴۹ تا ۱۵۴، حصہ اوّل، نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

☆ تاریخ ابن خلدون، ص ۳۹۸ تا ۴۱۱، ج ۲، دار احیاء التراث العربی

☆ نبوت کے جھوٹے دعویدار، ص ۱۳۰ تا ۱۶۷، حصہ اوّل، کتابیات پبلی کیشنز کراچی

☆ الکامل لابن اثیر، ص ۳۴۲ تا ۳۴۹، ج ۱، دار صادر بیروت

☆ تاریخ طبری، ص ۲۲۷ تا ۲۳۲، الجزء الثالث، ج ۲، دار القلم بیروت

☆ مقالات قادری ۲/ ۲۳۴ تا ۲۴۹

☆☆☆.................☆☆☆.................☆☆☆

مُسیلمہ کذاب

مسیلمہ کذاب نے بڑھاپے میں نبوت کا دعویٰ کیا، اور دعوی نبوت کے کچھ عرصہ بعد میں قتل ہو گیا۔

نام مسیلمہ، کنیت ابو ثمامہ اور ابو ہارون تھی، رحمانِ یمامہ کے نام سے بھی مشہور تھا، ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مسیلمہ ان تیس کذابوں میں سے ایک ہے جو کانے دجال سے پہلے ظاہر ہوں گے، اسی وقت مسلمانوں میں اس کا نام مسیلمہ کذاب مشہور ہو گیا، یہ اپنی قوم بنو حنیفہ اور اپنے وطن یمامہ میں اپنی قوت خطابت، قابلیت اور وجاہت کی وجہ سے کافی مشہور اور با اثر تھا، اس وجہ سے لوگ اس کی بہت عزت کیا کرتے تھے، اس کے مزاج میں بہت نرمی تھی، مزاج میں تواضع اور ایثار و ہمدردی بھی رکھتا تھا، لوگوں سے میل جول بڑھانے میں اسے کمال حاصل تھا، اسی لیے اس کے احباب و مخلصین کا حلقہ بہت وسیع تھا، اس کی شہرت کا یہ عالم تھا کہ جب نبی کریم ﷺ نے قریش کو پہلی مرتبہ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ سنائی تو وہ کہنے لگے اس میں تو رحمان یمامہ کا ذکر ہے۔

مُسیلمہ دربارِ نبوی میں:

جب نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت کی خبر یمامہ میں پھیلی تو وہاں سے دربار نبوی میں وفود آنے اور مشرف باسلام ہونے لگے، اس طرح یمامہ میں اسلام کا چرچا عام ہو گیا، لوگوں نے مسیلمہ کو بھی حضور ﷺ کا حال بتایا تو یہ خود اپنے قبیلہ کے چند افراد کے ہمراہ حضور ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا، تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد اس پر

دیوانگی کا دورہ پڑا، اور کہنے لگا کہ اگر آپ مجھے اپنی نبوت میں شریک کرلیں یا اپنا جانشین مقرر کردیں تو میں بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہوں، اس بے وقوف نے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح نبوت کو دولت اور شہرت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ سمجھا تھا، اسی لیے حضور ﷺ کے ساتھ تعاون کر کے یہ شریک نبوت ہونے کا خواب دیکھ رہا تھا، لیکن اللہ کے رسولِ برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیوانہ کو ایک سوکھی لکڑی دکھاتے ہوئے فرمایا:

''اگر نبوت میں سے تم مجھ سے یہ لکڑی بھی مانگو تو نہیں مل سکتی۔''

مطلب یہ ہے کہ نبوت ایک عظیم منصب ہے، یہ ناقابل تقسیم ہے، نہ اس کے حصے ہو سکتے ہیں اور نہ کوئی حصہ کسی کو دیا جا سکتا ہے، یہ تو خدائی عطیہ ہے، خدا نے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہا، اس منصب کے لیے پسند فرما لیا، لیکن اے بے وقوف (مسیلمہ) اگر تو اس کو کوئی ذریعہ دولت سمجھتا ہے تو اس میں سے ایک سوکھی لکڑی بھی تجھے نہیں دی جا سکتی کہ خدا نے جسے نبوت سے نوازا ہے اسے اس کی حفاظت کی بھی پوری قوت عطا فرمائی ہے، اس پر ڈاکہ زنی کا خیال کرنے والا کامیابی و کامرانی سے کبھی ہمکنار نہیں ہو سکتا۔

مسیلمہ کذاب کا دعوائے نبوت:

مُسیلمہ دربارِ نبوی سے ناکام و نامراد واپس لوٹا تو یمامہ پہنچ کر اس نے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا اور لوگوں کو اپنے فریب میں مبتلا کرنے کے لیے یہی کہتا رہا کہ ''محمد بن عبداللہ ﷺ نے مجھے اپنی نبوت میں شریک کر لیا ہے۔'' بہت سے سادہ لوح یمامی مسلمان حضور ﷺ کی نبوت میں اس کو شریک مان کر اس کے اشاروں پر چلنے لگے، اس کی قوم بنو حنیفہ کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھی بن گئے اور چند ہی دن میں

یہ ایک بڑی جماعت کا قائد بن گیا، اس کی کامیابی کی ایک بڑی وجہ وطنی تعصب بھی تھا اور وہ کہا کرتا تھا کہ تمہیں مکی قریشی شخص کے بجائے اپنے ہم وطن اور اپنے قبیلہ کے آدمی کو اپنا سردار و نبی بنانا چاہیے، لوگوں کی ایک بڑی تعداد ایسی تھی جو اس کو کذاب جانتی تھی لیکن وہ لوگ صرف تعصب کا شکار ہو کر اس کی مدد کرتے اور اس کا ساتھ دیتے تھے، علاوہ ازیں اس ظالم کی عمر تقریباً سو برس کی ہو چکی تھی، اس کے معمر ہونے کی وجہ سے لوگ اس کی بات کی طرف جلد مائل ہو جاتے تھے، اور وہ اپنی مکاری میں دن بدن کامیاب ہوتا جارہا تھا، قوت و طاقت اور اس کی جماعت کے منظّم ہونے کے سبب یمامہ میں بسنے والے اس کی ہر بات ماننے پر مجبور ہو گئے تھے۔

رحال بن عنزہ مسیلمہ کا حکیم نور الدین:

قبیلہ بنو حنیفہ کا ایک با اثر شخص ''رحال بن عنفوہ'' مشرف باسلام ہو کر یمامہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں آگیا تھا، جب نبی کریم ﷺ کو مسیلمہ کی باقاعدہ تحریک کے حال کا علم ہوا تو آپ نے رحال کو بلا کر یمامہ جانے کا حکم دیا، تاکہ وہ تمام حالات کا خود جائزہ لے اور واپس آکر پوری تفصیل بیان کرے، یہ ظالم یمامہ پہنچا اور مسیلمہ کا ایسا معاون و مددگار بنا جیسے مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک میں جان پیدا کرنے کے لیے حکیم نور الدین بنا تھا، رحال نے یمامہ کے ان گھروں میں بھی گمراہی پھیلا دی جو اب تک کسی نہ کسی طرح مسیلمہ کے فریب سے بچے ہوئے تھے، مسیلمہ کی جماعت نہایت مضبوط ہو گئی، تعداد میں زبردست اضافہ ہوا، اور ہمت اتنی بلند ہوئی کہ مسیلمہ نے نبی کریم ﷺ کو ایک خط لکھا جس کے ابتدائی جملے یہ تھے:

مِنْ مُسَيْلِمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (مَعَاذَ اللّٰهِ) اِلٰى مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ قَدْ اُشْرِكْتُ مَعَكَ فِي الْاَمْرِ وَ اِنَّ لَنَا

نِصُفَ الْاَرْضِ وَ لِقُرَیْشٍ نِصُفَهَا،وَ لٰکِنَّ قُرَیْشًاهُمْ قَوْمٌ یَعْتَدُوْنَ.

''مسیلمہ رسول اللہ (معاذ اللہ) کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام، معلوم ہو کہ نبوت میں، مَیں آپ کا شریک ہوں، لہٰذا عرب کی آدھی زمین ہماری اور آدھی قریش کی ہے، لیکن قوم قریش زیادتی کر رہی ہے۔''

مسیلمہ کے دو آدمی یہ خط لے کر حضور ﷺ کے دربار میں حاضر ہوئے، آپ نے خط پڑھا اور ان دونوں سے پوچھا:

''مسیلمہ کے متعلق تم لوگ کیا خیال کرتے ہو؟''

دونوں کہنے لگے:

''ہم اس کو اپنا سردار جانتے ہیں اور جیسا اس خط میں لکھا ہے ہم اس کو اسی طرح مانتے ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر قاصد کا قتل کر دینا میری شریعت میں جائز ہوتا تو میں ابھی تم دونوں کی گردن اڑا دیتا۔''

آپ ﷺ نے خط کا جواب لکھوایا:

" بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰی مُسَیْلِمَةَ الْکَذَّابِ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ، اَمَّا بَعْدُ. فَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ یُوْرِثُهَا مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ ، وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ. "

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے نام، سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے اس کے بعد معلوم ہو کہ زمین اللہ ہی کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا مالک بنا دیتا ہے، اور عاقبت کی کامیابی نیکوں کے لیے ہے۔"

اس واقعہ سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ مسیلمہ حضور ﷺ کی نبوت کا منکر نہ تھا بلکہ اس عظیم منصب میں حضور کے شریک و سہیم ہونے کا مدعی تھا، اور ایسی ہی کچھ کیفیت مرزا غلام احمد قادیانی کی بھی تھی کہ اس نے بھی نبی کریم ﷺ کی نبوت کا اگرچہ انکار نہیں کیا لیکن ظلی یا بروزی نبوت کا دعویٰ کر کے آقا کریم ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے اور ان کا شریک بننے کی کوشش کی۔

اسی واقعہ سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ صرف نبوت کا منکر ہی نہیں بلکہ نبوت میں شرکت کا مدعی بھی مرتد ہے، جس کی سزا صرف اور صرف قتل ہے۔ حضور ﷺ نے مسیلمہ کے قاصدوں کو اس لیے نہیں چھوڑا تھا کہ وہ مرتد نہ تھے بلکہ وہ صرف اس لیے بچ گئے کہ وہ قاصد تھے اور اسلام قاصدوں کی حفاظت اور ان سے اچھے سلوک کا حکم دیتا ہے، اسلام کے اسی قانون کی پابندی آج تک نہ صرف مسلمان کرتے آئے ہیں بلکہ دنیا کی ہر قوم اور ہر حکومت کے نزدیک یہ مسلّم ہے اور ہر جگہ اس پر عمل ہوتا ہے اور یہ اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے کا ایک واضح ثبوت ہے۔

مسیلمہ کذاب کی شیطانی شریعت:

جماعت کو منظم کرنے، تحریک کو مؤثر بنانے کے لیے بھی مسیلمہ کذاب نے ایک شریعت گھڑی، جس میں اگرچہ بے دینی، عیاشی اور انسانیت کی بربادی کے سوا کچھ نہ تھا، لیکن

اس کا اپنا مقصد ضرور پورا ہوتا تھا، کہ بہت سے عیاش طبع لوگ اس کے گرویدہ ہو گئے تھے اور اپنی بدکاریوں کے باوجود متقی کہلانے لگے، اس شیطانی شریعت کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

۱ : سمت مقرر کر کے نماز پڑھنا کفار و مشرکین کا طریقہ ہے، لہٰذا نماز کے وقت جدھر دل چاہے منہ کر لیا جائے اور نیت کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ مَیں بے سمت نماز ادا کر رہا ہوں۔

۲ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ اس طرح ہے، شروع مسیلمہ کے خدا کے نام سے جو مہربان ہے (کیونکہ رحمان مسیلمہ کا نام تھا)

۳ : مسلمانوں کے ایک ہی پیغمبر ہیں لیکن ہمارے دو ہیں ایک محمد بن عبداللہ (ﷺ) اور دوسرے مسیلمہ رحمان یمامہ

۴: شراب حرام نہیں، دوسرے مشروبات کی طرح اس کو بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۵ : انسان توالد و تناسل میں فطرتاً آزاد ہے، نکاح کی پابندی صرف امور خانہ داری کے انتظام کے لیے ہے۔

۶ : نکاح کے لیے گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول ضروری نہیں، تنہائی میں بھی مرد اور عورت کا ایک دوسرے کو قبول کر لینا کافی ہے۔

۷ : اعزاء و اقرباء جیسے چچا، پھوپھی، خالہ اور ماموں وغیرہ کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں۔

۸: ختنہ کرانا حرام ہے کیونکہ اس میں یہود کی مشابہت ہے۔

۹ : روزہ فرض نہیں، روزہ کے بجائے مسیلمہ نے اپنی امت کو حکم دیا کہ غروب آفتاب سے طلوع آفتاب تک نہ کچھ کھایا پیا جائے اور جماع کیا جائے۔

۱۰ : ہر امت کے کم از کم دو پیغمبر ہونے چاہئیں، کیونکہ پیغمبر قیامت کے دن امت کے گواہ ہوں گے اور گواہ کم از کم دو ہونے چاہئیں۔

۱۱ : ظہر، عصر، مغرب صرف تین وقت کی نماز فرض ہے، ان تینوں نمازوں کو مختلف سمت کی طرف منہ کر کے پڑھا جائے، (مسیلمہ کے نزدیک بھی اگرچہ پانچ نمازیں فرض تھیں لیکن اس نے فجر اور عشاء کی نماز اپنی بیوی کے مہر میں معاف کر دی تھیں (تفصیل آگے آ رہی ہے۔)

یہ چند عقائد و مسائل یہاں بیان کیے گئے، جن سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس ظالم نے کس طرح اسلام کی بیخ کنی اور بربادی کا ارادہ کیا تھا، اپنے تمام بیہودہ عقائد و مسائل کو مسیلمہ نے ایک کتابی صورت میں جمع کر دیا تھا، جس کے دو حصے تھے، ان کو "فاروق اوّل" اور "فاروق ثانی" کہا جاتا تھا اور ان کو قرآن کریم کی طرح الہامی اور مقدس کتاب یقین کیا جاتا تھا، اس کی تلاوت کو باعث ثواب سمجھا جاتا تھا، اس کا پوری طرح ادب و احترام کیا جاتا تھا، تفنن طبع کے لیے اس شیطانی صحیفہ کے چند جملے ملاحظہ ہوں:

یَا ضِفْدَعُ ابْنَةُ ضِفْدَعٍ نَقِّیْ مَا تُنَقِّیْنَ اَعْلَاکَ فِی الْمَاءِ وَ اَسْفَلُکِ فِی الطِّیْنِ لَا الشَّارِبَ تَمْنَعِیْنَ وَ لَا الْمَاءَ تُکَدِّرِیْنَ.

"اے مینڈکی، مینڈکی کی بچی، اسے صاف کر جسے تو صاف کرتی ہے، تیرا اوپر کا حصہ تو پانی میں ہے اور تیرا نچلا حصہ مٹی میں ہے، نہ تو پانی پینے والے کو روکتی ہے اور نہ ہی پانی کو گدلا کرتی ہے۔"

اس شیطانی وحی کا مطلب کیا ہوا، یہ بیان نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ مسیلمہ کے

نزدیک قرآن کریم اور فاروق دونوں کی تفسیر کرنا حرام ہے، ویسے بھی پاگل اپنی بات کو خود ہی سمجھ سکتا ہے یا شیطان کی بات کا مطلب شیطان ہی جان سکتا ہے، ہم کیا جانیں، ہم تو اللہ اور اس کے رسول کے کلام کو سمجھتے ہیں، اس کی تفسیر بیان کرتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں، مسیلمہ کے فاروق اوّل کا ایک اور حصہ پڑھیے، جس کو "سورۃ الفیل" کہا جاتا ہے۔

"اَلْفِیْلُ وَ مَا الْفِیْلُ لَهٗ ذَنَبٌ وَ بِیْلٌ وَ خُرْطُوْمٌ طَوِیْلٌ اِنَّ ذَالِکَ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا الْجَلِیْلِ."

"ہاتھی، اور وہ ہاتھی کیا ہے اس کے بھدی دم ہے اور لمبی سونڈ ہے، بے شک یہ ہمارے ربّ جلیل کی مخلوق ہے۔"

مسیلمہ کذاب کا شیطانی شعبدہ:

چونکہ ہر نبی کی نبوت کا ثبوت معجزہ ہوتا ہے، لہٰذا جھوٹے نبیوں کو بھی شیطان اس قسم کے شعبدے سکھا دیتا ہے، جن سے ان کا مکروفریب آسان ہو جاتا ہے، طلیحہ کے گدھے کا حال آپ پڑھ چکے ہیں، اب مسیلمہ کا ذریعۂ فریب بھی ملاحظہ ہو۔

مسیلمہ بڑا عیار تھا، اس نے مرغی کا ایک بالکل تازہ انڈہ سرکہ میں ڈال کر نرم کر لیا، اور اس کو ایک چھوٹے منہ والی بوتل میں ڈال دیا، جو بوتل کے اندر جا کر ہوا سے پھر سخت ہو گیا تھا، بس مسیلمہ کو جب بھی ضرورت ہوتی یہ بوتل لوگوں کے سامنے رکھ دیتا اور کہتا کہ کیا کوئی شخص بوتل میں انڈا ڈال سکتا ہے، یہ ہے میرا معجزہ اور میری نبوت کی دلیل بے وقوف لوگ اس کی اس حرکت پر بڑے حیران ہوتے اور اس کے کمال کا اعتراف کرنے لگتے، یہ اس کا اکلوتا معجزہ تھا، نہ جانے وہ اپنی اس قیمتی بوتل کی کتنی حفاظت کرتا ہوگا، شاید اسی لیے کہا جاتا ہے کہ مسیلمہ وہ پہلا شخص ہے جس نے بوتل میں انڈا ڈالا تھا۔

مسیلمہ کذاب کی طرف منسوب چند لطیفے:

ہر امتی اپنے نبی کو مستجاب الدعوات سمجھتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ نبی برحق کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے، مسیلمہ کو بھی اس ماننے والے ایسا ہی یقین کرتے تھے اور ضرورت کے وقت اس سے دعاؤں کی درخواست کیا کرتے تھے، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اس بدنصیب کی دعا کا اثر ہمیشہ الٹا ہی ظاہر ہوتا تھا۔ بطور لطیفہ چند دعاؤں کا حشر ملاحظہ ہو:

☆ ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت نے آ کر اپنی غربت و پریشانی کا حال بیان کرتے ہوئے کہا کہ میری زمین کئی سال سے سوکھی پڑی ہے، کیونکہ جس کنوئیں سے اس کو سیراب کرتی تھی، وہ بالکل خشک ہوگیا ہے، میں نے سنا ہے کہ قریشی نبی (ﷺ) کی دعا سے خشک کنوئیں سے پانی ابلنے لگتا ہے، آپ بھی دعا کریں کہ میرے کنوئیں میں پانی نکلنے لگے تاکہ میری زمین کھیتی باڑی کے قابل ہو جائے اور میری مصیبت ٹل جائے، مسیلمہ نے اپنے نورالدین (رحال بن عنوہ) سے مشورہ کیا، اس نے بتایا کہ ایک دن محمد بن عبداللہ (ﷺ) سے بھی صحابہ نے ایسی ہی شکایت کی تھی تو انہوں نے تھوڑے سے پانی میں اپنا لعاب دہن ڈال کر کنوئیں میں ڈال دیا، میں نے دیکھا تھا کہ کنواں پانی سے اتنا بھرا کہ لوگ برتن ڈال کر پانی نکال لیتے تھے، مسیلمہ نے بھی ایسا ہی کیا، لیکن یہاں اس کا شیطان لاچار ہوگیا اور کنوئیں کا رہا سہا پانی بھی خشک ہوگیا اور اس کنوئیں سے سخت بدبو آنے لگی۔

☆ ایک مرتبہ مسیلمہ کو اس کے نورالدین نے بتایا کہ محمد بن عبداللہ (ﷺ) بچوں کے سر پر برکت کے لیے ہاتھ پھیرتے ہیں، ان کی اس عادت سے لوگ بے حد متاثر ہیں، اور اپنے بچوں کو خاص طور پر ان کے پاس حصول برکت کے لیے لے کر آتے ہیں، مسیلمہ نے بھی یہ طریقہ اختیار کیا، لیکن یہ جس بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتا وہ گنجا ہو جاتا،

لوگ پھر اپنے بچوں کو اس سے بچانے لگے۔

☆ ایک شخص اپنی آنکھوں میں درد کی شکایت لے کر آیا، مسیلمہ نے سن رکھا تھا کہ محمد بن عبداللہ (ﷺ) نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں اپنا لعاب لگایا تھا، جس سے ان کی آنکھوں کی تکلیف ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی، مسیلمہ نے بھی یہی کیا لیکن درد کی شکایت لے کر آنے والا بدنصیب ہمیشہ کے لیے اندھا ہو گیا۔

☆ ایک چیلے نے اپنا دکھ بیان کرتے ہوئے کہا کہ میرے بہت سے بچے مر چکے ہیں، صرف دو لڑکے بچے ہیں، آپ ان کی درازی عمر کے لیے دعا کر دیں، مسیلمہ نے دعا کی اور کہا کہ تمہارا ایک بچہ چالیس سال تک زندہ رہے گا اور دوسرے کی عمر اس سے بھی زیادہ ہوگی، وہ عقیدت مند خوشی سے جھومتا گھر پہنچا تو بیوی کو روتا چیختا پایا۔ پتہ چلا کہ ایک بچہ کنوئیں میں گر کر مر گیا، ابھی یہ غم کم نہ ہوا تھا کہ دوسرا بچہ بھی کسی بیماری میں مبتلا ہو کر چل بسا، کاش یہ بندۂ خدا دعا نہ کراتا۔

یہ تھا رسول برحق کے دشمن کی دعاؤں کا اثر۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے مکار ایک کسوٹی ہوتے ہیں، جن کے ذریعہ عقل مند اور بے وقوف انسان پہچانے جاتے ہیں، سلیم العقل لوگ ہر دور میں جھوٹے مدعیانِ نبوت کو پاگل سمجھتے رہے، ان سے بچتے رہے ہیں اور بے وقوف ان کے جال میں پھنستے رہے ہیں، ہمارے زمانے کا ہر عقل مند مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کر کے اسے پاگل یقین کرتا ہے لیکن کم عقل اور بے وقوف اس کو نہ جانے کیا سمجھ کر اپنا ایمان ضائع کر بیٹھے ہیں۔

غلامان رسول کی مسیلمہ سے جنگ:

مسیلمہ کذاب کا یہی حال رہا، اور نبی کریم ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے، اس حادثہ نے چونکہ بے شمار ضعیف العقیدہ مسلمانوں کو گمراہ کیا، لہٰذا مسیلمہ کو اس سے یہ

فائدہ ہوا کہ اس کی جماعت بڑھی اور تحریک تیز ہوگئی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فتنوں کی بیخ کنی کا عزم کر چکے تھے لہٰذا آپ نے طلیحہ کی بیخ کنی کے لیے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے کے فوراً بعد ہی حضرت عکرمہ بن ابو جہل رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر مرتب کیا اور انہیں مسیلمہ کذاب کی طرف جانے کا حکم دیا اور کہا کہ تم وہاں پہنچ کر مسیلمہ کے حالات کا جائزہ لو، اس کی قوت کا اندازہ لگاؤ، میں بہت جلد ایک مزید لشکر روانہ کردوں گا، جب وہ پہنچ جائے تو دونوں مل کر مسیلمہ پر حملہ کر دینا، لیکن حضرت عکرمہ عشق رسول کی مستی اور جہاد کے شوق میں تاخیر برداشت نہ کر سکے اور انہوں نے دوسرے لشکر کا انتظار کیے بغیر مسیلمہ پر حملہ کر دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حسب پروگرام دوسرا لشکر روانہ کیا جس کا سالار حضرت شرجیل بن حسنہ کو مقرر کیا، لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے حضرت عکرمہ کو شکست ہو چکی تھی۔

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے حضرت عکرمہ کو وہاں سے عمان روانہ ہونے کا حکم دیا اور حضرت شرجیل کو پیغام بھیجا کہ اب تم انتظار کرو، میں ایک لشکر اور روانہ کر رہا ہوں، اس کے ساتھ مل کر مسیلمہ پر حملہ کرنا۔ لیکن حضرت شرجیل بھی عشق و محبت میں کچھ کم نہ تھے، وہ بھی جذبۂ جہاد میں ڈوبے ہوئے تھے، اطاعت امیر کا خیال کیے بغیر انھوں نے بھی مسیلمہ کے لشکر پر حملہ کر ڈالا جس کی وجہ سے مجاہدین اسلام کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ نیز دو مرتبہ لشکر اسلام کی ناکامی کے باعث مسیلمہ کی ہمت اور بڑھ گئی۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے دوسرے لشکر کی شکست کا حال معلوم ہوا تو آپ کو بہت صدمہ ہوا لیکن اس وقت تک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ طلیحہ کی سرکوبی سے فارغ ہو کر واپس آ چکے تھے، ابھی انہوں نے سانس بھی نہ لیا تھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو حالات کی نزاکت کا احساس دلایا اور وہ فوراً روانگی پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت خالد اپنا لشکر لے کر مدینہ سے باہر نکلے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ

عنہ نے ایک اور لشکر ترتیب دیا، جس میں غزوۂ بدر میں شامل ہونے والے کئی بزرگ صحابہ بھی شامل تھے، چند دن بعد یہ لشکر بھی حضرت خالد سے جا ملا۔ ادھر یمامہ سے شرجیل واپس آ رہے تھے، حضرت خالد کی ان سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے شرجیل کے لشکر کو بھی اپنے ساتھ لے لیا، اس طرح اب لشکر اسلام میں موجود افراد کی کل تعداد تیرہ ہزار ہو گئی، جبکہ مسیلمہ کے لشکر میں چالیس ہزار سے زائد افراد شامل تھے۔

مسیلمہ کا انجام:

جب اللہ کی تلوار (حضرت خالد) نیام سے نکل آئے تو دشمن کی تباہی میں کوئی شک باقی نہیں رہتا، حضرت خالد پورے مجاہدانہ رعب کے ساتھ یمامہ کی طرف بڑھ رہے تھے، مسیلمہ کو معلوم ہو چکا تھا کہ اس مرتبہ سیف اللہ کی قیادت میں زبردست حملہ ہونے والا ہے، لہٰذا اس نے بھی تیاری شروع کر دی اور اپنا ایک لشکر یمامہ کی سرحد سے باہر روانہ کر دیا جس کا سالار مجاعہ بن مرارہ تھا، حضرت خالد کا اس لشکر سے آمنا سامنا ہوا تو آپ نے اس کے مقابلہ کے لیے حضرت شرجیل کو مقرر فرمایا جو پہلے ہی اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لیے بے چین تھے، اب ان کو ایک اچھا موقع ہاتھ آ گیا تھا، حضرت شرجیل نے بپھرے ہوئے شیر کی طرح ایسا زبردست حملہ کیا کہ پورے لشکر کا صفایا کر دیا اور مجاعہ کو گرفتار کر لیا۔ مسیلمہ کے خلاف اس پہلی کامیابی کے بعد مسلمانوں کی ہمتیں بڑھ گئیں اور اب وہ دشمن رسول پر حملہ کرنے کے لیے بے تاب ہونے لگے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ تمام مجاہدین کو لے کر آگے بڑھے، مغرب سے پہلے آپ نے سب کو عقرباء کے میدان میں اترنے کا حکم دیا، ساری رات خدا سے دعاؤں، جنگ کی تیاری اور حملہ کی تدبیروں میں گزری، صبح سویرے مسیلمہ کا لشکر سامنے آ گیا جس میں خود مسیلمہ بھی موجود تھا، اسلامی قانون کے مطابق حضرت خالد نے مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں کو نصیحت کی، اسلام کی

دعوت دی لیکن کسی پر اثر نہ ہوا، بالآخر زبردست جنگ ہوئی جو اتنی سخت تھی کہ اس سے پہلے کبھی مسلمانوں کو اتنی زبردست جنگ سے واسطہ نہ پڑا تھا، یہی وجہ ہے کہ اس مقابلہ میں مسلمانوں کا شدید نقصان ہوا، جلیل القدر صحابہ شہید ہوئے، جن کی اس وقت امت کو اشد ضرورت تھی، ان میں مہاجر بھی تھے اور انصار بھی۔ تین سو حفاظ قرآن شہید ہوئے اور یہ ایک بڑا حادثہ تھا، اسی سے متاثر ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حفاظتِ قرآن کی طرف توجہ دی اور قرآن کریم کو ایک جگہ جمع فرمادیا۔

بہر حال شدید نقصان کے باوجود لشکر اسلام کو کامیابی حاصل ہوئی، مسیلمہ اور اس کے ساتھی ہمیشہ کے لیے نیست و نابود کر دیئے گئے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بھائی زید بن خطاب نے "رحال بن عنفوہ" (مسیلمہ کذاب کے حکیم نور الدین) کو قتل کیا، میدان کارزار گرم تھا، عشق و محبت کے متوالے، شمع رسالت کے پروانے، ختم نبوت کی حفاظت کے لیے دشمن پر تابڑتوڑ حملے بھی کر رہے تھے اور اپنی قربانیاں بھی پیش کر رہے تھے، حضرت خالد کی نظر اچانک مسیلمہ کذاب پر پڑی تو ان سے رہا نہ گیا، خود میدانِ جنگ میں کود پڑے، اللہ کی تلوار جونہی دشمن پر برسنا شروع ہوئی تو سروں کے ڈھیر لگ گئے، صفیں بکھر گئیں، بھگدڑ مچ گئی، حضرت خالد نے مسیلمہ کو نشانہ بنایا، لیکن وہ بری طرح بھاگا اور اپنے بچے ہوئے ساتھیوں کو ساتھ لے کر ایک باغ میں گھس گیا، اندر سے دروازہ بند کر لیا اور دوبارہ جنگ کی تیاری کرنے لگا، حضرت خالد دشمن کے بچ نکلنے کا افسوس کر رہے تھے اور مستقبل کا پروگرام سوچ رہے تھے، کہ حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حضرت خالد کو جھنجھوڑتے ہوئے بولے:

"اے خالد! اگر دشمن کو ذرا بھی مہلت ملی تو غضب ہو جائے گا، وہ تازہ دم ہو کر ہم پر دوبارہ حملہ کرے گا، ہماری ساری محنت برباد ہو جائے گی اور ہمیں نا قابل تلافی نقصان ہوگا"۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’تو پھر کیا کیا جائے؟ میں اسی بارے میں سوچ رہا ہوں۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ:

’’میری سمجھ میں ایک تدبیر آ گئی ہے، مجھے آپ باغ کے اندر پھینک دیجئے، میں اندر سے دروازہ کھول دوں گا، آپ سارے لشکر کے ساتھ یک بار حملہ کر دیں۔‘‘

حضرت خالد:

’’عجیب ترکیب ہے، میں جانتے بوجھتے ہوئے اپنے بھائی کو کتوں کی خوراک بنا دوں! نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔

حضرت براء:

’’ایسا ہی کرنا پڑے گا، اگر وہ مجھے مار بھی دیں گے تو میں ہلاک نہیں، شہید ہی ہوں گا۔ کہ یہ لشکر اسلام کی فتح کے لیے ایک تدبیر ہے، آخر میرے اتنے ساتھی شہید ہو چکے ہیں تو آپ مجھے کیوں روکتے ہیں‘‘؟

حضرت خالد رضی اللہ عنہ:

’’اس بارے میں مزید سوچ و بچار کرتے ہیں‘‘۔اسی دوران

حضرت براء رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں کہ جناب:

’’سوچنے کا وقت نہیں، صرف یہی ایک تدبیر ہے، اگر ایسا نہ ہوا تو بڑا ہی نقصان ہوگا۔‘‘

یہ کہتے ہوئے حضرت براء خود ہی آگے بڑھے اور دیوار سے چھلانگ لگا کر باغ کے اندر کود گئے۔ لشکر اسلام باغ کے دروازے پر جمع ہو گیا، حضرت براء پر دشمن نے سخت

حملہ کیا، لیکن آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے، اور دشمن کے سخت حملہ کے باوجود آپ نے دروازہ کھول دیا تمام مسلمان باغ کے اندر داخل ہو گئے، زبردست مقابلہ ہوا، فتحِ باب حقیقت میں فتحِ اسلام کا ذریعہ بنا۔ مسیلمہ کذاب کی فوج کے ایک سردار کو قتل کر دیا گیا، مسیلمہ پھر بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑی اور انھوں نے ایک ہی وار میں مسیلمہ کا کام تمام کر دیا۔

یہ وہی حضرت وحشی رضی اللہ عنہ ہیں، جنہوں نے غزوۂ احد میں سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اور فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے۔ آج وہ اس بات پر خوش تھے کہ حالتِ کفر میں اسلام کو جو مَیں نے نقصان پہنچایا تھا، اس کا کفارہ آج ادا ہو گیا، تمام لشکر اسلام کو ان کے کارنامہ پر رشک تھا، حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت وحشی کو گلے لگاتے ہوئے فرمایا، کاش یہ مرتبہ مجھے نصیب ہوتا، اے وحشی تم بڑے مقدر والے نکلے کہ ختم نبوت کا ڈاکو تمہارے ہاتھوں قتل ہوا، اس جنگ میں مسیلمہ کے اکیس ہزار چیلے ہلاک ہوئے، باقیوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور حضرت خالد کی دعوت پر مشرف باسلام ہو گئے۔

مدینہ شریف میں مسیلمہ کذاب کے قتل کی اطلاع:

ناموسِ رسالت کا تحفظ مسلمان کے لیے سب سے بڑا اعزاز ہے، جونہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ خوش خبری ملی کہ لشکر اسلام کو فتح نصیب ہو گئی ہے، آپ کا چہرہ چمک اٹھا، آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری ہو گئے، آپ نے خدا کا شکر ادا کیا اور سکون کا سانس لیا، جب مدینہ میں حضرت خالد کی واپسی کی خبر آئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود مدینہ سے باہر اہل مدینہ کو ساتھ لے کر حضرت خالد کے استقبال کے لیے

تشریف لے گئے، جونہی حضرت خالد پہنچے، آپ نے ان کو گلے لگایا، کبھی ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے، کبھی ان کے ہاتھ چومتے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایک مجاہد کو گلے لگا کر مبارک باد دیتے، شہید ہونے والوں کے لیے دعائیں کرتے، حضرت خالد کے ہمراہ ان لوگوں کی بھی ایک جماعت آئی تھی جو توبہ کر کے مشرف باسلام ہو چکے تھے۔

یہ لوگ نہایت شرمندہ حال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دربار میں پیش ہوئے، آپ نے ان کو بھی گلے لگایا، ان کی حوصلہ افزائی کی اور ان کے لیے استقامت کی دعا فرمائی، یہ لوگ چند دن مدینہ میں رہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو تبلیغ اسلام کا کام سونپا اور حکم دیا کہ اپنے ملک میں جا کر اسلام کے احکام کی خوب تبلیغ و اشاعت کرو، اسی طرح تمہارے ماضی کے گناہوں کا کفارہ ادا ہو سکتا ہے۔

حوالہ جات:

☆ الکامل لابن اثیر، ج۱، ص۳۶۰ تا ۳۶۷، دار صادر بیروت

☆ تاریخ طبری، ج۲، الجزء الثالث، ص۲۴۳ تا ۲۵۲، دار القلم بیروت لبنان

☆ فتوح البلدان، حصہ اوّل، ص۱۳۸ تا ۱۴۶، نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

☆ تاریخ ابن خلدون، ج۲، ص۳۹۸ تا ۴۱۱، دار احیاء التراث العربی

☆ نبوت کے جھوٹے دعویدار، ۱/۵۴ تا ۹۱، کتابیات پبلی کیشنز، کراچی،

☆ مقالات قادری، ۲/۲۴۹ تا ۲۷۲، برکاتی پبلشرز کراچی

☆☆☆............☆☆☆............☆☆☆

سجاح بنت حارث

سجاح بنت حارث نے بھی اپنے دور میں دعوائے نبوت کیا تھا یہ
خاتون رسول اللہ ﷺ کے وصال سے پہلے ظاہر ہوئی تھی۔

مقامِ نبوت صرف برگزیدہ مردوں کے لیے خاص رہا، اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو اس بلند منصب کا اہل نہیں بنایا، حضرت مریم رضی اللہ عنہا خدا کی قدرت کا نشان تو قرار پائیں لیکن نبوت ان کو بھی نہ ملی، شیطان نے یہ بھی کر دکھایا کہ بنوتمیم کی ایک عورت سجاح کے دل میں، عزت و شہرت حاصل کرنے کا وسوسہ پیدا ہوا، اس نے اس کا سب سے بہترین ذریعہ نبوت کو جانا، اور نبیہ بن بیٹھی، اس کا انجام کس قدر مضحکہ خیز ہوا، ملاحظہ ہو:

سجاح کا باپ حارث تمیمی قبیلہ بنو یربوع کے ایک بڑے خاندان بنو تغلب کا بااثر شخص تھا، اس کی نوجوان بیٹی بلا کی خوبصورت، باصلاحیت اور بہترین خطیبہ تھی، اس کو قومی کاموں، ضرورت مندوں کی مدد اور مصیبت زدوں کی ہمدردی کا بہت شوق تھا، اور انہی خوبیوں کی وجہ سے اپنے علاقے میں اس کی بڑی عزت تھی اور وہ قوم میں اہم شخصیت تصور کی جاتی تھی، سجاح اور اس کی قوم کے سب لوگ مذہبا عیسائی تھے، سجاح کو جب مسیلمہ کذاب کے حالات معلوم ہوئے اور پتہ چلا کہ نبوت کا دعویٰ کر کے وہ اپنی قوم کا حاکم، یمامہ کا بادشاہ بن گیا ہے اور اس کا مرتبہ بہت بلند ہو گیا، تو اس کے دل میں وطنی اور خاندانی رقابت کی آگ بھڑکی اور اس نے مسیلمہ کے مقابلہ کے لیے اسی کا راستہ اختیار کیا اور اپنی نبوت کا اعلان کر دیا، اس کے قبیلے بنو تغلب نے اس کو اپنی نبیہ مانا، آہستہ آہستہ اس فتنہ میں مبتلا ہونے والوں کی تعداد بڑھتی گئی، کچھ لوگ اس کے حسن پر فریفتہ ہو کر اس

کے شریک کار ہوئے، کچھ نے مسیلمہ کی دشمنی میں اس کو اپنا سہارا بنایا اور کچھ نے اسلام دشمنی کی بنا پر اس کی قیادت کو تسلیم کیا۔

ابتداء میں ہی ہذیل بن عمران نے اس کے دعوے کو قبول کرلیا، یہ بنو تغلب کا سردار، متعصب عیسائی اور اسلام کا سخت ترین دشمن تھا، اس کی وجہ سے سجاح کو بہت قوت حاصل ہوئی، اس کی تحریک بڑھتی گئی، جماعت منظم ہوتی گئی اور اب مدینہ پر حملہ کرنے کے پروگرام بننے لگے، مالک بن نمیرہ بھی سجاح کے چیلوں میں شامل تھا، یہ پہلے مسلمان تھا اور حضور ﷺ نے اس کو بنو حنظلہ کا سردار مقرر کیا تھا، لیکن آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد یہ زکوٰۃ کا منکر ہو کر مرتد ہوگیا تھا اور مانعین زکوٰۃ کی تحریک میں شامل تھا اور اب سجاح کا غلام بنا ہوا تھا، مالک بن نمیرہ نے سجاح کو مشورہ دیا کہ ابھی مدینہ پر حملہ کرنا مناسب نہیں، مسلمان ایک بڑی طاقت ہیں، ان سے مقابلہ آسان نہیں، بہتر ہوگا کہ ہم پہلے مسیلمہ کذاب پر حملہ کر کے یمامہ پر قبضہ کرلیں، اگر ہم کامیاب ہوگئے تو ہماری فوج کی مالی اور مذہبی حیثیت بہت مستحکم ہو جائے گی، پھر مدینہ پر قبضہ کرلینا دشوار نہ رہے گا۔ سجاح کو یہ تجویز پسند آئی اور یمامہ پر حملہ کرنے کا فیصلہ کرلیا گیا۔

سجاح بمقابلہ مسیلمہ کذاب:

مسیلمہ کذاب کو جب پتہ چلا کہ سجاح کا لشکر یمامہ پر حملہ کی تیاری کر رہا ہے، اس نے فوری طور پر سجاح کے حملہ کو ناکام بنانے کا پروگرام بنالیا کیونکہ وہ بہت تجربہ کار ومکار بوڑھا تھا، اس نے اپنا قاصد ایک خط اور نہایت بیش قیمت تحفے دے کر سجاح کے پاس بھیجا، خط میں لکھا کہ پہلے آدھا عرب میرا اور آدھا قریش کا تھا، لیکن قریش بے وفا نکلے، اب میں ان کا مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم میرے ساتھ شریک ہو جاؤ تو قریش کا حصہ تمہیں دے دیا جائے گا، تفصیلی گفتگو کے لیے میں تم سے ملنا چاہتا ہوں، سجاح نے خط

بڑھا، قیمتی تحفے دیکھے تو اپنے متعلق کچھ زیادہ ہی غلط فہمی میں مبتلا ہوگئی پھر تجویز بھی کچھ بری نہ تھی، آدھے عرب پر بڑے سہل طریقہ سے قبضہ ہوتا نظر آیا، لہٰذا سجاح نے مسیلمہ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانے کا فیصلہ کیا اور مسیلمہ کو ملاقات کی اجازت دے دی۔

جونہی قاصد وہاں پہنچا اور اس نے سجاح کا پیغام دیا تو مسیلمہ خوشی سے اچھلنے کودنے لگا کیونکہ اس نے اپنی مکاری سے اپنے ایک دشمن کو گویا ختم کرلیا تھا۔ چند ہی دن بعد مسیلمہ سج سنور کر سجاح سے ملاقات کے لیے جا پہنچا۔ وہ پہلی ہی نظر میں سجاح کے حسن و جمال کا شکار ہو چکا تھا۔ رسمی گفتگو کے بعد دونوں جھوٹوں میں کلی مصالحت کا عہد و پیمان ہوا، اور مسیلمہ نے سجاح کو یمامہ کا دورہ کرنے کی دعوت دے دی۔ بڑے اضطراب و بے چینی کے بعد وہ دن آیا، جب سو سال سے زیادہ عمر کے بوڑھے کو اپنی نوجوان محبوبہ کی آمد کی اطلاع ملی، نہایت شاہانہ استقبال کا انتظام کیا گیا اور ان تمام باتوں کا خیال رکھا گیا جو ایک عورت کو پھانسنے کا ذریعہ بن سکتی تھیں، جب سجاح مسیلمہ کے خیمے میں پہنچی، رسمی گفتگو ہوئی اسی دوران مسیلمہ نے موقع پا کر اس سے تنہائی میں ملاقات کی خواہش کر دی، جس کو اس نے قبول کرلیا۔

تنہائی میں ملاقات ہوتی رہی، باہر دونوں کے امتی کسی خاص اعلان کے انتظار میں سوکھتے رہے، مکار بوڑھے نے موقع سے پورا فائدہ اٹھایا، اپنے ارمان پورے کیے، تین دن تک اس رازدارانہ گفتگو کا کسی کو پتہ نہ چل سکا، آخر کار سجاح کے کچھ مشیروں سے نہ رہا گیا اور انہوں نے پوچھ ہی لیا کہ

"آپ دونوں نے تنہائی میں گفتگو کر کے مستقبل کے لیے کیا پروگرام بنایا ہے؟۔"

تو سجاح نے اعلان کیا کہ میں نے مسیلمہ کو نبی تسلیم کر کے اس سے نکاح کرلیا ہے اور اب ہم سب اسی کی امت میں شامل ہیں، کیونکہ تمہاری نبیہ کو شوہر کی اشد ضرورت

تھی اور کسی غیر نبی سے شادی کرنا میرے شایان شان نہ تھا، لوگ یہ فیصلہ سن کر خاموش ہو گئے، چند خاص مشیروں نے معلوم کیا کہ اس نکاح کا مہر کیا مقرر ہوا، سجاح بولی مجھے مہر کے متعلق تو معلوم کرنا یاد ہی نہ رہا، یہ پھر واپس ہوئی اور مسیلمہ سے اپنا مہر پوچھا تو اس نے اعلان کیا کہ:

"محمد بن عبداللہ (ﷺ) خدا کی طرف سے پانچ نمازیں لائے تھے، خدا نے ان میں سے دو، مغرب وعشاء کی نمازیں سجاح کے مہر میں میری امت سے معاف کردیں۔"

اسی دن سے مسیلمہ کی شریعت میں صرف تین نمازیں فرض رہیں جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے، سجاح کے اس فیصلہ کو اس کی امت نے نہ چاہتے ہوئے قبول تو کرلیا لیکن سب دل میں نادم وشرمندہ تھے اور اب کسی نہ کسی طرح لوگ اس ظلی، بروزی یا ذیلی نبیہ سے جان چھڑانے کی فکر میں نظر آتے تھے، اس کے ایک مشیر خاص عطاء ابن حاجب نے اپنی بددلی کا اظہار اس طرح کیا:

اَمُسَتْ نَبِیُّنَا اُنْثٰی نَطُوْفُ بِهَا
وَ اَصُبَحَتْ اَنْبِیَاءُ النَّاسِ ذُکْرَانَا

"ترجمہ: ہماری پیغمبر عورت ہے جسے ہم لیے پھرتے ہیں، حالانکہ اور لوگوں کے پیغمبر مرد ہوتے ہیں۔"

سجاح کی نبوت کا انجام:

سجاح نے مسیلمہ سے اپنے وطن واپس جانے کی اجازت چاہی اور چند ہی دن بعد واپسی کا وعدہ کیا، یہ اپنے لشکر کے ساتھ یمامہ سے باہر نکلی، شومئ قسمت کہ اس کا لشکر اسلام سے سامنا ہوگیا جو مسیلمہ کی سرکوبی کے لیے آرہا تھا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے

معلوم کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو پتہ چلا کہ سجاح بنت حارث مسیلمہ سے ملاقات کر کے واپس جا رہی ہے، آپ نے ایک ہی تیر سے دو شکار کرنے کا موقع غنیمت جانا، لیکن یہ بدنصیب اور اس کے ساتھی تو پہلے ہی شکار ہو چکے تھے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انھیں للکارا تو سب کے سب سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے، سجاح کہیں ایسی روپوش ہوئی کہ پھر کبھی اس کا نام تک نہ سنا گیا، کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں یہ ظاہر ہوئی، بوڑھی ہو چکی تھی، بصرے میں اس نے توبہ کا اعلان کیا، مشرف باسلام ہوئی اور یہیں اس کا انتقال ہوا۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی، آپ صحابی رسول ﷺ تھے اور اس وقت بصرے کے حاکم تھے۔

حوالہ جات:

☆ الکامل لابن اثیر، ج ۱، ص ۳۵۳ تا ۳۵۷، دار صادر بیروت

☆ فتوح البلدان، حصہ اوّل ۱۵۴ تا ۱۵۵، نفیس اکیڈمی اردو بازار، لاہور

☆ تاریخ ابن خلدون، ج ۲، ص ۳۹۸ تا ۴۱۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت

☆ نبوت کے جھوٹے دعویدار، ص ۹۲ تا ۱۲۹، حصہ اوّل، کتابیات پبلی کیشنز، کراچی

☆ مقالاتِ قادری، ۲/ ۲۷۲ تا ۲۸۰، برکاتی پبلشرز کراچی

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

باب ششم

مرزا قادیانی کا مختصر تعارف

ہمارا مقصود سارے کذابوں اور مدعیانِ نبوت کا ذکر نہیں بلکہ صرف ان کذابوں کا تذکرہ کرنا تھا جن کی سرکوبی کا شرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا، تاہم اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ ہمارے دور کا کذاب اور مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی اپنے پچھلے ساتھیوں سے کسی طرح کم نہیں، اس نے کبھی نبوت کا دعوی کیا، کبھی مسیح موعود بنا، کبھی مجدد کہلایا، کبھی بغیر باپ کے پیدا ہونے کا اعلان کیا، کبھی کہا کہ مجھے عورتوں کی طرح حیض آتا ہے، اس نے اپنی شریعت علیحدہ مرتب کی، عجیب عجیب مسائل گھڑے، قرآن وحدیث میں تحریف کی، انبیاء و اولیاء کسی کی عزت کو نہ چھوڑا، یہ درحقیقت کیا تھا؟ اگر دیانت داری سے اس کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو یہ ماننے میں ذرّہ برابر بھی دشواری نہیں ہوگی کہ یہ ایک پاگل تھا، جس کو اس وقت کی برطانوی حکومت نے چند روپے ماہانہ تنخواہ مقرر کر کے مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا، وہ خدا اور رسول کا باغی بنا، لیکن اپنی روزی کی وجہ سے انگریز حکومت کا حقِ نمک ادا کیا، قسمت کا اچھا تھا کہ کسی اسلامی حکومت کی زد میں نہ آسکا ورنہ قادیان ہی میں اس کی گردن اڑا دی جاتی اور اس کی آواز بھی باہر نہ آپاتی۔

لیکن انگریز حکومت کا اس کو مالی، سیاسی اور قانونی تعاون حاصل ہوا، جس کے سہارے ہندوستان میں اس نے خاصا فتنہ برپا کیا، اس کی جماعت خاصی منظم ہوئی اور اس کذاب کے مرجانے کے بعد بھی اس کا مشن جاری رہا، اور اب تک جاری ہے۔ اس

کے چیلوں کو غیر مسلم ممالک میں خصوصاً مغربی ممالک میں خاصی پذیرائی حاصل ہوئی۔

قیام پاکستان اور مرزائیوں کی سرگرمیاں

قیامِ پاکستان کے ساتھ ہی مرزائیوں نے اس نوزائیدہ ملک میں بھی اپنی سرگرمیاں جاری کر دیں، بدنصیبی سے پاکستان میں اسلامی قانون نہ ہونے کے باعث اس گروہ کو خاص سہولتیں میسر آئیں، لیکن عوام اور علماء کی مشترکہ مساعی سے یہ گروہ پاکستان اور امت مسلمہ کو تباہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا، بمشکل تمام عوام کے دباؤ سے مجبور ہو کر ۱۹۷۴ء میں اس گروہ کو حکومت پاکستان نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا، مرتدین کے لیے یہ شرعی فیصلہ تو نہیں لیکن سیاسی اعتبار سے اسی کو کافی سمجھا جاتا ہے۔

خدا کرے وہ وقت جلد آئے جب پاکستان میں مکمل اسلامی قانون نافذ ہو اور مرتدین کو شرعی سزا دی جا سکے، لیکن مسلمانوں کو اپنی ذمہ داری پوری کرنی چاہیے، اس طرح کہ مرزائیوں کو کسی بھی اعتبار سے مسلمان تصور نہ کریں، ان سے مکمل علیحدگی اختیار کریں، مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی، مجدد، حتیٰ کہ مسلمان ماننے والا بھی مرتد ہے۔ لہٰذا یہ گروہ کسی بھی عنوان سے سامنے آئے تو مسلمان ان کے فریب سے بچیں۔

اہل اسلام کی ذمہ داریاں

اگر مسلمانوں نے اس معاملہ میں لاپرواہی سے کام لیا تو جو نقصان مسیلمہ کذاب نے اسلام کو پہنچایا، اس دور میں اس سے کہیں زیادہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے مرزا غلام احمد کی تحریک نقصان دہ ہو سکتی ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حالات ناسازگار ہونے کے باوجود کذاب مدعیان نبوت کے ساتھ جو برتاؤ کیا، وہ آپ پڑھ چکے، یہ سب کچھ صرف اسی لیے کیا گیا تھا کہ مسلمانوں کے لیے دوسری اسلام دشمن قوتیں اتنی خطرناک نہیں جتنا خطرہ ختم نبوت پر ڈاکہ مارنے والوں سے ہے، اس حقیقت کو جاننا نہایت ہی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے اور اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین

ردِّ مرزائیت میں علماء و مشائخ اہلِ سنت کا کردار

امتِ مسلمہ پر جب بھی کوئی مشکل یا کڑا وقت آیا تو علماء حق نے اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ کی عملی تفسیر بنتے ہوئے اس مشکل وقت میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا، جب بھی کسی فتنے نے جنم لیا تو علماءِ حق اس فتنے کے خلاف سدِّ سکندری ثابت ہوئے، انگریز کے خود کاشتہ پودے مرزا قادیانی نے جب دعوائے نبوت کیا تو اس کا خیال تھا کہ میں اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہو جاؤں گا، بہت سے لوگوں کو وہ گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

ایسے میں علماء و مشائخ اہلسنّت نے اپنا فرض منصبی سمجھتے ہوئے مرزا ملعون کا اپنی تقریر و تحریر کے ذریعے ردّ بلیغ کیا۔ حالانکہ مرزائیوں کو یہود و نصاریٰ کی سپورٹ حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کو دبانے کے لیے انٹرنیشنل سطح پر سعی لاحاصل ہوتی رہتی ہے، وہ علماء جنہوں نے اپنے اپنے دور میں قادیانیوں کا بھرپور ردّ کیا اور جن کی کوششوں سے بہت سے قادیانیوں کو مشرف بااسلام ہونے کی سعادت حاصل ہوئی، ان کے بارے میں مولانا محمد منشا تابش قصوری اس طرح رقم طراز ہیں کہ:

"علماء و مشائخ کا مقدس گروہ نہایت نامساعد اور حوصلہ شکن مراحل میں بھی ہمیشہ پرچمِ اسلام بلند کرنے میں کوشاں رہا ہے، یہ علماء و مشائخ ہی کا نورانی گروہ تھا، جنہوں نے دینِ اسلام کے خلاف کی جانے والی سازشوں کا قلع قمع کیا۔ گاندھی کی شاطرانہ چالوں کو ناکام بنایا۔ سندھی کی تحریک کو موت کے گھاٹ اتارا، تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کیا، جہاد کشمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ نظریۂ پاکستان کے لیے پیش

پیش رہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تحریک ختم نبوت کے لیے متاعِ زیست کو وقف کر دیا۔ اور حقیقتاً اسلام میں یہی وہ مرکزی مسئلہ ہے جس کے گرد جملہ مسائل (دینی و دنیوی) طواف کرتے نظر آتے ہیں،

مرزا قادیانی نے مسئلہ ختم نبوت کے تار و پود بکھیرنے کی مکروہ سازش کی تو علماء اہلسنّت نے فوراً آگے بڑھ کر اس کا تعاقب کیا۔ ہر چند فتنۂ مرزائیت کے رد کے لیے علماء اہلسنّت و جماعت کی خدماتِ جلیلہ کا احاطہ کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے، تاہم علماء و مشائخ اہلسنّت نے ردِّ مرزائیت میں جو کردار ادا کیا، اپنی بساط کے مطابق اس کی ہلکی سی تصویر پیش کر رہے ہیں۔

۱ : اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے قادیانیت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی بنیاد رکھی مسئلہ ختم نبوت اور ردِّ مرزائیت کے موضوع پر آپ نے کئی بلند پایہ کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ کی چند کتب جو مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں اس کی تردید کے لیے طبع ہو کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو چکی تھیں جن کے اسماء درج ذیل ہیں، مگر مرزا صاحب کو زندگی بھر جواب لکھنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین ۱۳۲۰ھ:

فاضل بریلوی نے حضرت شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ (۱۳۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء) کی تصنیف "المعتقد المنتقد" (۱۲۷۰ھ) پر تعلیقات لکھیں اور ان کا نام "المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد" رکھا، اسی زمانے میں ان تعلیقات کا خلاصہ علماء حجاز کی خدمت میں تصدیقات کے لیے پیش کیا، چنانچہ حرمین شریفین کے علماء و فضلاء نے اس کو اپنی تقاریظ اور تصدیقات سے مزین فرمایا۔

خود فاضل بریلوی نے ان تقاریظ وتصدیقات کو مرتب فرما کر ''حسام الحرمین'' نام رکھا، مفید اضافے کیے اور شائع کیا۔

خلاصہ فوائد فتاویٰ ۱۳۲۴ھ:

(مذکورہ بالا تصنیف علماء حرمین شریفین کے فتاویٰ کا خلاصہ ہے، جو ۱۳۲۴ھ میں مطبع اہل سنت بریلی سے شائع ہوا۔)

(المجمل المعدود، ص ۲۲)

قہر الدیان علی مرتد بقادیان ۱۳۲۳ھ:

خباثاتِ قادیانی کا ردِ بلیغ ۱۳۲۳ھ میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ یہ تصنیف مطبع اہلِ سنت بریلی سے شائع ہوئی۔ پھر اسی نام سے اعلیٰ حضرت نے مرزا قادیانی کے مستقل ردّ کے لیے ماہوار رسالہ جاری فرمایا۔

(المجمل المعدد، ص ۲۲)

المبین ختم النبیین ۱۳۲۵ھ:

۱۳۲۵ھ کی تصنیف ہے، جس میں خاتم النبیین میں کلمہ ''لام'' کی تحقیق درج ہے۔ الغرض اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی حیاتِ مبارکہ کا ایک ایک لمحہ ناموسِ رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے لیے وقف تھا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کتب متعدد بار زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں لیکن مخالفین تا قیام قیامت آپ کی کتب کا جواب لکھنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔

(المجمل المعدد، ص ۲۴)

۲ : مولانا حامد رضا خاں صاحب قادری علیہ الرحمہ:

آپ اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کی سیرت وصورت کا آئینہ تھے۔ مسئلہ ختم نبوت پر آپ کی نہایت عمدہ تصنیف ''الصارم الربانی علی اسراف القادیانی'' ۱۳۱۵ھ میں مطبع حنفیہ پٹنہ سے شائع ہوئی پھر بریلی اور لاہور سے شائع ہوتی رہی۔

۳ : مجاہد اسلام مولانا فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب جہلمی نے ۱۳/ذی الحجہ ۱۳۰۳ھ میں جہلم سے ایک ہفتہ وار پرچہ ''سراج الاخبار'' کے نام سے جاری کیا۔ اس اخبار نے اپنے دور کے اعتقادی فتنوں خاص طور پر فتنۂ مرزائیت کی تردید میں بڑا کام کیا، مرزا قادیانی اور اس کے حواری ''سراج الاخبار'' کے کارناموں سے بوکھلا اٹھے۔ چنانچہ انہوں نے ''سراج الاخبار'' کو بند کرانے کے بے شمار حربے استعمال کیے، آپ اور آپ کے رفیق کار حضرت مولانا محمد کرم دین صاحب دبیر پر مقدمات کا نہ ختم ہونے والا دور شروع ہوا، مگر یہ عالی قدر ہستیاں ان مصائب و آلام سے کب گھبرانے والی تھیں! ابتلاء و آزمائش کی آندھیاں ان کے پائے استقلال میں کوئی لغزش پیدا نہ کرسکیں۔ گورداس پور کی عدالت میں مقدمہ چلا جو قادیانی اور اس کے حواریوں کی شکست پر پایہ تکمیل کو پہنچا، مرزا قادیانی کی خوب گت بنی اور اللہ تعالیٰ نے مجاہد اسلام مولانا فقیر محمد جہلمی اور مولانا کرم دین صاحب کو باعزت بری فرمایا۔ آپ نے بڑی اہم کتابیں یادگار چھوڑی ہیں، جن میں ''حدائق حنفیہ'' کو خاص شہرت حاصل ہوئی۔

۴ : مولانا عبد الحامد بدایونی علیہ الرحمہ:

حضرت مولانا بدایونی علیہ الرحمۃ کی زندگی کا سب سے اہم مشن عقیدۂ ختم نبوت

کا تحفظ تھا۔ چنانچہ اس تحریک میں آپ نے بڑا نمایاں کردار ادا کیا۔ تحریک تحفظِ ختمِ نبوت کی حمایت اور مرزائیت کی تردید کی پاداش میں حکومت نے انہیں گرفتار کر لیا۔ ایک سال تک سکھر اور کراچی کی جیلوں میں علامہ ابو الحسنات قادری کے ساتھ نظر بند رہے۔ قید و بند کی سخت صعوبتوں کو بڑی جوانمردی سے برداشت کیا۔ ان کی مدبرانہ فراست نے پورے ملک میں اس تحریک کو مقبول بنایا۔

۵ : مولانا عبدالستار خاں صاحب نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ نے تحریک ختم نبوت کے لیے اپنی زندگی کو ہمیشہ وقف رکھا۔ جب ۱۹۵۲ء میں تحریک ختم نبوت چلی تو آپ کراچی میں تھے۔ ۱۳ر فروری کو تحریک شروع ہوئی۔ ۲۴،۲۵ فروری کو گرفتاریوں کا آغاز ہوا چنانچہ آپ پولیٹکل ورکرز کنونشن کے دورہ سے لاہور واپس آئے اور ۲۷ر فروری کو جامع مسجد داتا گنج بخش میں جمعہ کے بعد جلسۂ عام سے خطاب کر رہے تھے کہ اطلاع ملی:

"تحریک کے تمام رہنما گرفتار کر لیے گئے ہیں۔"

رہنماؤں کی گرفتاری کے بعد یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ پُر امن تحریک تشدد کی راہ اختیار کر لے گی، چنانچہ آپ نے ۱۳ر مارچ ۱۹۵۲ء کو مسجد وزیر خان میں تحریک کا مرکزی دفتر قائم کیا اور مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ کے تعاون سے چار ہزار کاپیاں تحریک کے اغراض و مقاصد کی شہر اور مضافات میں تقسیم کیں۔ ان دنوں روزانہ دو جلسے ہوا کرتے تھے۔ مسجد وزیر خاں کے جلسہ سے زیادہ تر آپ ہی خطاب کرتے تھے۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس فردوس شاہ پولیس فورس کے ساتھ آپ کو گرفتار کرنے آ رہا تھا کہ کسی نوجوان نے اسے چھرا گھونپ کر ہلاک کر دیا۔ اسی دوران مارشل لاء لگا دیا گیا اور اس میں سب سے زیادہ ہاتھ اس وقت کے وزیر داخلہ سکندر مرزا کا تھا۔ ۹ر مارچ کو صوبائی

اسمبلی کا اجلاس شروع ہو رہا تھا۔ فیصلہ یہ کیا گیا کہ مسئلہ کو اسمبلی میں پیش کیا جائے۔ مسجد وزیر خاں سے اسمبلی پہنچنا مشکل تھا کیونکہ جگہ جگہ پولیس اور ملٹری کا پہرہ تھا، آپ قصور میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہیں سے کسی نے پولیس کو اطلاع کر دی اور آپ ۱۶/ مارچ کی صبح نمازِ فجر کے وقت گرفتار کر لیے گئے۔

(ماہ نامہ رضائے مصطفیٰ (علماء اہلسنت نمبر)، ص ۲۱)

گرفتاری کے بعد مولانا عبدالستار خاں نیازی صاحب کو شاہی قلعہ لاہور میں منتقل کر دیا گیا۔ جہاں پولیس نے ۲۳/ مارچ سے ۱۹/ اپریل تک ایک لمحہ بھی سونے نہ دیا۔ ۱۶/ اپریل کو آپ کو اطلاع ملی کہ آپ کے خلاف ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس فردوس علی شاہ کے قتل اور بغاوت کا مقدمہ بنا دیا گیا ہے۔ ۲۷ اپریل کو ملٹری عدالت نے مقدمہ کی سماعت شروع کی۔ ۷/ مئی کو فیصلہ سنایا گیا اور آپ کو بغاوت کے الزام میں سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا۔

جب عدالت کے ایک رکن نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ کو موت کا کوئی خوف نہیں؟ تو آپ نے جواب دیا:

"سرورِ کائنات ﷺ پر ایسی ہزاروں زندگیاں قربان کی جا سکتی ہیں۔"

اسی شام آپ کو پھانسی کی کوٹھڑی میں منتقل کر دیا گیا، آپ ۷ دن اور ۸ راتیں اس کوٹھڑی میں رہے۔

خود فرماتے ہیں کہ ۱۴/ مئی کو عصر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوا ہی تھا کہ اطلاع ملی کہ "سزائے موت ۱۴ سال قید میں بدل گئی ہے۔" ۱۵ مئی کی صبح آپ پھر جیل منتقل کر دیئے گئے۔ جہاں مولانا خلیل احمد قادری، مولانا نصر اللہ خان عزیز، سید نقی علی اور ابو الاعلیٰ مودودی اتفاقاً اکٹھے قید تھے۔ پھر آپ کو راولپنڈی جیل منتقل کر دیا گیا۔ چودہ سال کی سزا

بعد میں جسٹس شریف نے تین سال میں بدل دی ۔ پھر آپ دو سال بعد ۱۹/اپریل ۱۹۵۵ء کو ضمانت پر رہا کر دیئے گئے۔

۸/جولائی ۱۹۵۵ء کو رہائی سے صرف دو ماہ بعد شیرانوالہ گیٹ کی مسجد میں مسئلہ ختم نبوت پر تقریر کی ، جس پر سکندر مرزا (وزیر داخلہ) نے بنگال ریگولیشن کے تحت آپ کو دوبارہ گرفتار کر لیا اور ساہیوال جیل میں بھیج دیا گیا۔ ۲۶/جولائی کو جسٹس کیانی کے حکم سے آپ کو رہائی ملی۔

۱۹۵۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت سے لے کر ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت تک آپ نے اپنے نصب العین کی خاطر بے پناہ قربانیاں دیں اور آخر آپ نے اپنی زندگی میں ۷/ستمبر کا دن بھی دیکھ لیا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک میں بھی آپ نے دن رات کام کیا۔ الغرض نیازی صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ساری زندگی تحفظ ناموس رسالت کے لیے وقف کر دی۔

۶ : استاذ العلماء مولانا حکیم محمد عالم آسی امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت مولانا محمد عالم آسی حضرت مولانا مفتی غلام قادر بھیروی سے شرفِ تلمذ رکھتے تھے۔ تبلیغ مسلک حق اہلسنت اور ردِ مرزائیت میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ تردید مرزائیت میں آپ نے دو ضخیم جلدوں میں (۱۳۵۲ھ ماہ ربیع الاوّل) وہ عظیم الشان تاریخی تصنیف ''الکاویہ علی الغاویہ'' (چودھویں صدی کے مدعیانِ نبوت) عربی اور اردو میں علیحدہ علیحدہ شائع فرمائی۔ علماءِ امّت اور اہلِ قلم حضرات نے اسے نظرِ تحسین سے دیکھا۔ چنانچہ غیر مقلد عالم ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری اس پر تقریظ لکھتے ہوئے اپنے خیالات کا یوں اظہار کرتے ہیں:

''کتاب الکاویہ علی الغاویہ'' (چودھویں صدی کے مدعیانِ نبوت)

مصنفہ جامع المعقول والمنقول جناب مولانا محمد عالم آسی میں نے دیکھی، کتاب اپنے مضمون پر جامع ہے، اسلامی دنیا میں بہاء اللہ ایرانی اور مرزا قادیانی نے جو تہلکہ مچا رکھا ہے، آج اس کی نظیر نہیں ملتی، ان کے حالات اور مقالات کی جامع کتاب چاہیے تھی، مصنّف علام نے اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ جزاہ اللہ۔ ثناء اللہ ۱۷ ستمبر ۱۹۳۴ء"

(الکاویہ علی الغاویہ (اردو) مطبوعہ امرتسر، ص ۵، ۶)

۷ : حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمہ اللہ تعالیٰ:

ردِّ مرزائیت میں پنجاب میں سب سے پہلے آپ نے ہی یہ فتوی جاری فرمایا کہ قادیانیوں کے ساتھ مسلمان مرد یا عورت کا نکاح حرام و ناجائز ہے۔

بعد میں علماءِ دین و مفتیانِ شرع متین نے اسی مبارک فتوی سے استفادہ کرتے ہوئے مرزائیوں سے مناکحت، تزویج کو ناجائز اور ان سے میل جول اور ذبیحہ تک کو حرام قرار دیا۔ مرزا نے جب نبوت کا دعوی کیا اور حکیم نور الدین نے اس کی تائید کی تو آپ نے حکیم نور الدین کا ایسا ناطقہ بند کیا کہ آپ کی موجودگی میں اسے کبھی بھیرہ میں داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔

۸ : حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب علیہ الرحمۃ میانی ضلع شاہ پور نے فتنہ قادیانیت کا قلع قمع کرنے میں بے نظیر کارنامے انجام دیئے۔ آپ کو حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ سے بیعت کا شرف حاصل تھا، کئی سال مدرسہ نعمانیہ لاہور کے اوّل مدرس رہے۔ ۱۴ یا ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ کا حکیم نور الدین بھیروی سے ابراہیم قادیانی کے

مکان واقع کشمیری بازار میں حیات مسیح بن مریم پر تاریخی مکالمہ ہوا۔

حکیم نورالدین بھیروی خلیفہ اوّل مرزا قادیانی آپ سے سخت مرعوب ہو گیا اور ایسی کوئی دلیل پیش نہ کر سکا، جس پر اسے خود تسلی ہوتی، آخر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

(الظفر الرحمانی فی کشف القادیانی، ص ۲۰۴ تا ۲۰۷، مطبوعہ لاہور پرنٹنگ پریس)

۱۸، ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو حضرت مولانا غلام مرتضیٰ صاحب کا مولوی جلال الدین شمس قادیانی سے بمقام ہریا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں تاریخی مناظرہ ہوا۔ مسلمانوں کی طرف سے صدر جلسہ مفتی غلام محمد صاحب گھوٹوی ملتانی علیہ الرحمۃ تھے جبکہ قادیانیوں نے پہلے دن کرم داد قادیانی اور دوسرے روز حاکم علی قادیانی کو صدر جلسہ بنایا۔

اس تاریخی مناظرہ کی کارروائی سننے کے لیے ہر مذہب و مسلک کے لوگ دور دراز سے آئے مناظرہ دو روز تک جاری رہا، مناظرِ اسلام حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ نے تحریری و تقریری دلائل کے انبار لگا دیئے۔ آپ کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ مدمقابل قادیانی مناظر مولوی شمس صاحب کی کوئی پیش نہ گئی اور گھبراہٹ کے عالم میں قادیانیوں نے جلسہ کو درہم برہم کرنے کی بھی ناکام کوشش کی مگر حسنِ انتظام اور مفتیٔ اسلام کے پرجوش خطاب سے ان کے سب منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس مناظرہ میں اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمایا اور باطل ناکام و نامراد ہوا۔ قادیانی مناظر بڑی ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوا۔ حضرت مولانا مفتی غلام محمد صاحب گھوٹوی صدر مناظرہ، مفتی غلام مرتضیٰ صاحب کے جوابی دلائل سے اس قدر متاثر ہوئے کہ پکار اٹھے:

> ''میرا دل اس وقت یہ گواہی دیتا تھا کہ اگر مفتی صاحب کی تقریر مرزا صاحب خود سنتے تو مسلمان ہو جاتے مگر ہدایت مقدر نہ تھی۔'' اس تاریخی مناظرہ کے اختتام پر حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب

نے مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی مرزا قادیانی کو لاہور میں مناظرہ کا چیلنج دیا۔ (الظفر الرحمانی فی کشف القادیانی، ص ۲۰۷، ۲۲۰) مگر وہ بھی اپنے باپ کی طرح نام نہاد دارالامان قادیان سے باہر نہ نکل سکا، قادیانیوں پر مناظر اسلام مفتی غلام مرتضیٰ کے علم و فضل اور مناظرہ کی دھاک بیٹھ گئی"۔

۲۰ / اکتوبر ۱۹۲۴ء کو مفتی غلام محمد صاحب گھوٹوی فتح کی خوشخبری سنانے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کی خدمت میں گولڑہ شریف حاضر ہوئے۔ مناظرہ کی مفصل کارروائی اور فتح کی نوید سن کر حضرت قبلہ عالم پیر صاحب قدس سرہٗ نے مفتی غلام مرتضیٰ علیہ الرحمۃ کی طرف مبارک بادی کا مکتوبِ گرامی ارسال فرمایا۔

(الظفر الرحمانی فی کشف القادیانی، ص ۴)

۹ : علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد صاحب قادری علیہ الرحمۃ:

آپ علماء میں واحد ہستی تھے جن کو تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں تمام مکاتبِ فکر کے علماء نے قائد تسلیم کیا۔ آپ نے اس تحریک میں پرجوش حصہ لیا اور تمام مسلمانوں کو دعوتِ عمل دی اور حکومت کے سامنے مذہبی مطالبات پیش کیے۔ آپ نے بحیثیتِ صدر مجلس ان مطالبات کے لیے بڑی جدوجہد کی۔ سید مظفر علی شمسی بیان کرتے ہیں کہ:

"میں اس وقت مجلس عمل کا سیکرٹری تھا۔ ہر جلسہ میں مجھے موصوف کے قریب رہنے کا موقع ملا۔ میں ان سے بہت متاثر تھا۔ انھیں ہر سٹیج پر باعمل پایا۔ خواجہ ناظم الدین مرحوم وزیر اعظم سے ہر ملاقات میں مولانا کے ہمراہ رہا۔ جس شان سے موصوف نے قوم کے مطالبات پیش کیے یہ انھیں کا حصہ تھا۔ ہر ملاقات کے بعد خواجہ ناظم الدین

اکثر حضرت مولانا کے پیچھے نماز ادا کرتے، ان کی شخصیت اور علم وفضل کا اقرار کرتے۔ مولانا ہر ملاقات میں ان سے ایک ہی خواہش کا اظہار کرتے کہ شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کے مطالبات کو تسلیم کریں۔ اس سلسلہ میں مولانا نے پورے ملک کا دورہ کیا اور عقیدۂ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں لاکھوں مسلمانوں سے خطاب کیا۔ میں حیران تھا کہ ایک گوشہ نشین عالم کس طرح اس مسئلہ کے لیے بے قرار ہے، میں نے اکثر موصوف کو مسلمانوں کے لیے رورو کر دعائیں مانگتے دیکھا"۔

حکومت نے جب کوئی بات تسلیم نہ کی تو کراچی میں مجلس عمل نے ڈائریکٹ ایکشن کا اعلان کیا، جس کا ایک طریقہ یہ تھا کہ کارکن خاموشی سے کتبے ہاتھ میں لیے گورنروں اور وزیراعظم پاکستان کے بنگلوں پر خاموش احتجاج کریں، حکومت نے اسی رات حضرت مولانا کی قیادت میں ان کے رفقاء کو گرفتار کرلیا اور کراچی سنٹرل جیل میں بھیج دیا۔ اس گرفتاری کے بعد پورے ملک میں تحریک نے زور پکڑا، پنجاب سے روح فرسا خبریں پہنچنی شروع ہوئیں۔ آپ کو اچانک ایک دن اطلاع ملی کہ حضرت مولانا خلیل احمد قادری خطیب مسجد وزیر خاں کو مارشل لاء حکومت نے پھانسی کی سزا دے دی ہے۔ مولانا اپنے اکلوتے فرزند کے متعلق یہ المناک خبر سن کر سجدے میں گر گئے۔۔۔اور عرض کیا: الٰہی! میرے بچے کی قربانی کو منظور فرما۔ ڈیڑھ ماہ تک کراچی میں قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار رہنے کے بعد سکھر سنٹرل جیل میں نظر بند کر دیئے گئے۔ سخت گرمیوں کے دن تھے۔ آٹھ مربع فٹ کوٹھڑی میں علامہ ابو الحسنات، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا صاحبزادہ سیّد فیض الحسن صاحب، سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری اور سیّد مظفر علی شمسی صاحب بند تھے۔ آپ حیدر آباد جیل میں بھی قید رہے، چھ ماہ سی کلاس میں گزارنے

کے بعد اے کلاس ملی۔ بعد ازاں لاہور منتقل کر دیئے گئے، جہاں تحقیقاتی عدالت میں پیش ہوئے۔ جناب مظفر علی صاحب شمسی بیان کرتے ہیں کہ

"جس ہمت اور اولوالعزمی سے علامہ ابو الحسنات نے قید میں دن گزارے، اس کی مثال ملنی بہت مشکل ہے۔ ناز و نعم میں پلا ہوا انسان، لاکھوں انسانوں کے دلوں کا بادشاہ علم و عمل کا شہنشاہ، مگر محبت رسول نے امتحان چاہا تو بے دریغ قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ اور اس شان سے قید کاٹی کہ دوسروں کے لیے مثال بن گیا۔ کیا مجال جو کسی سے شکایت کی یا کسی کا شکوہ کیا ہو یا اپنے مشن سے دستبرداری کا ارادہ کیا ہو۔ جیل میں آپ کا بہترین شغل قرآن کریم کی تفسیر لکھنا تھا، کئی برس قید میں کاٹے اور بہت شدت کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، جس کا آپ کی زندگی پر بڑا اثر پڑا۔

(روزنامہ مشرق، ۵ نومبر ۱۹۶۷ء، ص ۳)

ردّ مرزائیت کے سلسلہ میں آپ نے رسائل و جرائد اور اخبار و اشتہارات کے ذریعہ بھی بے شمار خدمات انجام دی ہیں۔ ردّ قادیانیت میں ذیل کی دو کتابیں آپ کی مستقل یادگار ہیں۔

۱ : مرزائیت پر تبصرہ

۲ : قادیانی مذہب کا فوٹو

۱۰ : حضرت مولانا سیّد محمود احمد رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ کی ذات والا صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں، تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء

میں آپ نے کراچی سے پشاور تک لاہور سے کوئٹہ تک جگہ جگہ دورے کئے۔ مجلسِ عمل کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے تحریکی کامیابی کے لیے دن رات آپ نے ایک کر دیا، آخر اللہ تعالیٰ نے کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کیا۔ آپ نے ردِ مرزائیت میں قلمی جہاد بھی فرمایا خصوصاً ردِ مرزائیت میں ہفت روزہ ''رضوان'' لاہور کا ختم نبوت نمبر تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں حصہ لینے پر آپ تین ماہ شاہی قلعے میں قید رہے۔

۱۱ : مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

ردِ مرزائیت میں آپ کی معرکۃ الآراء تصنیف ''مقیاس النبوت'' ضخیم حصوں میں بڑے سائز کے تقریباً ڈیڑھ ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

پہلی جلد مقیاس النبوۃ فی حقیقت من عادائی غیر الابوۃ: ۴۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

دوسری جلد مقیاس النبوۃ فی ثبوت انقطاع النبوۃ: ۲۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

تیسری جلد: مقیاس النبوۃ فی ردّ مدار النبوۃ: ۷۵۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

حضرت مولانا مفتی مسعود علی صاحب قادری فرماتے ہیں کہ:

> ''اس موضوع پر اتنی مفصل کتاب میری نظر سے نہیں گزری، پوری کتاب کی کتابت و طباعت معقول ہے، میرے خیال میں جس کے پاس یہ کتاب ہو اسے قادیانیت کے خلاف کسی دوسری کتاب خریدنے کی زحمت گوارا نہیں کرنا پڑے گی۔ مولانا مرحوم نے اہلِ سنت کی طرف سے عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے۔''

(ختم نبوت نمبر، ترجمان اہلِ سنت، اگست، دسمبر ۱۹۷۲ء، ص ۱۰۷)

۱۲ : ابوالنصر مولانا منظور احمد شاہ ہاشمی

آپ جامعہ فریدیہ ساہیوال کے بانی و مہتمم ہیں۔ ہزاروں لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہیں۔ تردید قادیانیت میں آپ نے مثالی کارنامے انجام دیئے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں ساہیوال (منٹگمری) میں آپ مجلسِ عمل کے صدر تھے اور تحریک کے جلوس کی قیادت کے دوران گرفتار کر لیے گئے، ساڑھے سات ماہ تک آپ کو ساہیوال جیل میں قید بامشقت کی سزا ہوئی۔

۱۹۷۴ء کی تحریک کے دوران ساہیوال میں آپ نے بڑا مجاہدانہ کارنامہ سرانجام دیا۔ سوشل بائیکاٹ کے جواز پر آپ نے سب سے پہلے رسالہ تصنیف فرمایا اور تحریک کے دوران پینتالیس ہزار کاپیاں چھپوا کر پورے ملک میں تقسیم کرائیں۔

۱۳ : حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

مرزا قادیانی نے عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے کر کے غیر معمولی شہرت حاصل کر لی تو اُس نے ملک کے مشہور مشائخ کو خطوط ارسال کیے، جن کا مضمون یہ تھا کہ "میں مسیح موعود ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے احیائے دین اور عروجِ اسلام کے لیے مامور کیا گیا ہوں۔ آپ اس مشن میں میری اعانت کریں۔"

جب اس قسم کا خط حضرت قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے یہ جواب لکھوایا کہ "میں آپ کو مسیح موعود اور مامور من اللہ نہیں مانتا۔ آپ اپنی توجہ حسبِ سابق غیر مسلموں کے ساتھ مناظروں اور تبلیغ اسلام پر مرکوز رکھیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔" جب یہ جواب مرزا صاحب کو پہنچا، تو وہ بہت زیادہ گیا۔ کیونکہ ہر طرف سے مرزا صاحب کے اس دعوے کی تردید کی گئی تھی، چنانچہ ہر طرف سے مایوس ہو کر ایام الصلح میں مرزا صاحب نے مشائخ پر اس طرح اپنا غبار نکالا۔

''ایں وقت زیرِ سقفِ نیلگوں ہیچ متنفس قدرت ندارد کہ لافِ برابری با من زند۔ من آشکارا می گویم و ہرگز باک ندارم اے اہالیانِ اسلام، درمیان شما جماعتے می باشند کہ گردن بدعویٰ محدثیت و مفسریت برمی فرازند و طائفہ اند کہ از نازشِ ادب پا بر زمین نگذارند و گروہے اند کہ دم بلند از خداشناسی زنند و خودرا چشتی و قادری و نقشبندی و سہروردی چہ چہ مے گویند۔ ایں جملہ طوائف رانزدمن بیارید۔''

یعنی اس وقت آسمان کے نیچے کسی کی مجال نہیں جو میری برابری کی لاف مار سکے۔ میں اعلانیہ اور بلا کسی خوف کے کہتا ہوں کہ اے مسلمانو! تم میں بعض لوگ محدثیت و مفسریت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں اور بعض از راہِ ناز زمین پر پاؤں بھی نہیں رکھتے اور کئی خداشناسی کا دم مارتے ہیں اور چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی اور کیا کیا کہلاتے ہیں۔ ذرا ان سب کو میرے سامنے تو لاؤ۔''

جب مرزا صاحب کو انگریزوں کے تعاون سے بہت زیادہ شہرت حاصل ہوگئی اور ظاہر بین اور کم علم لوگ اس کے دعوؤں سے متاثر ہونے لگے، تو علماء کی درخواست کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ اس فتنے کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے ۱۳۱۷ھ، مطابق ۱۹۰۰۔ ۱۸۹۹ء ماہِ شعبان و رمضان المبارک روزمرہ کے اوراد و اشغال سے کچھ وقت بچا کر ایک رسالہ بعنوان ''شمس الہدایت فی اثبات حیات المسیح'' تحریر فرمایا، جو رمضان شریف ہی میں زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر برصغیر کے علماء و مشائخ میں تقسیم ہوا اور ایک کاپی بذریعہ رجسٹری مرزا صاحب کو بھی قادیان بھیج دی گئی۔

اس کتاب میں حضرت گولڑوی علیہ الرحمہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اُٹھانا اور قیامت کے قریب بجسدِ عنصری زمین پر نازل ہوکر اسلام کی فتح و نصرت کرنا قرآنِ مجید اور صحیح احادیث سے ثابت فرمایا اور اس عقیدہ کو اُمتِ اسلامیہ کے

اجماعی اور متفق علیہ عقائد میں سے قرار دیا ہے۔ نیز ثابت کیا کہ ان کے مثیل ہونے اور دنیا میں بطور مسیح موعود آنے کے مرزا قادیانی کے عقائد غلط اور باطل ہیں۔ آغازِ کتاب میں آپ نے مرزا صاحب کی "ایام الصلح" والی تعلّی کے مقابلہ میں اُن سے کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی دریافت کیے تھے۔

کتاب کا منصۂ شہود پر آنا تھا کہ قادیان میں تہلکہ مچ گیا۔ خصوصاً کلمۂ طیبہ کے معانی کے سوال پر علمائے اسلام بھی انگشت بدنداں رہ گئے۔ اس کتاب کی مقبولیت اور قدردانی کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ ملک کے طول وعرض سے حضرت قبلہ عالم کو مبارک باد کے خطوط آنے لگے اس حوالے سے مشہور اہلحدیث عالم عبدالجبار غزنوی کا خط قابل ذکر ہے۔ جس کے لفظ لفظ سے حضرت قبلۂ عالم سے عقیدت و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

اس کے بعد حکیم نورالدین نے ۲۰ رفروری ۱۹۰۰ء کو حضرت قبلۂ عالم کی خدمت میں بارہ سوالات بھیجے۔ قبلۂ عالم نے ان کے جوابات ارسال کردیے اور حکیم نورالدین پر ایک سوال کیا، مگر وہ جواب نہ دے سکا۔ پیر صاحب نے یہ خط و کتابت بصورت اشتہار شائع کروادی۔ پیر صاحب کے جوابات نے ملک کے گوشہ گوشہ میں پہنچ کر علماء وفضلا سے تحریری وتقریری خراجِ تحسین حاصل کیا۔ اس پر عوام کی طرف سے "شمس الہدایت" کے جواب کا مطالبہ زور پکڑ گیا، تو مرزا صاحب نے جوش میں آکر پیر صاحب کو مناظرہ کی دعوت دے دی کہ میرے ساتھ عربی زبان میں تفسیر نویسی کا مقابلہ کرلو! چنانچہ مرزا صاحب نے ۲۲ رجولائی ۱۹۰۰ء کو بذریعہ اشتہار پیر صاحب کو مقابلۂ تفسیر نویسی کی دعوت دیدی۔

گولڑہ شریف میں مرزا صاحب کی دعوت کا اشتہار ۲۵ رجولائی ۱۹۰۰ء کو موصول ہوا۔ پیر صاحب نے اگلے ہی روز اس دعوت کا جواب پانچ ہزار کاپیوں کی صورت میں

چھپوا کر ملک کے طول و عرض میں پھیلا دیا اور مرزا صاحب کو بھی بذریعہ رجسٹر پوسٹ ارسال کردیا۔ حضرت نے بمقام لاہور ۲۵؍اگست ۱۹۰۰ء کو تاریخ مقابلہ مقرر کردی ملک بھر کے تمام علماء و مشائخ نے حضرت قبلہ عالم کی حمایت میں اشتہار شائع کیے اور تقریری مقابلے کا مطالبہ بھی کیا۔ تاکہ فیصلہ واضح طور پر ہوسکے، لیکن قادیانی نہ مانے۔

جوں جوں مقابلے کا دن نزدیک آتا گیا، ملک کے اطراف و اکناف سے مسلمان لاہور پہنچ رہے تھے۔ تمام فرقوں کے رہنماؤں نے حضرت کو اپنا قائد منتخب کرلیا۔ ۲۴؍اگست کو حضرت لاہور پہنچ گئے اور آتے ہوئے راولپنڈی اور لالہ موسیٰ سے مرزا صاحب کو بذریعہ تار اپنی آمد کی اطلاع دے دی۔ جب آپ لاہور تشریف لائے تو لاکھوں مسلمان دیدہ و دل فرشِ راہ کیے ہوئے تھے۔ مباحثہ کا انعقاد شاہی مسجد میں قرار پایا۔ ۲۵؍اگست کو پولیس نے حفظِ امن کے تمام انتظامات کررکھے تھے، لیکن مرزا صاحب کو میدان میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت کو جب معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نے قادیان سے باہر نکلنے سے انکار کردیا ہے، تو آپ قادیان جانے کے لیے تیار ہونے لگے، مگر مسلمانوں کی کثیر تعداد کے منع کرنے سے رک گئے۔

مرزا صاحب نے یہ کہا کہ ''میں کسی قیمت پر بھی لاہور آنے کو تیار نہیں ہوں کیونکہ مولوی لوگ مجھے دعوی نبوت میں کاذب ثابت کرنے کے بہانے قتل کرانا چاہتے ہیں''۔ جب مرزا صاحب کا وفد یہ پیغام لے کر لاہور پہنچا، تو اس کی جماعت میں شدید انتشار پیدا ہوگیا۔ بعض لوگوں نے اسی وقت توبہ کرلی اور بعض لوگ مایوس ہوکر خانہ نشیں ہوگئے۔ جب مرزا صاحب کی آمد سے قطعی مایوسی ہوگئی، تو ۲۷؍اگست کو شاہی مسجد میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ جس میں ممتاز علماء نے عقیدۂ تحفظ ختم نبوت پر تقاریر فرمائیں۔ مقررین میں پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مفتی محمد عبداللہ ٹونکی (پروفیسر اورینٹل کالج) مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا عبدالجبار غزنوی قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت قبلۂ عالم ۲۴؍ اگست تا ۲۹ اگست لاہور میں قیام کے بعد واپس گولڑہ شریف چلے گئے، تو ۳۰؍ یا ۳۱؍ اگست کو مرزا صاحب نے ایک اشتہار لاہور میں تقسیم کروادیا کہ پیر صاحب مقابلہ سے بھاگ گئے ہیں اور انھوں نے اُلٹا یہ مشہور کروادیا ہے کہ مرزا بھاگ گیا ہے اور میدان میں نہیں آیا۔ اگر اب بھی میری جان کے تحفظ کا بندوبست کیا جائے، تو میں میدان میں آنے کو تیار ہوں۔ ملک کے علماء و مشائخ اور عوام نے چونکہ شاہی مسجد والے واقعے ہی سے مرزا صاحب کو مخاطب نہ کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا لہٰذا حضرت نے مرزا صاحب کے اس اشتہار کا نوٹس نہ لیا۔ مورخہ ۱۵؍ دسمبر ۱۹۰۰ء کو مرزا صاحب نے ایک اور اشتہار نکالا جس میں لکھا تھا کہ ”آج میرے دل میں ایک تجویز خدائے تعالیٰ کی طرف سے ڈالی گئی۔ جس کو میں اتمام حجت کے لیے پیش کرتا ہوں اور وہ تدبیر یہ ہے کہ ”آج میں اُن متواتر اشتہار۔۔ جو پیر مہر علی شاہ صاحب کی تائید میں نکل رہے ہیں یہ جواب دیتا ہوں کہ میں اسی جگہ بجائے خود سورۂ فاتحہ کی عربی میں فصیح تفسیر لکھ کر اس سے اپنے دعوی کو ثابت کروں اور اس کے متعلق معارف اور حقائق سورۂ ممدوحہ کے بھی بیان کروں اور حضرت پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے مسیح اور مہدی کا ثبوت اس سے ثابت کریں۔ یہ دونوں کتابیں دسمبر ۱۹۰۰ء کی پندرہ تاریخ کے بعد ۷۰ دنوں تک چھپ کر تیار ہوجانی چاہئیں۔ تب اہل علم خود مقابلہ اور موازنہ کرلیں گے“۔ ساتھ ہی مرزا صاحب نے مبلغ پانچ صد روپیہ انعام رکھا کہ اگر حضرت کی تفسیر مقابلہ میں بہتر قرار دے دی جائے تو انعام ان کا حق ہوگا۔ حضرت کی ذات گرامی پر اس نئے چیلنج کا ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوا۔

مرزا صاحب نے ۱۵؍ دسمبر ۱۹۰۰ء کے بعد ۷۰ دنوں میں ”اعجاز المسیح“ کے نام سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر شائع کردی۔ اس تفسیر نے مرزا صاحب کے تمام دعووں پر پانی پھیر دیا۔ اس تفسیر کی زبان محاورہ سے محروم، لغوی اور نحوی اغلاط سے بھرپور اور مسروقہ عبارات

سے پر تھی۔ اس تفسیر سے مرزا صاحب کی مراد پوری نہ ہو سکی اور مسلمانوں نے شدید مطالبہ کیا کہ مرزا صاحب حیلوں بہانوں کو چھوڑ کر حضرت کی کتاب ''شمس الہدایت'' کا جواب دیں، چنانچہ مجبور ہو کر مرزا صاحب نے مولوی محمد احسن امروہوی سے ''شمس بازغہ'' لکھوائی۔

اس کی اشاعت کے بعد حضرت نے ''اعجاز المسیح'' اور ''شمس بازغہ'' کے جواب میں اپنی شہرۂ آفاق کتاب'' سیف چشتیائی'' تصنیف فرمائی جو ۱۹۰۲ء میں شائع ہو کر برصغیر کے علماء ومشائخ، دینی مدارس اور مذہبی اداروں میں مفت تقسیم کی گئی۔ اس کتاب میں حضرت نے مرزا صاحب کی تفسیر پر تقریباً ایک سو اعتراضات فرمائے۔ ''سیف چشتیائی'' کی اشاعت کے موقعہ پر حضرت نے ایک بیان جاری فرمایا، جسے ہم بطور تبرک یہاں نقل کر رہے ہیں۔ اس بیان سے تمام معرکہ کا پس منظر سامنے آجاتا ہے:

قابلِ توجہ اہلِ اسلام!

اس ہیچ مدان، خوشہ چین علمائے کرام کو مطابق قول السلامۃ فی الوحدۃ گوشہ نشینی پسند رہی ہے۔ تصنیف وتالیف کا شوق نہیں۔ کیونکہ یہ اُمور یا تو بغرض شہرت ونام آوری، یا بغرض حصولِ دولت کیے جاتے ہیں۔ سو اس خاکسار کو ان دونوں اُمور سے نفرت ہے۔ آج کل کے ابنائے زمان اُن کمالات کو پسند کرتے ہیں جو منجملہ تعلیمات یورپ کے ہیں اور جس سے یہ عاجز ناواقف ہے۔ اس طرز قدیم سے جس پر زمانہ سلف کے بزرگان دین تصنیف وتالیف کرتے آئے ہیں اور جس سے اس ہیچ مدان کو قدرے موانست ہے، نفرت رکھتے ہیں۔

باوجود ان موانعات کے چند احباب کے اصرار پر رسالہ ''شمس الہدایت'' لکھا گیا تھا۔ جس سے مراد نہ تو طلب شہرت نہ حصول دولت تھی بلکہ اصل غرض یہ تھی کہ اعلاء کلمۃ الحق میں کوتاہی نہ ہو اور قیامت میں باز پرس سے بچ جاؤں، تو عنداللہ مستحق ثواب ٹھہروں۔

اس رسالہ کے شائع ہونے سے کچھ مدت بعد مرزا صاحب قادیانی اور ان کے مریدوں کی طرف سے بجائے کسی جواب کے مباحثہ کے لیے اشتہار شائع ہونے شروع ہوئے۔ ہر چند مباحثہ کے لیے کل شرائط مرزا قادیانی نے خود ہی تجویز کی تھیں۔ اس طرف سے نہ تو کوئی شرط پیش ہوئی اور نہ کسی شرط کی ترمیم کی درخواست کی گئی اور یہ خادم الفقراء معہ علماء کرام اور مشائخ عظام تاریخ مقررہ پر لاہور پہنچ کر کئی روز تک محمڈن ہال انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور میں بغرض انتظار مرزا صاحب قادیانی ٹھہرا رہا مگر مرزا قادیان سے باہر نہ نکلا۔ اس تمام واقعہ کی عوام نے بلا اطلاع میری کے تشہیر کر دی تھی، اس لیے اب تشریح کی ضرورت نہیں۔

بہت دیر بعد ''شمس الہدایت'' کے جواب میں مرزا قادیانی کے امروہوی مرید نے ''شمس بازغہ'' لکھی اور مرزا نے ''تفسیر فاتحہ'' چھپوائی تو دوبارہ اہل اسلام اور میرے احباب نے مجھے مجبور کیا کہ اس کے جواب میں قلم فرسائی کروں۔ گو بہت انکار کیا گیا اور کہا گیا کہ

آں کس کہ ز قرآں و خبر زد نہ رہی
آں است جوابش کہ جوابش نہ دہی

لیکن پھر بھی سوال پیش آیا کہ مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں سے کیا غرض ہے؟ عوام مسلمانانِ ہند و پنجاب کے فائدے کے لیے ہی سہی لہٰذا یہ چند اوراق لکھ کر مولوی محمد غازی صاحب کے حوالہ بغرض طبع کر دیئے کہ وہ اسے کتاب کی صورت میں

چھپوا کر میرے پاس لائیں تاکہ یہ علمائے کرام اور معززین اسلام میں بدستورِ سابق مفت تقسیم کی جائے۔ کیونکہ مجھے اس کی اشاعت سے مقصود نفعِ اہلِ اسلام ہے نہ کہ تجارت۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ.

محب الفقراء
مہر علی شاہ عفی عنہ

۱۴ : حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ:

حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ردِ مرزائیت میں عظیم الشان کردار ادا کیا۔

جب مرزا قادیانی نے اپنے بال و پر نکالے تو حضرت نے مندرجہ ذیل اعلان جاری فرمایا:

۱ : سچا نبی کسی اُستاد کا شاگرد نہیں ہوتا، اس کا علم لدنی ہوتا ہے۔ وہ روح قدس سے تعلیم پاتا ہے۔ بلا واسطہ اس کی تعلیم و تعلم خداوند قدوس سے ہوتی ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برخلاف ہوتا ہے۔

۲ : ہر سچا نبی اپنی عمر کے چالیس سال گزرنے کے بعد یکدم بحکم رب العالمین مخلوق کے روبرو دعویٰ نبوت کر دیتا ہے اور بتدریج آہستہ آہستہ اس کو یہ درجہ نہیں ملتا۔ وہ نبی ہوتا ہے، وہ پیدائش سے نبی ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی برخلاف اس کے آہستہ آہستہ دعاوٰں کے بعد نبوت کا دعوی کرتا ہے۔ پہلے محدث، مجدد ہونے کا دعووں کرتا ہے۔

۳ : حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم الانبیاء تک جتنے نبی ہوئے تمام کے نام مفرد تھے، کسی سچے نبی کا نام مرکب نہ تھا۔ برعکس اس کے جھوٹے نبی کا نام مرکب ہوا۔

۴ : سچا نبی کوئی ترکہ نہیں چھوڑتا ہے اور جھوٹا نبی ترکہ چھوڑ کر مرتا ہے اور اولاد کو محروم الارث کرتا ہے۔

۵ : مرزائی جو مرزا غلام احمد کے پیرو ہیں، وہ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے ہیں اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے مدارج کو مرزا غلام احمد کے لیے مانتے ہیں۔

(بحوالہ ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور اپریل مئی ۱۹۶۱ء ص ۳۳)

اس کے علاوہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ نے قادیانیوں کو نارووال سیالکوٹ لاہور اور دیگر بہت سے محاذوں پر شکست فاش سے دوچار کیا مرزا قادیانی اور اس کی ذریت بھی محدث علی پوری کا مقابلہ نہ کر سکی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر محاذ پر فتح و نصرت سے ہمکنار فرمایا۔

۱۵ : حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ شمس العارفین سراج السالکین حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی قدس سرہٗ کے پوتے اور حضرت شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کے والد گرامی تھے۔ آپ بیک وقت شیخ طریقت، عالمِ دین، مصنف اور سیاسی لیڈر تھے۔ آپ نے تحریکِ خلافت میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا تھا۔ ردِ مرزائیت میں آپ نے شاندار خدمات سرانجام دیں اور ایک معرکۃ الآرا کتاب ''معیار المسیح''، مطبوعہ ۱۳۲۹ھ کے نام سے لکھی جو اپنی مثال آپ ہے۔

۱۶ : پیر محمد شاہ ساہنپالوی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۳۳۷ھ)

پیر محمد شاہ سجادہ نشین درگاہ حضرت نوشہ گنج قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی

اپنے دور میں بھی ردمرزائیت کے حوالے سے کافی کام کیا تھا۔ ایک مرتبہ آپ کا عید الفطر کے دن نماز عید کے فوری بعد مشہور مرزائی مبلغ مولوی احمد بخش مولوی فاضل ساکن رن مل ضلع گجرات سے حلقہ دربار حضرت نوشہ گنج میں برگد کے درخت کے نیچے مناظرہ ہوا۔ بہت سے مواضعات مثلاً ساہن پال شریف، رَن مل، کوٹ ککے شاہ، سارنگ، اور بھاگٹ کے لوگ اس مناظرہ کو دیکھنے کے لیے موجود تھے۔ آپ نے مرزائی مبلغ کو لاجواب کردیا جس کی وجہ سے وہ راہِ فرار اختیار کرگیا۔

۱۷ : حضرت علامہ خواجہ غلام دستگیر قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ:

مشہور صوفی، بے مثل عالم دین، مصنف کتب کثیرہ بے مثل و بے نظیر مناظر خواجہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے کون واقف نہیں۔ آپ کی کتاب "تقدیس الوکیل" رہتی دنیا تک یادگار رہے گی۔ آپ نے فتنۂ مرزائیت کی تردید میں بھی عربی زبان میں ایک مایہ ناز کتاب لکھی تھی، جس کا جواب مرزائی حلقے آج تک نہیں دے سکے۔

۱۸ : پیر ظہور احمد شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین جلالپور جٹاں:

پیر ظہور احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ جلالپور جٹاں ضلع گجرات کے سجادہ نشین تھے۔ آپ شیخ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین مصنف اور عالم بھی تھے۔ فتنۂ مرزائیت کی تردید میں آپ نے ایک کتاب "قہر یزدانی برسر دجال قادیانی" لکھی تھی۔

۱۹ : مولانا خواجہ محمد ابراہیم مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ کا تعلق موضع سیتھل ضلع گجرات سے تھا اور آپ کو خواجہ غلام نبی لِلّٰہ شریف ضلع جہلم سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ آپ نے قادیانیت کے رد میں ایک کتاب "ردمرزا قادیانی" لکھی تھی۔ مگر افسوس کہ وہ زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر منصۂ شہود

پر جلوہ افروز نہ ہو سکی۔

۲۰ : حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لیے ماضی قریب میں جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ دوسرے علماء اور صوفیاء کے لیے منارۂ نور کی حیثیت رکھتی۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے علمائے اہلسنت کے شانہ بشانہ بلکہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ملک گیر دَورے فرما کر مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کو واضح کیا۔ ۷۴ء کی تحریک میں پیرانہ سالی کے باوجود جگہ جگہ دَورے کیے۔ مسلمانوں کو قادیانیوں سے سماجی بائیکاٹ کرنے کی تلقین کی اور حکومت سے پُر زور مطالبے کیے کہ مرزائیوں کو جلد از جلد اقلیت قرار دیا جائے۔ یکم ستمبر کو بادشاہی مسجد لاہور میں کل پاکستان مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے جلسۂ عام میں آپ نے جو شاندار تقریر کی، وہ آپ کی ایمانی قوت اور عشقِ رسول ﷺ کے جذبہ کی شاہکار ہے۔

۲۱ : علامہ حافظ خادم حسین رضوی اَطَالَ اللّٰہُ عُمُرَہٗ

امام الصرف یادگار اسلاف علامہ خادم حسین رضوی اطال اللہ عمرہٗ صحیح معنوں میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ ہیں یہی وجہ کہ آپ علالت کے باوجود تقریر و تحریر اور تدریس کے ذریعے قادیانیوں کا رد کرتے نظر آتے ہیں۔ حضرت علامہ خادم حسین رضوی صاحب کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ آپ ڈنکے کی چوٹ پر حق بات کہتے ہیں اور آپ نے کبھی اس بات کی پرواہ نہیں کی کہ حق بات کہنے کی پاداش میں میرا کیا کیا نقصان ہو سکتا ہے آپ کو تحفظ ناموس رسالت کی وجہ سے بار بار قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں لیکن رہائی کے بعد آپ کے جوش اور ولولہ میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے اور چند سالوں سے قبلہ استاذ گرامی (7) ستمبر کے تاریخی دن تاجدار ختم نبوت کے عنوان سے عظیم

الشان کانفرنس کا انعقاد کرتے ہیں جس میں اہل سنت و جماعت کے جملہ مرکزی قائدین جلوہ گر ہوتے ہیں اس تاریخی کانفرنس کے انعقاد کا مقصد امت مسلمہ کو مسئلہ ختم نبوت سے آگاہ کرنا ہے۔اللہ تعالی قبلہ استاذ گرامی کو صحت وسلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔۔۔آمین

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

باب ہفتم

موجودہ دور کے منکرینِ نبوت کا اجمالی تعارف

اس وقت دنیا میں بہائی اور قادیانی دو ایسے فرقے ہیں جو ختمِ نبوت کے منکر ہیں۔ یا امریکا میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو علی جاہ کی نبوت کے قائل ہیں۔ بہائی اور علی جاہ کے پیروکار دنیا میں تعداد میں بہت کم ہیں، سب سے زیادہ قادیانی ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں ان کے بھی دو فرقے ہیں ان کی غالب اکثریت مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول مانتی ہے، دوسرا فرقہ مرزا قادیانی کو مجدد اور محدث مانتا ہے اس کو لاہوری جماعت کہا جاتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مرزا کو الہام اور وحی میں اشتباہ ہوگیا، قادیانی فرقہ ان کو کافر کہتے ہیں۔ بلکہ وہ اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو کافر کہتا ہے، ان کے نزدیک جو بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے۔

بانئ قادیانیت اور اُس کی ابتدائی زندگی:

تحریکِ قادیانیت کے بانی کا نام مرزا غلام احمد تھا۔ وہ برٹش انڈیا میں پنجاب کے ضلع گورداسپور کے موضع قادیان میں ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا۔ اس کے والد کا نام غلام مرتضٰی تھا جو سمرقندی مغل گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ مرزا قادیانی کے آباء واجداد کا خاندانی پیشہ طبابت اور زمیندارہ تھا۔ مرزا غلام احمد علوم مروجہ عربی، فارسی اور طب کی تحصیل سے فارغ ہو کر ۱۸۶۴ء میں ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر میں بطور اہل مدّ قریباً چار سال ملازمت کرتا رہا۔ بالآخر ملازمت چھوڑ کر مرزا قادیانی نے والد کا ہاتھ بٹانا شروع کردیا۔ ساتھ ساتھ مذہبی کتب کا مطالعہ بھی جاری رکھا اور وہ مذہبی مناظروں میں حصہ بھی

لیتا رہا۔ جہاں تک معلوم ہوسکا ہے اُس کے آبا واجداد حنفی المذہب مسلمان تھے اور خود مرزا بھی اپنی اوائل زندگی میں انہی کے قدم بہ قدم چلتا رہا۔ ۱۸۷۹ء میں اس نے ایک اشتہار شائع کیا کہ میں ایک کتاب ''براہین احمدیہ'' لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں جو پچاس جلدوں پر مشتمل ہوگی اور جس میں اسلام کی حقانیت اور دیگر مذاہب کی تردید میں قوی اور محکم عقلی دلائل پیش کیے جائیں گے۔ مسلمانوں نے اس کتاب کی اشاعت کے لیے کثیر تعداد میں پیشگی قیمت بھیج کر مرزا کی معاونت کی لیکن ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک مرزا نے اس کتاب کی صرف چار جلدیں شائع کرنے بعد دعوی کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں بذریعہ الہام اشاعتِ دین پر مامور فرما دیا ہے اور وہ اس صدی کے مجدد ہیں۔ اس لیے اس کتاب کی مزید اشاعت بند کی جاتی ہے۔

۱۸۸۶ء میں مرزا نے اپنے دوسری کتاب ''سرمۂ چشم آریہ'' تصنیف کی اور ہوشیار پور میں آریہ سماجیوں کے ساتھ مناظرہ بھی کیا۔ اس طرح ایک مناظرِ اسلام اور مدعیٔ الہام کی حیثیت سے شہرت حاصل کر کے انھوں نے اپنے گرد عقیدت مندوں کا ایک گروہ پیدا کر لیا جس میں حکیم نور دین طبیب ریاست جموں و کشمیر جیسے بارسوخ مشیر و معاون بھی شامل تھے۔

(مہر منیر ص ۱۴۵ تا ۱۶۶)

مرزا اپنے بارے میں لکھتا ہے کہ جب اس کی عمر چالیس سال کی ہوگئی تو اس پر زور شور سے مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ شروع ہوا۔

(کتاب البریہ ص ۱۳۶)

۱۸۸۰ء میں مرزا ایک مبلغ کی حیثیت سے ظاہر ہوا پھر اس نے محدث ہونے کا دعوٰی کیا اور اس نے یہ کہا کہ اس کو الہام کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہونے اور اب تک زندہ ہونے کا جو مسلمانوں کا اجماعی

عقیدہ ہے وہ غلط ہے۔ اور اس عقیدہ کو ختم نبوت کے منافی قرار دیا اور ۱۸۹۰ء تک برابر کہتا رہا کہ میرے نزدیک نبی سیدنا محمد ﷺ خاتم النبیین اور آخری نبی ہیں، پھر اس نے خود کو مثیل مسیح اور مسیح موعود قرار دیا، اور ۱۸۹۱ء میں اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور ۱۹۰۸ء تک اس دعویٰ پر قائم رہا اور اسّی سال کی عمر میں قے اور ہیضہ میں مبتلا ہو کر مر گیا۔

مولانا اختر شاہجہان پوری مرزائی فرقہ کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس فرقے کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی (المتوفی ۱۳۲۶ھ) (۱۹۰۸) ہیں موصوف نے دعوۂ نبوت کر کے اپنے متبعین کے دائرہ اسلام میں رہنے یا مسلمان کہلائے جانے کا سوال ہی ختم کر دیا۔ مرزا صاحب شروع ایام میں نیچریت کی طرف مائل تھے دیوبندیت سے کسی قدر پیار اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے بھی در پردہ عاشق زار تھے۔ شیعہ حضرات کی صحبت، بہائیت کے مطالعے اور گورنمنٹ کی حوصلہ افزائی سے نبوت کا دعویٰ کر بیٹھے جس کی جسارت کوئی مسلمان کہلانے والا ہر گز نہیں کر سکتا موصوف کی جماعت بھی دو گروہوں میں بٹ چکی ہے۔ (۱) قادیانی (۲) احمدی لاہوری

قادیانی حضرات مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور لاہوری پارٹی والے موصوف کے دعوۂ نبوت کی تاویلیں کر کے انھیں چودھویں صدی کا مجدد قرار دیتے ہیں نبی آخر الزمان ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں دیکھا جائے تو آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے حضرات کو سرور کون و مکاں ﷺ نے نبی، مجدد یا محض ایک مسلمان بھی نہیں بلکہ دجال ٹھہرایا ہے اور ایسے دجالوں کی فہرست کا اعلان فرماتے ہوئے ان کی تعداد بھی تیس (۳۰) بتائی ہے چونکہ قادیانی اور لاہوری مرزائی خود کو مسلمان ہی کہتے ہیں لہٰذا ہماری دعا ہے کہ باری تعالیٰ شانہ ان حضرات کو مسلمان ہی بنا دے اور ہمیں اسلام پر قائم رکھے۔ آمین!

(برطانوی مظالم کی کہانی عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری کی زبانی) (ص ۳۰۷ تا ۳۰۸)

اب ہم اس صدی کے سب سے بڑے فتنے مرزا قادیانی کے حالات زندگی اس

کی کتب کی روشنی میں ہدیۂ قارئین کرتے ہیں تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ مرزا قادیانی سے بڑا کذاب اور دجال اس صدی میں شاید ہی کوئی دوسرے پیدا ہوا ہو۔

نام ونسب:

مرزا غلام احمد قادیانی خود اپنا تعارف کراتے ہوئے لکھتا ہے کہ

"میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضٰی اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پر دادا صاحب کا نام گل محمد تھا، اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے، اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے"۔

(کتاب البریہ حاشیہ ص ۱۳۴ روحانی خزائن ج ۱۳، ص ۱۶۲، ۱۶۳)

تاریخ ومقام پیدائش:

مرزا غلام احمد قادیانی کا آبائی وطن قصبہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب ہے اور تاریخ پیدائش کے سلسلہ میں اس نے یہ وضاحت کی ہے:

"میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا"۔

(کتاب البریہ ص ۱۴۶ حاشیہ، روحانی خزائن ص ۱۷۷ ج ۱۳)

تعلیم:

مرزا غلام احمد قادیانی نے قادیان میں ہی رہ کر متعدد اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، جس کی تفصیل خود اس کی زبانی ملاحظہ ہو:

"بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح ہوئی کہ جب میں چھ

سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر (استاذ کا احترام ملاحظہ ہو۔۔۔) رکھا گیا، جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا، اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا، میں خیال کرتا ہوں چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی، اس لیے ان استاذوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے، وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صَرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعدِ نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا، ان کا نام گل علی شاہ تھا، ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر (استاذ کو نوکر کہنے والا یقیناً مرزا قادیانی کے علاوہ کوئی اور نہیں ہوسکتا) قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا۔ اوران آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروّجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا"۔

(کتاب البریۃ برحاشیہ ص ۱۶۱ تا ۱۶۳، روحانی خزائن، ج ۱۳، ص ۱۷۹ تا ۱۸۱، برحاشیہ)

میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیے، کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور نیز ان کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ ہوکر ان کے غموم و ہموم میں شریک ہوجاؤں۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ میرے والد صاحب اپنے بعض آباء و اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لیے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انھوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا۔ ایک زمانہ دراز تک مَیں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقتِ عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری اُمور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا، اس لیے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا تھا۔ ایسا ہی ان کے زیرِ سایہ ہونے کے ایام میں چند سال تک میری کراہتِ طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت میں بسر ہوئی (یعنی سیالکوٹ کی کچہری میں (۱۵) روپے ماہوار کے محرّر تھے)۔ آخر چونکہ میرا جُدا رہنا میرے والد پر بہت گراں تھا۔ اس لیے ان کے حکم پر، جو عین میر منشا کے موافق تھا، میں نے استعفا دے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے مخالف تھی، سبکدوش کر دیا اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ اور جب والد صاحب مرحوم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا تو بدستور ان ہی زمینداری کے کاموں میں مصروف ہوگیا۔ مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کو دیکھنے میں صرف ہوتا تھا۔

میری عمر قریباً چونتیس یا پینتیس برس کی ہوگی، جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا۔ مجھے ایک خواب میں بتلایا گیا کہ اب ان کے انتقال کا وقت قریب ہے۔ میں اس وقت لاہور میں تھا، جب مجھے یہ خواب آیا تھا۔ تب میں جلدی سے قادیاں پہنچا اور ان کو مرضِ پیچش میں مبتلا پایا اور میرے والد صاحب اسی دن بعد غروب آفتاب فوت

ہوگئے۔ غرض میری زندگی، قریب قریب چالیس برس کے زیرِ سایہ والد بزرگوار کے گزری۔ ایک طرف ان کا دنیا سے اُٹھ جانا تھا اور ایک طرف بڑے زور شور سے سلسلۂ مکالماتِ الٰہیہ کا مجھ سے شروع ہوا۔

(کتاب البریہ ۱۳۴ تا ۱۳۶ خلاصہ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(تزکِ احمدی مندرجہ اخبار الحکم قادیان خاص نمبر جلد (۳۷۔۱۹۰۔۱۸۰ مورخہ ۲۱۔۲۸ مئی ۱۹۳۴ء)

خاندانی زوال:

میرے والد مرزا غلام مرتضٰی صاحب دربارِ گورنری میں کرسی نشین بھی تھے۔ اور سرکارِ انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگجو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔

غرض ہماری ریاست کے ایام دن بدن زوال پذیر ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ آخری نوبت ہماری یہ تھی کہ ایک کم درجہ کے زمیندار کی طرح ہمارے خاندان کی حیثیت ہوگئی۔

(تحفہ قیصریہ ۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

آبائی مکانات:

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے: بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے نے کہ بیان کیا ان سے مرزا سلطان احمد صاحب نے کہ ایک دفعہ مسٹر میکانکی ڈپٹی کمشنر گورداسپور، قادیان دورہ پر آئے۔ راستے میں انھوں نے دادا صاحب (مرزا غلام مرتضٰی صاحب) سے کہا کہ آپ کے خیال میں سکھ حکومت اچھی تھی، یا انگریزی حکومت اچھی ہے؟ دادا صاحب نے کہا کہ گاؤں چل کر جواب دوں گا۔ جب قادیان

پہنچے تو دادا صاحب نے اپنے اور بھائیوں کے مکانات دکھا کر کہا کہ یہ سکھوں کے وقت کے بنے ہوئے ہیں۔ مجھے امید نہیں کہ آپ کے وقت میں میرے بیٹے ان کی مرمت کر سکیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ۳۲۵ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

سندھی:

مرزا قادیانی کو بچپن میں سندھی کہا جاتا وجہ بیان کرتے ہوئے مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایمہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں تو انھوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ نے فرمایا کہ میں نے نہ سمجھا تھا کہ سندھی سے کون مراد ہے؟ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ دستور ہے کہ کسی منّت کے ماننے کے نتیجہ میں بعض لوگ خصوصاً عورتیں اپنے کسی بچہ کا عرف سندھی رکھ دیتی ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپ کی والدہ اور بعض عورتیں آپ کو بھی بچپن میں کبھی اس نام سے پکار لیتی تھیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ۳۶ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد)

لطیف اشارہ:

میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی۔ جس کا نام جنت تھا اور مرزا صاحب کا یہ الہام کہ یَآ اٰدَمُ اسْکُنْ أَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ جو آج سے بیس برس پہلے براہینِ احمدیہ (مصنفہ مرزا صاحب) کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے، اس میں جو جنت کا لفظ ہے، اس میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی، اس کا نام جنت تھا اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہوگئی تھی۔

(تریاق القلوب ۱۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

انثیت کے مادّہ کا خاتمہ:

حضرت مرزا صاحب توام پیدا ہوئے تھے۔اور آپ کے ساتھ پیدا ہونے والا دوسرا بچہ لڑکی تھی جن کا نام جنت رکھا گیا تھا۔وہ چند دنوں کے بعد فوت ہوگئی اور فی الواقع جنت میں چلی گئی۔مرزا صاحب نے اس معصومہ کے فوت ہونے پر اپنا خیال یہ ظاہر کیا کہ ''میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدائے تعالیٰ نے انثیت کا مادّہ مجھ سے بکلی الگ کر دیا۔''

(حیات النبی جلد اوّل ۵۰ مؤلفہ یعقوب علی صاحب قادیانی کتاب البریہ ۱۴۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

بچپن کی یادیں:

مرزا بشیر احمد قادیانی اپنے باپ مرزا قادیانی کے بچپن کے حالات اس طرح بیان کرتا ہے کہ بیان کیا مجھ سے والدہ نے کہ ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔ میں گھر آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بُورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی بس پھر کیا تھا۔میرا دم رُک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی، کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بُورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا، وہ بُورا نہ تھا، بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ۲۲۶ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

مرزا کی جوانی آوارہ گردی اور اس پر فخر:

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلے گئے۔ جب آپ نے پنشن وصول کرلی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور اِدھر اُدھر پھراتا رہا۔ پھر جب آپ نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم

سے واپس گھر نہیں آئے۔ اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں، اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین اِدھر اُدھر پھرتا رہا۔ آخر اس نے چارے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا۔ مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہماری وجہ سے ہی اُسے قید سے بچالیا ورنہ خواہ کیسا ہی آدمی تھا، ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچازاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ۳۴ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

بھئی لوگ:

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ میں نے سنا کہ مرزا امام الدین اپنے مکان میں تھا کسی کو مخاطب کر کے بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ بھئی (یعنی بھائی) لوگ (حضرت صاحب کی طرف اشارہ تھا) دوکانیں چلا کر نفع اٹھا رہے ہیں۔ ہم بھی کوئی دوکان چلاتے ہیں۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ پھر اس نے چوہڑوں کی پیری کا سلسلہ جاری کیا۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ۲۵ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

لازمۂ شرافت وشجاعت:

جس زمانے میں حضرت مسیح موعود کا بچپن جوانی کی طرف جا رہا تھا، عام طور پر لوگ ہتھیارات رکھتے تھے اور استعمال کرتے تھے اور گتکہ وغیرہ اور تلوار کے کرتب کی ورزشیں کھل جانے والی تھیں، آپ نے ان اُمور کی طرف توجہ نہیں کی۔ بحالیکہ یہ اُمور لازمۂ شرافت وشجاعت سمجھے جاتے تھے۔

(حیات النبی جلد اول نمبر دوم ۱۳۸ مؤلفہ یعقوب علی قادیانی)

دایاں ہاتھ:

بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب (حال عبدالرحیم درد صاحب قادیانی ایم۔ اے نے کہ ایک دفعہ والد صاحب (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے اور دائیں بازو پر چوٹ آئی، چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں۔ کہ آپ کھڑکی سے اُترنے لگے تھے، سامنے اسٹول رکھا تھا، وہ الٹ گیا اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لے جاسکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض تک کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا۔

(سیرۃ المھدی حصہ اول ۱۹۸ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

دانت:

دندان مبارک آپ کے (یعنی مرزا غلام صاحب) آخر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے۔ یعنی کیڑا بعض داڑھوں کو لگ گیا تھا، جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک داڑھ کا سرا ایسا نوک دار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا۔ تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا، مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔ مسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ (شاید دیر میں شروع کی، ورنہ کیڑا نہ لگتا۔ للمولف)

(سیرۃ المھدی حصہ دوم ۱۳۵ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

توبہ توبہ:

خاکسار مرزا بشیر احمد کے ماموں ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزے کو ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اس

وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا۔ اس لیے حضرت (مرزا صاحب) اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے، مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے، غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی، جس سے بہت خون بہ گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چونکہ کبھی جانور وغیرہ ذبح نہ کیے تھے، اس لیے بجائے چوزہ کی گردن کے انگلی پر چھری پھیر لی۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ۴ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ حضرت مرزا صاحب فرماتے تھے کہ ہم بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہ ہوتا تو تیز سرکنڈے سے حلال کر لیتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ۲۳۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت (مرزا) صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہ (حضرت صاحب) بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ۳۶ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

مرزا قادیانی کی انگریزی دانی:

اسی زمانہ میں (یعنی جبکہ مرزا صاحب سیالکوٹ کی کچہری میں ملازم تھے) مولوی الٰہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے، کچہری کے ملازم منشیوں کے لیے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر

شاہ صاحب، جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں استاد مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ۱۳۷ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

(مرزا کے انگریزی الہامات سے بھی بس اسی قدر لیاقت معلوم ہوتی ہے۔ للمولف)

مختاری:

چونکہ مرزا ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے، اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیونکر ہوتے؟ وہ دنیوی اشغال کے لیے بنائے نہیں گئے تھے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند

(سیرۃ المہدی حصہ اول ۱۳۸ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

مدرسی:

ان دنوں میں پنجاب یونیورسٹی نئی نئی قائم ہوئی تھی۔ اس میں عربی استاد کی ضرورت تھی، جس کی تنخواہ ایک سو روپیہ ماہوار تھی۔ میں نے ان کی (یعنی مرزا صاحب کی) خدمت میں عرض کی کہ آپ درخواست بھیج دیں۔ چونکہ آپ کی لیاقت عربی زبان دانی کی نہایت کامل ہے، آپ ضرور اس عہدے پر مقرر ہو جائیں گے۔ فرمایا کہ میں مدرسی کو پسند نہیں کرتا کہ اکثر لوگ پڑھ کر بعد ازاں بہت شرارت کے کام کرتے ہیں اور علم کو ذریعہ اور آلہ ناجائز کاموں کا کرتے ہیں۔ اس آیت کے وعید سے بہت ڈرتا ہوں۔ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسے نیک باطن تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ۱۳۹ مصنفہ بشیر احمد قادیانی)

ملازمت:

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ...... چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ (مرزا صاحب) کہیں ملازم ہو جائیں، اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے۔ پھر جب تمہاری دادی بیمار ہوئیں تو تمہارے دادا نے آدمی بھیجا کہ ملازمت چھوڑ کر آ جاؤ۔ حضرت صاحب فوراً روانہ ہو گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مسیح موعود کی ملازمت ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء کا واقعہ ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ۳۵ مصنفہ بشیر احمد قادیانی)

مرزا کی سادگی:

حضور جب مسجد میں تشریف لاتے تو تمام لباس زیب فرما کر کوٹ، پگڑی اور ایک کھونڈا۔ گویا خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ پر پورا عمل تھا۔ جب ایک کھڑکی سے باہر نکلتے تو وہاں ہمارے مکرم حافظ ابراہیم صاحب نابینا علی العموم گیارہ بجے سے بیٹھے ہوتے۔ وہ ضرور سب سے پہلے السلام علیکم کہتے یا اس کا جواب دیتے اور پھر لباس مبارک کو مس کر کے برکت حاصل کرتے اور دعا کے لیے عرض کر لیتے۔ صرف ایک بار میں نے حضور کی زیارت ایسے لباس میں کی، جب کہ شیخ رحمت اللہ صاحب وغیرہ احباب لاہور کے آنے پر حضور مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔ سر پر تُرکی ٹوپی تھی۔ جو بہت پُرانی اور فرسودہ سی بغیر پھندنے کے اور مہندی لگائے ہوئے تھے۔ غالباً اسی لیے صرف کُرتہ تھا۔ کوٹ نہ تھا۔ شیخ صاحب نے عرض کیا حضور گھڑی تو اچھی چلتی ہے۔ آپ نے ایک رُومال فرش پر رکھ کر اور ایک دو گانٹھیں کھول کر اس میں سے گھڑی نکالی۔ معلوم ہوا کہ بند ہے۔ چابی دی گئی، وقت درست کیا گیا۔ مولوی علی صاحب سے آہستہ سے کہا: اب جس

دن پھر آؤ گے، چابی دے دینا۔ حضور نے یہ معلوم کر کے مسرت ظاہر کی۔ کہ ایک گھڑی ایسی ہے، جسے سات روزہ چابی دی جاتی ہے۔

(یادایام از قاضی محمد ظہور الدین قادیانی مندرجہ الحکم قادیان نمبر جلد ۳۷، ۱۸، ۱۹ مورخہ ۲۱، ۲۸ مئی ۱۹۳۴ء)

مرزا کی جوانی اور ملازمت:

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب کچھ شعور حاصل کیا اور جوانی کی دہلیز میں قدم رکھا تو نادان دوستوں اور دیگر احباب کی بدولت آوارہ گردی میں مبتلا ہو گیا۔ اس کا کچھ اندازہ حسب ذیل واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے، چنانچہ مرزا کا اپنا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

> ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا، جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر اُدھر پھراتا رہا۔ جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا یہی تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں، اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔''

(سیرۃ المہدی، حصہ اوّل، ص ۴۳ روایت ۴۹، مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی کو بہلا کر لے جانے والا مرزا امام الدین کس قماش کا آدمی تھا، اس کے لیے درج ذیل تصریح ملاحظہ ہو:

> ''مرزا نظام الدین و مرزا امام الدین وغیرہ پرلے درجہ کے بے دین اور دہریہ طبع لوگ تھے۔''

(سیرت المہدی، حصہ اوّل، ص ۱۱۴، روایت ۱۲۷)

حکومت برطانیہ کا وفادار:

سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران مرزا غلام احمد نے یورپین مشنریوں اور بعض انگریز افسروں سے پینگیں بڑھانی شروع کیں اور مذہبی بحث کی آڑ میں عیسائی پادریوں سے طویل خفیہ ملاقاتیں کیں اور انہیں اپنی حمایت وتعاون کا پورا یقین دلایا۔ چنانچہ سیرت مسیح موعود مصنفہ مرزا محمود ص ۱۵ (ربوہ) میں برطانوی انٹیلی جنس سیالکوٹ مشن کے انچارج مسٹر ریورنڈ بٹلر کی مرزا سے ملاقات کا ذکر موجود ہے۔ یہ ۱۸۶۸ء کی بات ہے۔ اس کے چند ہی دن بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے سیالکوٹ کچہری کی ملازمت ترک کر کے قادیان میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور تصنیف وتالیف کا کام شروع کر دیا۔ مرزا صاحب ”ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک چار سال ملازم رہے۔“

(سیرت المہدی، حصہ اوّل، ص ۱۵۴ تا ۱۵۸، ملخصا)

صداقتِ اسلام کے نعرے سے اسلام کی بیخ کنی کا آغاز:

قادیان پہنچ کر پہلے تو عام مسلمانوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائیوں، ہندوؤں اور آریوں سے کچھ نامکمل مناظرے کیے، اسکے بعد ۱۸۸۰ء میں (براہین احمدیہ) نامی کتاب لکھنی شروع کی، جس میں اکثر مضامین عام مسلمانوں کے عقائد کے مطابق تھے، لیکن ساتھ ہی اس میں مرزا نے اپنے بعض الہامات داخل کر دیئے اور طرفہ تماشہ یہ کہ صداقتِ اسلام کے دعویٰ پر لکھی جانے والی اس کتاب میں انگریزوں کی مکمل اطاعت اور جہاد کی حرمت کا اعلان شدومد کے ساتھ کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک براہین احمدیہ کے ۴ حصے لکھے۔ جب کہ پانچواں حصہ ۱۹۰۵ء میں لکھ کر شائع کیا۔

مرزا کے ابتدائی عقائد:

۱۸۹۱ تک مرزا صاحب کے عقائد وہی تھے جو ایک صحیح العقیدہ سُنّی مسلمان کے ہونے چاہئیں، وہ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے بھی اُسی قدر قائل تھے جیسے دیگر مسلمان، اپنے اشتہاری اعلان مورخہ ۲/ اکتوبر ۱۸۹۱ء (مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم) میں انہوں نے لکھا:

> ''مَیں ان تمام اُمور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں، اور جیسا کہ اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ ہے، اُن سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رُو سے مُسلّم الثبوت ہیں۔ اور سیّدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دُوسرے مُدّعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحیِ رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی۔۔۔ اس میری تحریر پر ہر شخص گواہ ہے۔''

اسی طرح اپنے ایک عربی مکتوب بنام مشائخ ہند مندرجہ ''انجام آتھم'' میں تحریر کرتے ہیں:

> ''میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور مَیں کوئی کتاب بجز قرآن کے نہیں رکھتا اور میرا کوئی پیغمبر بجز محمد ﷺ کے نہیں جو خاتم النبیین ہیں جن پر خُدا نے بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں اور ان کے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے۔ گواہ رہ کہ میرا تمسّک قرآن شریف ہے اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث، جو چشمۂ حق و معرفت ہے، کی مَیں پیروی کرتا ہوں اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں جو کہ اُس خیر القرون میں باجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم صحیح قرار پائی ہیں۔ نہ ان پر کوئی زیادتی کرتا ہوں نہ کمی۔ اور اِسی اعتقاد پر میں

زندہ رہوں گا اور اسی پر میرا خاتمہ اور انجام ہوگا۔ اور جو شخص ذرّہ بھر
بھی شریعتِ محمدیہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اِجماعی عقیدے کا اِنکار
کرے، اُس پر خُدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔"

اُن ایّام میں مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفعِ آسمانی اور قربِ قیامت نزول دنیا کے عقیدہ پر بھی ایمان رکھتے تھے۔ جس پر "براہینِ احمدیہ، جلد چہارم" میں اُن کے یہ الفاظ شاہد ہیں:

یہ آیت "هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ" (فتح:۲۸)
(اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت دے کر اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کردے) سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے، وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔۔۔

اُس دور کے مسلمانوں کی ذہنی کیفیت:

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد اپنی سیاسی بالادستی کھو دینے کی وجہ سے مسلمان سخت ذہنی پریشانی اور مایوسی کا شکار ہو چکے تھے اور اپنے اس اضمحلال سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ہر طرف منتظر آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ کب کوئی مردِ خدا آ کر انہیں اس ابتلاء سے نجات دلائے۔ اُس دور کے مسلمان دانشور بھی احیائے قوم کے درد

سے بے چین و بے قرار تھے مگر انہیں دوہری دشواری کا سامنا تھا۔ ایک طرف تو انقلابِ زمانہ نے اُن سے دنیوی حکومت اور جاہ وجلال چھین لیا تھا۔ دوسری طرف یورپ کا مادی انقلاب جو انگریزوں کی وساطت سے ہندوستان پہنچ چکا تھا، ان کی دینی اقدار کو پامال کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ان کے خیال میں مادی انقلاب کو اپنانے کے بغیر ان دونوں محاذوں پر مخالف طاقتوں سے نبرد آزما ہونا ممکن نہیں تھا۔ اِسی خیال کے زیر اثر سر سیّد احمد خان نے ایک نئی تحریک شروع کی، جس کا مقصد مسلمانوں کو مغربیّت کی نئی اقدار سے آشنا کرانا اور انگریزی تعلیم وفنون میں مہارت حاصل کرانا تھا۔ اُن کی اس تحریک کا مدار ملک کے نئے انگریز حاکم کو اپنانے کے خیال سے مصلحتاً یا ارادۃً زیادہ تر نیچریت پر تھا۔

اس تذبذب اور اضطراب کے زمانہ میں مسلمانوں کے ذہن پر جو نفسیاتی کیفیت طاری تھی، مرزا صاحب کو ان کے رفیق حکیم نور دین نے اس سے فائدہ اٹھانے کا مشورہ دیا۔ اُن کا خیال یہ تھا کہ اگر وہ خود کو مثیل مسیح کا لبادہ اوڑھ کر قوم کے سامنے پیش کریں تو ساری قوم دل وجان سے اُن کا خیر مقدم کرے گی اور وہ احیائے ملّت کے لیے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے سکیں گے۔ مرزا نے اپنے مکتوب محررہ ۲۴ر جنوری ۱۸۹۱ء (مکتوباتِ احمدیہ) میں حکیم نور دین کو ان الفاظ میں جواب دیا:

”جو کچھ آں مخدوم نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر دمشقی حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثیلِ مسیح کا دعویٰ کیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے، درحقیقت اِس عاجز کو مثیلِ مسیح بننے کی کچھ حاجت نہیں، یہ بندہ چاہتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے عاجز اور مطیع بندوں میں داخل کرے، ہم ابتلاء سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ نے ترقیات کا ذریعہ صرف ابتلاء کو ہی رکھا ہے۔“

اس جواب کے تھوڑا ہی عرصہ بعد مرزا نے حکیم نور دین کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا، جیسا کہ ان کے اشتہار (مندرجہ تبلیغِ رسالت جلد دوم) ''مؤلفہ میر قاسم علی قادیانی'' سے ظاہر ہے۔

''مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے تو فقط مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ ہے، جس طرح محدّثیت نبوت سے مشابہ ہے، ایسا ہی میری رُوحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے مشابہت رکھتی ہے۔''

اسی طرح ازالۃ الاوہام میں تحریر کیا:

''''اس عاجز نے جو مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اُس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں ۔۔۔ میں نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں، میں مسیح عیسیٰ ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص سے طبع اور عادت واخلاق وغیرہ خدا تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں۔''

(مہر منیر، ص۱۶۶ تا ۱۶۸)

اس کے بعد مرزا قادیانی ہر روز ایک نیا جھوٹا دعویٰ کرتا چلا گیا، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا ختم نبوت پر ایمان واصرار:

''قرآن کریم میں مسیح بن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختمِ نبوت کا بہ کمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لَانَبِیَّ بَعْدِیْ میں بھی نفی عام ہے۔ پس

یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی، پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔ کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے، اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوئی۔"

("ایام صلح" ص ۱۴۶ "روحانی خزائن، ج ۱۴، ص ۳۹۲-۳۹۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

"اور اللہ کو شایان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایان کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے۔ بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا اور بعض احکام قرآن کریم کے منسوخ کر دے اور ان پر بڑھا دے۔" (ترجمہ)

("آئینہ کمالات اسلام" ص ۳۷۷ "روحانی خزائن، ج ۵، ص ۳۹۲-۳۹۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

"اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرئیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے۔"

(فتدبر) ("ازالہ اوہام" حصہ دوم ص ۵۸۳ "روحانی خزائن" ج ۳، ص ۴۱۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

"اور اللہ تعالیٰ کے اس قول وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں بھی اشارہ ہے۔ پس اگر ہمارے نبی ﷺ کی کتاب قرآن کریم تمام آنے والوں زمانوں کے لوگوں کے علاج اور دوا کی رو سے مناسب نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کریم کو ان کے علاج کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کے لیے نہ بھیجتا اور ہمیں محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں کیونکہ آپ کے برکات ہر زمانہ پر محیط اور آپ کے فیض اولیاء اور اقطاب اور محدثین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر وارد ہیں۔ خواہ ان کو اس کا علم بھی نہ ہو کہ انہیں آنحضرت ﷺ کی ذات پاک سے فیض پہنچ رہا ہے۔ پس اس کا احسان تمام لوگوں پر ہے۔" (ترجمہ)

("حمامۃ البشریٰ" ص ۴۹، طبع اول، ص ۶۰، طبع دوم، روحانی خزائن، ج ۷، ص ۲۴۳-۲۴۴، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

''میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے، اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم علیہ السلام کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔'' (ترجمہ)

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱، روحانی خزائن ج ۵،ص ۲۱، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

''میں ان تمام اُمور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رُو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہو گئی۔''

(مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار، مجموعہ اشتہارات ص ۲۳۰، ج ا مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۲)

باب ہشتم

مرزا قادیانی اپنے اقوال کے آئینہ میں

اللہ تعالیٰ کی توہین

خدا ہونے کا دعوی:

مرزا لکھتا ہے:

''میں نے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔''

(کتاب البریہ ص ۷۹،۷۸ ''آئینہ کمالات اسلام'' ص ۵۶۵،۵۶۴)

خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ:

مرزا کے خدا نے اسے وحی بھیجی۔

(۱) ''اَنْتَ مِنْ مَّاءِ نَا'' تو ہمارے پانی سے ہے۔''

(''اربعین جلد۲ ص ۳۹'' اربعین جلد ۳ ص ۹۴۱)

(۲) ''اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِیْ'' تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۸۶)

(۳) ''اِسْمَعْ وَلَدِیْ'' اے میرے بیٹے ! سن''

(البشری جلد ۱ ص ۴۹)

خدا کا باپ ہونے کا دعویٰ:

بقول مرزا خدا نے کہا:

”(اے مرزا) ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔ گویا آسمان سے خدا اترے گا۔“

(حقیقۃ الوحی ص ۹۵ وازالۃ الاوھام سائز کلاں جلد ا ص ۶۹)

مرزا کی نسوانیت:

(۱) مرزا کے بقول خدا نے اس سے کہا: ”بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔ اور تجھ میں حیض نہیں (رہا) بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے جو بمنزلہ اطفال اللہ (خدا کی اولاد) ہے“

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۳ ”واربعین“ جلد ۴ ص ۱۹)

(۲) مرزا مزید لکھتا ہے:

”خدا نے میرا نام مریم رکھا۔ پھر دو برس تک صفت مریمیت میں مَیں نے پرورش پائی تو عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔“

(کشتی نوح ص ۴۷،۴۶)

خدا کی بیوی ہونے کا دعویٰ:

”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار

فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے" (خدا نے مرزا سے وہ فعل کیا جو مرد عورت سے کرتا ہے) معاذ اللہ!

(ٹریکٹ: ۳۴، "اسلامی قربانی" ص ۱۲)

خدا کی مانند:

مرزا کہتا ہے:

"دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں معنی میکائیل کے ہیں "خدا کی مانند"

(اربعین جلد ۳ ص ۳۱)

قرآن کی توہین

اپنی وحی پر قرآن جیسا ایمان:

مرزا لکھتا ہے:

"مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔"

(اربعین جلد ۴ ص ۲۵)

قرآن میرے منہ کی باتیں ہیں:

مرزا قادیانی قرآن کریم کی توہین کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۸۴)

قادیان کا نام قرآن میں:

مرزا قادیانی مزید کہتا ہے:

''ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ، مدینہ اور قادیان۔''

(ازالہ اوھام جلد ۱ ص ۷۴ مطبوعہ ۱۹۲۹ء)

اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ قَرِیْبًا مِّنَ الْقَادِیَانِ:

مرزا لکھتا ہے:

''اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ قَرِیْبًا مِّنَ الْقَادِیَانِ'' فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔''

(ازالہ اوھام جلد ۱ ص ۳۴)

کوئی مرزائی ہمت کر کے قادیان کا نام، اور مرزا کی گھڑی ہوئی آیت مذکورہ بالا قرآن مجید میں نکال کر دکھا دے تو سمجھیں کہ مرزا کی دریافت صحیح و سچی ہے ورنہ: لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ.

بیت اللہ ہونے کا دعوی:

''خدا نے اپنے الہام میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔''

(اربعین ج ۴ ص ۱۵ حاشیہ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵)

مجدد ہونے کا دعوی:

''جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔''

(کتاب البریہ ص ۱۸۳ بر حاشیہ، روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۱)

مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ:

''میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۲ در روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۲۲ و کتاب البریہ ص ۱۸۴ حاشیہ در روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۲)

نذیر ہونے کا دعویٰ:

" اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّااُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ " (خدا نے تجھے قرآن سکھلایا تاکہ تو ان لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے)

(تذکرہ ص ۴۴، ضرورۃ الامام ص ۳۱ در روحانی خزائن جلد ۱۳، ص ۵۰۲، براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۵۲ در روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۶۶)

آدم، مریم اور احمد ہونے کا دعویٰ:

" یَا اٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ یَا مَرْیَمُ اسْکُنْ اَنْت وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ یَا اَحْمَدُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ نَفَخْتُ فِیْکَ مِنْ لَّدُنِّیْ رُوْحَ الصِّدْقِ''

''اے آدم، اے مریم، اے احمد! تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے، جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے۔''

(تذکرہ ص ۷۰، روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۰ حاشیہ

تشریح:

''مریم سے مریم ام عیسیٰ مراد نہیں اور نہ آدم سے آدم ابو البشر مراد ہیں اور نہ احمد

سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ مراد ہیں اور ایسا ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد وغیرہ نام بیان کیے گئے ہیں، ان ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں ہے بلکہ ہر ایک جگہ یہی عاجز مراد ہے۔''

(مکتوبات احمدیہ جلد اول ص ۸۲ مکتوب بنام میر عباس علی بحوالہ تذکرہ ص ۱۷، ۲۷ حاشیہ)

مرزا قادیانی نے محدثیت سے نبوت تک ترقی کیسے حاصل کی؟

''ہمارے سید و رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت ﷺ کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس لیے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں۔''

(شہادت القرآن ص ۲۸، روحانی خزائن، ج ۶ ص ۳۲۳-۳۲۴، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

''میں نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی۔ میں نے لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ نہیں کہا کہ میں محدث ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثین سے۔''

(حمامۃ البشریٰ ص ۹۶، روحانی خزائن، ج ۷، ص ۲۹۶-۲۹۷، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

''لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا ہے اور کہہ دیا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا قول قطعاً جھوٹ ہے۔ جس میں سچ کا شائبہ نہیں اور نہ اس کی کوئی اصل ہے۔ ہاں میں نے یہ ضرور کہا ہے کہ محدث میں تمام اجزائے نبوت پائے جاتے ہیں لیکن بالقوۃ، بالفعل نہیں، تو محدث بالقوۃ نبی ہے اور اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا تو وہ بھی نبی ہو جاتا۔''

(حمامۃ البشریٰ ص ۹۹، روحانی خزائن، ج ۷، ص ۳۰۰، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

''نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی

ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۴۲۱، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۳۲۰، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

"اس (محدثیت) کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعوی لازم آ گیا۔"

(ازالہ اوہام ص ۴۲۲، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۳۲۱، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

رسالت کا دعویٰ:

"الہام: "اِنِّی فَضَّلْتُکَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ قُلْ اُرْسِلْتُ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا."

"میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔"

(تذکرہ ص ۱۲۹ مکتوب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) مورخہ ۳۰، دسمبر ۱۸۸۴ء اربعین نمبر ۲ ص ۷ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۳)

توحید وتفرید کا دعوی:

الہام: "تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید۔"

(تذکرہ ص ۳۸۱ طبع دوم)

"تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔"

(تذکرہ ص ۴۳۶ طبع دوم)

مثیل مسیح ہونے کا دعوی:

"اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ بھی میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارے میں پہلے سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں خبر دی گئی ہے اور وعدہ دیا گیا ہے۔"

(تذکرہ ص ۱۷۲ طبع سوم تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۵۹ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۰۷)

مسیح بن مریم ہونے کا دعویٰ:

الہام: " جَعَلْنَاکَ الْمَسِیْحَ بْنَ مَرْیَمَ"

"ہم نے تجھ کو مسیح بن مریم بنایا" ان کو کہہ دے کہ میں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔"

(تذکرہ ص ۱۸۶ طبع سوم ازالہ اوہام ص ۴۳۴ در روحانی خزائن جلد ۳، ص ۴۴۲)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

(دافع البلاص ۲۰ در روحانی خزائن جلد ۱۸، ص ۲۴۰)

صاحب کن فیکون ہونے کا دعویٰ:

الہام: " اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَّ شَیْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنَ."

"یعنی تیری یہ بات ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔"

(تذکرہ ۲۰۳، طبع سوم براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۹۵ در روحانی خزائن، ج ۲۱، ص ۱۲۴)

مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ:

" بَشَّرَنِیْ وَ قَالَ اِنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَ الَّذِیْ یَرْقُبُوْنَهٗ وَالْمَهْدِیَّ الْمَسْعُوْدَ الَّذِیْ یَنْتَظِرُوْنَهٗ هُوَ اَنْتَ."

"خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔"

(تذکرہ ص ۲۵۷ طبع سوم اتمام الحجہ ص ۳ در روحانی خزائن ج ۸ ص ۲۷۵)

امام زماں ہونے کا دعویٰ:

"سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام زماں میں ہوں۔"

(ضرورۃ الامام ص ۲۴ درروحانی خزائن ج ۱۳ص ۴۹۵)

ظلی نبی ہونے کا دعویٰ:

"جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ ہوا، جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوی کیا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ درروحانی خزائن ج ۱۸ص ۲۱۲)

نبوت ورسالت کا دعویٰ:

۱۔ "اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ قَرِیْبًا مِّنَ الْقَادِیَانِ "الخ

"ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔"

(براہین احمدیہ حاشیہ ص ۴۹۹ درروحانی خزائن ج ۱ص ۵۹۳، الحکم جلد نمبر ۴ شمارہ نمبر ۳۰ مورخہ ۲۴/اگست ۱۹۰۰ء بحوالہ تذکرہ ص ۳۶۷ طبع سوم)

۲۔ "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء ص ۱۱ درروحانی خزائن ج ۱۸ص ۲۳۱)

۳۔ "میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۷ درروحانی خزائن ج ۱۸،ص ۲۲۶ ۴ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۴ درروحانی ج ۱۷ص ۴۳)

۴۔ "وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا، تاکہ تم سمجھو کہ قادیان اسی لیے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔"

(دافع البلاء ص ۵ درروحانی خزائن، ج ۱۸،ص ۲۲۵، ۲۲۶)

مرزا حقیقی نبی:

''در حقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنوں کی رو سے نبی ہو اور نبی کہلانے کا مستحق ہو، تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہوں گا کہ ان معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے۔''

(القول الفصل ص ۱۲، مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان)

''پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت (مرزا) صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔''

(حقیقۃ النبوۃ ص ۱۷۴، مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان)

''حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) رسول اللہ اور نبی اللہ جو کہ اپنی ہر ایک شان میں اسرائیلی مسیح سے کم نہیں اور ہر طرح بڑھ چڑھ کر رہے۔''

(کشف الاختلاف ص ۷، مصنفہ سید محمد سرور شاہ قادیانی)

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں، میں نے اپنی کتاب ''انوار اللہ'' میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود بموجب حدیث صحیح حقیقی نبی ہیں اور ایسے ہی نبی ہیں جیسے حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام و آنحضرت ﷺ نبی ہیں (لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ) ہاں صاحب شریعت جدیدہ نبی نہیں۔ جیسے کہ پہلے بھی بعض صاحب شریعت نبی نہ تھے۔''

یہ کتاب حضرت مسیح موعود نے پڑھ کر فرمایا ''آپ نے ہماری طرف سے حیدر آباد دکن میں حق تبلیغ ادا کر دیا ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۳ ص ۳۸۔۳۹، مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵)

''غرضیکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) اللہ تعالیٰ کا ایک رسول اور نبی تھا اور وہی نبی تھا جس کو نبی کریم ﷺ نے نبی اللہ کے نام

سے پکارا اور وہی نبی تھا جس کو خود اللہ نے اپنی وحی میں یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ کے الفاظ سے مخاطب کیا۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی،
مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز قادیان جلد ۱۴، ص ۱۱۴ نمبر ۳،)

مرزا کا دعوی کہ وہ تشریعی نبی ہیں:

یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہوگیا۔ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرَاھِیْمَ وَ مُوْسٰی." یعنی قرآنی تعلیم تورات میں بھی موجود ہے۔

(حاشیہ اربعین نمبر ۴، ص ۷، ۸۳، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۳۵-۴۳۶)

چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے، فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔

(حاشیہ اربعین نمبر ۴، ص ۷، ۸۳، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۴۳۵، حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا کا جہاد کو منسوخ قرار دینا:

جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔

(اربعین نمبر۴، ص ۱۵، حاشیہ روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۴۳، حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا، خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے، وہ اس رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے، جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔

(تبلیغ رسالت ج ۹، ص ۴۷، مجموعہ اشتہارات، ج ۳، ص ۲۹۵)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(اعلان مرزا غلام احمد قادیانی، مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم، مولفہ میر قاسم علی قادیانی ص ۴۹، مجموعہ اشتہارات ج ۲،ص ۲۹۸۔ ۲۹۷، روحانی خزائن، ج ۷، ص ۷۷)

قرآن کے الفاظ میں تحریف:

ا۔ ''وہ خدا فرماتا ہے: ''یَوْمَ یَاتِیْ رَبُّکَ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ''

(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۴ سطر ۹ طبع ۱۹۳۴ء)

اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

''یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوْا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّ یَجْعَلْ لَّکَ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہٖ''

(دافع الوسواس ص ۷۷ سطر ۵، ۴، ۳)

ربوی لاہوری تمام مرزائی اکھٹے ہوکر زور لگائیں اپنے کذاب نبی کی بتائی ہوئی یہ دو آیتیں انہی الفاظ اور اسی ترتیب کے ساتھ قرآن مجید سے نکال کر دکھائیں ورنہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ پڑھ کر جھوٹوں کے پلندے ''قادیانی دھرم'' سے توبہ کرلیں۔

پیغمبر اسلام کی توہین

محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ:

مرزا لکھتا ہے:

''یہ وحی اللہ کہ: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ. اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ نمبر ۱)

شانِ لولاک پر قبضہ:

بقول مرزا خدا نے کہا:

"لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ"

"(اے مرزا) اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۹۹)

یٰسں کا خطاب:

مرزا کو وحی بھیجی گئی: "یٰسٓ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ"

"اے سردار (مرزا) تو خدا کا مرسل ہے"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷)

مالک کوثر:

مرزا کے ملہم نے اس کو وحی کی اے مرزا: "اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ"

"بیشک ہم نے تجھے کوثر دیا"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۲)

شب اسریٰ کا دولہا:

مرزا کے پاس وحی آئی: "سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا"

"وہ پاک ذات وہی خدا ہے جس نے ایک رات میں تجھے (مرزا کو) سیر کرادی"

(حقیقۃ الوحی ص ۷۸)

رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن ہونے کا دعویٰ:

مرزا اپنی وحی میں لکھتا ہے:

"وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ"

''اور ہم نے تجھ کو (اے مرزا) تمام دنیا پر رحمت کرنے کے لیے بھیجا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۸۲)

پیغمبر اسلام کے معجزے تین ہزار، مرزا جی کے تین لاکھ:

مرزا لکھتا ہے:

''تین ہزار معجزات ہمارے نبی (محمد ﷺ) سے ظہور میں آئے'' جب کہ خود اپنے لیے مرزا کہتا ہے: ''میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ اس نے میرے تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان معجزات ظاہر کیے جو تین لاکھ کو پہنچتے ہیں۔''

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸)

ہر قادیانی محمد سے بھی بڑھ سکتا ہے:

مرزا محمود بن مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے:

''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ سے بھی آگے نکل سکتا ہے۔''

(اخبار ''الفضل'' قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء وڈائری ''مرزا محمود ماخوذ از'' قادیانی امت'' ص ۱۹)

روضہ رسول کی گستاخی:

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''خدا تعالیٰ نے آنحضرت کے چھپانے کے لیے ایک ایسی ذلیل جگہ (قبر نبوی) تجویز کی جو نہایت متعفن (بدبودار) اور تنگ و تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔''

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۲۲ درحاشیہ)

پیغمبرِ اسلام کی پیشگوئیاں غلط:

بقول مرزا جی: ''حضرت محمد کی پیشگوئیاں بھی غلط نکلیں اور مسیح بن مریم، دجال دلبۃ الارض اور یاجوج ماجوج وغیرہ کی حقیقت بھی آپ پر ظاہر نہ ہوئی۔''ملخصا

(ازالہ اوہام جلد۲ ص ۲۸۲،۲۸۱)

تمام پیغمبروں کی توہین

جملہ انبیاء کا مجموعہ:

مرزا لکھتا ہے:

''دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں محمد ہوں۔''

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵،۸۴)

ہزار نبیوں سے بڑھ کر:

مرزا لکھتا ہے: ''خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزاروں نبیوں پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔''

(چشمۂ معرفت ص ۳۱۷)

سب سے اونچا تخت:

بقول مرزا کے خدا نے اس سے کہا: ''آسمان کے کئی تخت (نبوت کے) اترے، پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۸۹)

چار سو پیغمبر جھوٹے نکلے:

"چار سو نبی نے پشین گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے۔ ناپاک روح کی طرف سے الہام کو ان نبیوں نے دھوکا کھا کر (الہام) ربانی سمجھ لیا تھا" ملخصا

(ازالہ اوھام جلد۲ ص ۲۵۸، ۲۵۷)

سیدنا نوح علیہ السلام کی توہین:

مرزا کہتا ہے:

"خدا تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷)

معجزے نہیں مسمریزم:

مرزا لکھتا ہے:

۱۔ "قرآن میں جو بنی اسرائیل کی گائے زندہ کرنے سے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ذکر کیا گیا ہے درحقیقت وہ مسمریزم کا عمل تھا۔" ملخصا

(ازالہ اوھام جلد۲ ص ۳۰۶، ۳۰۵)

۲۔ "ابراہیم علیہ السلام کے پرندوں کے زندہ ہو جانے کا معجزہ بھی درست نہیں۔ بلکہ وہ بھی مسمریزم کا عمل تھا۔" ملخصا

(ازالہ اوھام جلد۲ ص ۳۰۶)

۳۔ "قرآن میں جہاں جہاں مردے زندہ کرنے کے معجزات کا ذکر ہے وہ بھی درست نہیں بلکہ سب مسمریزم کا عمل ہے۔" ملخصا

(ازالہ اوھام جلد۲ ص ۳۰۶، ۳۰۵)

۴۔ "عیسیٰ علیہ السلام اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔"

(ازالہ اوھام جلد۱ ص ۱۲۹)

۵۔ ''آپ کا مٹی کے پرندوں کو پھونک مار کر زندہ کر کے ہوا میں اڑا دینا جو قرآن میں مذکور ہے صحیح نہیں۔ درحقیقت وہ کھلونے تھے جو کل یا چابی لگانے سے ذرا سا اڑنے لگتے تھے۔''

(ازالہ اوھام جلد ا ص ۱۲۷)

۶۔ ''مردے زندہ کرنے، اندھے اور کوڑھی تندرست کرنے کے آپ کے معجزے بھی درحقیقت معجزے نہ تھے بلکہ مسمریزم کا کرشمہ تھے۔'' ملخصا

(ازالہ اوھام جلد ا، ۱۲۸ تا ۱۳۰)

۷۔ ''حق بات یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۶)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی توہین:

مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح عیسی کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو میرے ہاتھ سے جام پئے گا وہ ہرگز نہیں مرے گا۔''

(ازالہ اوھام جلد ا ص ۲)

ابن مریم سے بہتر ہونے کا دعوی:

''ابن مریم کا ذکر چھوڑ! اس سے بہتر غلام احمد ہے۔''

(دافع البلاء ص ۲۰)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر شرابی ہونے کی تہمت:

''عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔''

(کشتی نوح ص ۶۵ برحاشیہ)

آپ مرگی کے سبب پاگل ہو گئے تھے:

''یسوع (علیہ السلام) درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا۔'' (معاذ اللہ)

(ست بچن ص ۱۵۹ در حاشیہ)

آپ کی زیادہ پیشگوئیاں غلط نکلیں:

''جس قدر مسیح کی پشین گوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہیں نکل سکیں۔''

(ازالہ اوہام جلد ا ص ۶،۵)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں:

ا: ''نادان اسرائیلی'' ۲: ''شریر مکار'' ۳: ''موٹی عقل والا'' ۴: ''جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح'' ۵: ''گالیاں دینے والا'' ۶: بدزبان'' ۷: ''جھوٹ بولنے والا'' ۸: ''چوری کرنے والا'' ۹: ''علمی و عملی قویٰ میں کچے'' ۱۰: ''آپ کے ہاتھ میں سوا مکرو فریب کے کچھ نہیں تھا (نَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ) ملخصا

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴ تا ۷)

غلیظ گالیاں:

مرزا لکھتا ہے: ''یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) اسی لیے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے۔''

(ست بچن ۱۶۰ در حاشیہ)

نہایت ہی غلیظ گالیاں:

''آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور

پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پہ اپنے ناپاک ہاتھ لگادے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷)

کشلیا کا بیٹا ناف سے دس انگل نیچے:

مرزا کشلیا کے بیٹے کی نشاندہی کرتا ہے: "اندر آریوں کا پرمیشر کشلیا کا بیٹا ہے اور پرمیشر ناف سے دس انگل نیچے ہے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں۔"

(چشمہ معرفت ص ۱۰۶)

عیسیٰ علیہ السلام کشلیا کے بیٹے سے کمتر:

اب مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کشلیا کے بیٹے سے کمتر ہونے کی گالی دیتا ہے: "مریم کا بیٹا (عیسیٰ علیہ السلام) کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت (زیادہ مرتبہ) نہیں رکھتا۔"

(انجام آتھم ۴۱)

قارئین کرام: یہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے اس کے: "قادیانی دھرم" کا ایمان سوز، مختصر نمونہ جس کے کسی ایک فقرے کا بھی اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس کے باوجود ہٹ دھرمی دیکھیے! پلید اور ملعون قادیانی عقیدوں کو تسلیم نہ کرنے کی بنا پر وہ مسلمانوں کے بارے میں کیا نظریات رکھتے ہیں؟

جملہ اہل اسلام کی توہین

تمام مسلمان کافر ہیں:

مرزا کہتا ہے:

"جو شخص مجھ پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں کافر ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۶۴)

مسلمان امام کے پیچھے نماز جائز نہیں:

مرزا کا فرزند اور اس کا خلیفہ دوم میاں بشیر الدین محمود لکھتا ہے: "ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدی کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔"

(انوار خلافت ص ۹۰)

مسلمانوں سے نکاح حرام ہے:

یہی میاں صاحب مزید لکھتے ہیں:

"جو لوگ (قادیانی) غیر احمدیوں (مسلمانوں) کو لڑکی دے دیں تو وہ اپنے اس فعل سے توبہ کیے بغیر فوت ہو جائیں تو ان کا جنازہ جائز نہیں۔"

(اخبار "الفضل" ۱۳ اپریل ۱۹۲۶ء)

مسلمانوں کا جنازہ حرام ہے:

۱ : "مرزا نے اپنے بیٹے مرزا افضل احمد کا جنازہ اس لیے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی (مسلمان) تھا۔" (اخبار الفضل ۱۵ دسمبر ۱۹۳۱ء)

۲ : "جس طرح عیسائی بچہ کا جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا ہے اگرچہ وہ معصوم ہوتا ہے

اسی طرح ایک غیر احمدی (مسلمان) کے بچے کا جنازہ بھی نہیں پڑھا جا سکتا۔"

(الفضل ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

اسی لیے چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی نے وزیر مملکت ہوتے ہوئے بھی قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

قادیانیوں کا مسلمانوں سے ہر چیز میں اختلاف:

میاں بشیر الدین لکھتا ہے:

"یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند دیگر مسائل میں ہے آپ (مرزا قادیانی) نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول اکرم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوۃ غرض آپ نے تفصیل سے بتایا ہے کہ ہر ایک چیز میں ان سے اختلاف ہے۔"

(الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

قادیانی غالب آگئے تو مسلمانوں کی حیثیت چوہڑے چمار کی ہوگی:

اسی مرزا بشیر الدین خلیفہ دوم مرزا قادیانی نے اپنی تقریر میں بیان کیا:

"(جب ہم دنیا پر غالب آگئے تو) جو لوگ قادیانیت سے باہر رہیں گے ان کی حیثیت ایسی ہوگی جیسی کہ موجودہ زمانہ میں چوہڑوں اور چماروں کی ہے۔"

(الفضل ۲۹ جنوری ۱۹۳۳ء)

جو مسلمان قادیانی نہ بنیں:

مرزا کا الہام:

ا : "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا...... وہ جہنمی ہے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ۹ ص ۲۷)

۲ : ''اس (مرزا) کا دشمن جہنمی ہے۔''

(انجام آتھم ص ٦٢)

مسلمانوں کو سڑی ہوئی گالیاں:

مرزا لکھتا ہے:

۱ : ''(میری) ان کتابوں کی ہر شخص تصدیق کرتا ہے سوائے کنجریوں کی اولاد کے۔''

(دافع الوساوس ص ۵۴۷)

۲ : میرا منکر ولد الحلال نہیں۔ کنجریوں کی اولاد اور دجال کی نسل ہے۔''

(نور الحق ص ۱۲۳)

۳ : ''یہ لوگ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح مردار کھا رہے رہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵)

۴ : ''ان کی ناک کٹ جائے گی اور ذات کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں پر بندروں، سوروں کی طرح کردیں گے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳)

۵ : ''جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا سو سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام (زنا کی اولاد) بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں۔''

(نور الاسلام ص ۳۰)

٦ : ''میرے مخالف (مسلمان) جنگلوں کے سور ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر۔'' (نجم الھدیٰ ص ۱۵)

''مرزا جی'' بقلم خود اپنے بارے میں لکھتے ہیں:

کرم خاکی مرے پیارے! نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار ہوں

مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں بہت سی پشین گوئیاں کی جن میں سے ایک بھی صحیح نہ ہوئی کیونکہ اگر مرزا سچا نبی ہوتا تو اس کی پشین گوئیاں بھی سچی ہوتیں۔ اب ذیل میں ہم اس کی چند پشین گوئیاں ذکر کر رہے ہیں۔

مرزا اپنی پشین گوئیوں کے بارے میں لکھتا ہے:

''اگر ثابت ہو جائے کہ میر سو پشین گوئیوں میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں۔''

(حاشیہ اربعین نمبر ۴ ص ۳۰)

''ممکن نہیں کہ نبیوں کی پشین گوئیاں ٹل جائیں۔''

(کشتی نوح ص ۹)

پہلی پشین گوئی مرزا کی موت سے متعلق:

مرزا قادیانی نے اپنی موت سے متعلق یہ پشین گوئی کی کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔

(تذکرہ ص ۵۹۱ طبع سوم)

حقیقت یہ ہے کہ مکہ، مدینہ میں مرنا تو درکنار مرزا قادیانی کو مکہ اور مدینہ دیکھنے کی سعادت بھی نصیب نہ ہوئی، اور خود اپنی پشین گوئی کے بموجب ذلیل و رسوا ہوا اور جھوٹا قرار پایا۔ مرزا قادیانی کی پشین گوئی ملاحظہ فرمائیں:

''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا اور اعتکاف نہیں کیا اور زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی، میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔''

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۱۱۹ روایت نمبر ۶۷۲)

اسی طرح سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۱ میں لکھا ہے کہ مرزا کی موت لاہور میں

قے اور اسہال کی حالت میں دستوں والی جگہ ہوئی، لہٰذا مکہ یا مدینہ میں مرنے کی بابت مرزا کی پشین گوئی سراسر جھوٹی ثابت ہوئی۔ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

دوسری پشین گوئی زلزلہ اور پیر منظور محمد کے لیے لڑکے کی پشین گوئی:

پیر منظور محمد، مرزا قادیانی کا بڑا خاص مرید تھا۔ مرزا کو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے تو مرزا نے ایک پشین گوئی کر دی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کی پشین گوئی کے الفاظ یہ ہیں:

"پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا، بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لیے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے لیے ایک نشان ہوگا اس لیے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا۔"

(حقیقۃ الوحی حاشیہ در روحانی خزائن ج ۲۲، ص ۱۰۳)

مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی، تو مرزا قادیانی نے یہ کہا کہ اس سے یہ تھوڑی مراد ہے کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا، آئندہ کبھی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے، لیکن اتفاق سے وہ عورت ہی مر گئی، اور دوسری پشین گوئیوں کی طرح یہ پشین گوئی بھی صاف جھوٹی نکلی۔ نہ اس عورت کے لڑکا پیدا ہوا، اور نہ وہ زلزلہ آیا، اور مرزا ہمیشہ کی طرح ذلیل ورسوا ہوا۔

تیسری پشین گوئی ریل گاڑی کا تین سال میں چلنا:

امام مہدی اور حضرت مسیح موعود کی علامات اور نشانیاں بیان کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے ایک نشانی یہ بیان کی ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں تین سال کے اندر ریل گاڑی (TRAIN) چل جائے گی۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"یہ پشین گوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل تیار

ہونے سے پوری ہو جائے گی کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہو کر مدینہ آئے گی وہی مکہ معظمہ میں آئے گی، اور امید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سالوں تک یہ کام تمام ہو جائے گا، تب وہ اونٹ جو تیرہ سو برس سے حاجیوں کو لے کر مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے ہیں یک دفعہ بے کار ہو جائیں گے اور ایک عظیم انقلاب عرب اور بلاد شام کے سفروں میں آجائے گا۔ چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہے اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑا مکہ مکرمہ اور مدینہ کی راہ کا تیار ہو جائے اور حاجی لوگ بجائے بدوؤں کے پتھر کھانے کے طرح طرح کے میوے کھاتے ہوئے مدینہ منورہ میں پہنچا کریں۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۳روحانی خزائن ج ۱۷، ص ۱۹۵)

اب قادیانی بتائیں کہ کیا ریل گاڑی (TRAIN) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان چل گئی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا یہ پیشین گوئی جھوٹی ہو کر مرزا غلام احمد قادیانی کی ذلت و رسوائی کا باعث بنی یا نہیں؟ یاد رہے کہ یہ کتاب ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔ مرزا صاحب کی پیشگوئی کے مطابق ۱۹۰۵ء میں یہ ریل گاڑی چل جانی چاہیے تھی۔ ۱۰۹ سال اوپر گزر گئے ہیں مگر وہ ریل گاڑی ابھی تک نہ چل سکی بلکہ جو گاڑی شام سے مدینہ منورہ تک چلتی تھی وہ بھی اس جھوٹے مسیح کی نحوست کی وجہ سے بند ہو چکی ہے۔

چوتھی پیشین گوئی غلام حلیم کی بشارت:

مرزا صاحب نے اپنے چوتھے لڑکے مبارک احمد کو مصلح موعود، لمبی عمر پانے والا، کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ (گویا خدا آسمان سے اتر آیا) وغیرہ الہامات کا مصداق بتایا تھا اور وہ نابالغی کی حالت میں ہی مر گیا۔ اس کی وفات کے بعد ہر چہار طرف سے مرزا صاحب پر ملامتوں کی بوچھاڑ اور اعتراضات کی بارش ہوئی تو انہوں نے پھر سے الہامات

گھڑنے شروع کیے تا کہ مریدوں کے جلے بھنے کلیجوں کو ٹھنڈک پہنچے۔۱۲/ستمبر ۱۹۰۷ء کو الہام سنایا:

"اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیۡمٍ."

(البشریٰ ج ۲،ص ۱۳۴)

اس کے ایک ماہ بعد پھر الہام سنایا:

"آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے یعنی آئندہ کے وقت پیدا ہوگا: اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیۡمٍ. ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔یَنۡزِلُ مَنۡزِلَ الۡمُبَارَکِ. وہ مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔"

(البشریٰ ج ۲،ص ۱۳۶)

چند دن کے بعد پھر الہام سنایا:

"سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا. رَبِّ ھَبۡ لِیۡ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً. اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اِسۡمُہٗ یَحۡیٰی."

"میں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحیٰی ہے۔"

(البشریٰ ج ۲ص ۱۳۶)

ان الہامات میں ایک پاکیزہ لڑکے مسمّٰی یحیٰی جو مبارک احمد کا شبیہ اور قائم مقام ہونا تھا، کی پیش گوئی مرقوم ہے۔اس کے بعد مرزا کے گھر کوئی لڑکا پیدا ہی نہ ہوا، اس لیے یہ سب کے سب الہامات افتراء علی اللہ ثابت ہو گئے، جبکہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ معجزات عطا فرماتا ہے، جن سے وہ مخالفین کو چیلنج کرتے ہیں۔معجزہ خرق عادت ہوتا ہے

مگر جھوٹے مدعی نبوت کے ہاتھ پر کوئی خرق عادت کام واقع نہیں ہوتا کہ حق و باطل میں تلبیس نہ ہوجائے۔ اس لیے بطور خرق عادت مرزا کی کوئی بات یا پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔

محمدی بیگم کا مختصر تعارف اور اس کے بارے میں پیش گوئی:

محمدی بیگم مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی مرزا احمد بیگ کی نوعمر لڑکی تھی، مرزا قادیانی نے اس کو زبردستی اپنے نکاح میں لانے کا ارادہ کیا، اتفاق ایسا ہوا کہ ایک زمین کے ہبہ نامہ کے سلسلہ میں مرزا احمد بیگ کو مرزا قادیانی کے دستخط کی ضرورت پڑی چنانچہ وہ مرزا قادیانی کے پاس گیا اور اس سے کاغذات پر دستخط کرنے کی درخواست کی مرزا قادیانی نے اپنے مطلب کی بجا آوری کے لیے اس موقع کو غنیمت جانا اور احمد بیگ سے کہا کہ استخارہ کرنے کے بعد دستخط کروں گا۔ جب کچھ دن کے بعد دوبارہ احمد بیگ نے دستخط کرنے کی بات کی تو مرزا نے جواب دیا کہ دستخط اسی شرط پر ہوں گے کہ اپنی لڑکی محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ کردو خیریت اسی میں ہے، اس کے دھمکی آمیز الفاظ یہ ہیں:

> ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص یعنی احمد بیگ کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لیے پیغام دے اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرلے اور تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہش مند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کیے جائیں گے، بشرطیکہ تم اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کردو، میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے تم مان

لوگے تو میں بھی تسلیم کرلوں گا اگر تم قبول نہ کرو گے تو خبردار ہو مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لیے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لیے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام در خزائن ج ۵ ص ۵۷۲،۵۷۳)

ان دھمکیوں وغیرہ کا منفی اثر یہ ہوا کہ مرزا احمد بیگ اور اس کے خاندان والوں نے محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی کے ساتھ کرنے سے صاف انکار کردیا، مرزا نے خطوط لکھ کر، اشتہار شائع کروا کر، اور پیش گوئیاں کر کے حتی کہ منت سماجت کے ذریعہ ایڑی چوٹی کا زور لگادیا کہ کسی طرح اس کی آرزو پوری ہوجائے لیکن محمدی بیگم کا نکاح ایک دوسرے شخص مرزا سلطان احمد سے ہوگیا اور مرزا قادیانی کے مرتے دم تک محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آئی۔

اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے جو جھوٹی پیش گوئی کی تھی اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

"خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیش گوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام کا ہے اگر وہ اپنی بڑی لڑکی (محمدی بیگم) اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہوجائے گا اور وہ جو نکاح کرے گا وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہوگا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔"

(اشتہار ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۶۱ مندرجہ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۰۲ برحاشیہ)

اس پیشگوئی کی مزید تشریح کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے کہا:

''میری اس پیشگوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا، دوم نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا، سوم نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا، چہارم اس کے خاوند کا اڑھائی سال کے عرصہ تک مرجانا، پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا، ششم پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔''

(آئینہ کمالات اسلام در روحانی خزائن ج ۵ ص ۳۲۵)

اس بارے میں عربی الہام اس طرح ہے:

''کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ کَانُوْا بِهَا یَسْتَهْزِئُوْنَ فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ وَ یَرُدُّهَا اِلَیْکَ لَاتَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰهِ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ، اَنْتَ مَعِیَ وَ اَنَا مَعَکَ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا.''

(آئینہ کمالات اسلام در روحانی خزائن ج ۵ ص ۲۸۶، ۲۸۷)

علاوہ ازیں انجام آتھم ص ۳۱ اور تذکرہ میں متعدد جگہ یہ پیشگوئی مختلف الفاظ میں مذکور ہے اور اللہ کی قدرت کہ ہر اعتبار سے مرزا قادیانی کی یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی اور اس کا کوئی ایک بھی دعویٰ سچا نہ ہوسکا، محمدی بیگم کے خاوند کو اڑھائی سال میں تو کیا مرنا تھا بلکہ وہ مرزا کے مرنے کے چالیس سال تک زندہ رہا اور اس نے ۱۹۴۸ء میں وفات پائی اور خود محمدی بیگم ۱۹۶۶ء تک زندہ رہ کر مرزا قادیانی کے کذاب اور دجال ہونے کا اعلان کرتی رہی اور بالآخر ۱۹ رنومبر ۱۹۶۶ء کو لاہور میں بحالتِ ایمان اس کی موت واقع ہوئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس پیشگوئی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مرزا کے ذلیل ورسوا اور خائب و خاسر ہونے کا بہترین انتظام فرما دیا۔ آج کوئی بھی صاحب عقل محمدی بیگم کے واقعہ کو دیکھ کر مرزا کے جھوٹے اور اوباش ہونے کا بآسانی یقین کر سکتا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

مرزا قادیانی کے مریدوں کا موقف:

جب مرزا ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں بمرض ہیضہ آنجہانی ہو گیا اور محمدی بیگم سے نکاح نہ ہونا تھا نہ ہوا، تو قادیانیوں نے جواب گھڑا کہ نکاح جنت میں ہوگا۔ اس پر کہا گیا کہ محمدی بیگم مرزا پر ایمان نہ لائی تھی، اور مرزا کا کہنا تھا کہ میرے منکر جہنم میں جائیں گے، تو کیا مرزا جہنم میں برأت لے کر جائے گا۔ تو اس پر مرزائیوں نے جواب تیار کیا کہ یہ پیشگوئی متشابہات میں سے ہے۔ غالبًا قادیانیوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ پیشگوئی رب کا وہ وعدہ ہوتا ہے جس کا نبی چیلنج سے اعلان کرتا ہے، جو ضرور پورا ہوتا ہے مگر (معاذ اللہ) مرزا کا خدا بھی مرزا سے جھوٹے وعدے کرتا تھا۔

مختصر یہ کہ انگریز کا یہ خود کاشتہ پودہ تمام عمر انبیاءِ کرام وسلف صالحین کی توہین کر کے مسلمانوں کی دل آزاری کا باعث بنا رہا، بالآخر ۱۹۰۸ء میں ہیضے کے مرض کی وجہ سے غلاظت خانے میں نہایت ہی گندی موت مرا۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُوْلِی الْاَبْصَارِ.

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

باب نہم

کیا نبی ایسے ہوتے ہیں؟

اس باب میں ہم مرزا قادیانی کی تحریروں سے یہ ثابت کریں گے کہ مرزا قادیانی ایک مخبوط الحواس شخص تھا۔ اگر مرزا قادیانی کی تحریروں کو مرزائی عقیدت کی عینک اتار کر پڑھیں تو ان کے لئے فیصلہ کرنا مشکل نہیں ہوگا کہ ایسا شخص انسان کہلانے کا حقدار نہیں ہے۔ کجا کائنات کا افضل ترین فرد یعنی اسی نبی مانا جائے۔

مرزا قادیانی اپنے بارے میں لکھتا ہے کہ میرے سوانح اس طور پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد، میرے والد کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا کا نام گل محمد تھا۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، ہماری قوم مغل برلاس ہے۔ اور میرے بزرگوں کے پُرانے کاغذات سے، جو اب تک محفوظ ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔

سکھوں کے ابتدائی زمانے میں میرے پردادا صاحب مرزا گل محمد ایک نامور اور مشہور رئیس نواح کے تھے۔ اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب میرے پردادا صاحب فوت ہوئے تو بجائے ان کے میرے دادا صاحب یعنی مرزا صاحب عطا محمد صاحب فرزندِ رشیدان کے گدّی نشین ہوئے۔ ان کے وقت میں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت سے لڑائی میں سکھ غالب آئے۔ اس وقت ہمارے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی اور وہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزین ہوئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ان ہی دشمنوں کے منصوبے

سے میرے دادا صاحب کو زہر دی گئی۔ پھر رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانے میں میرے والد صاحب کے دیہات میں سے پانچ گاؤں واپس ملے۔ پھر بھی بلحاظ پُرانے خاندان کے میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضٰی اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے۔

میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی اور ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش کا آغاز نہیں تھا۔ میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے تھے لیکن میری پیدائش کے دنوں میں ان کی تنگی کا زمانہ فراخی کی طرف بدل گیا تھا۔ بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا، جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر قریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے، جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدائے تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی، اس لیے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے، وہ بہت محنت اور توجہ سے پڑھاتے رہے۔ اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعدِ نحو ان سے پڑھے۔ اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد نے نوکر رکھ کر قادیاں میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علومِ مروجہ کو، جہاں تک خدائے تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے۔ اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ نہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔

جیبی گھڑی:

بیان کیا مجھ سے عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ۱۶۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

لباس:

آپ کا لباس آخر عمر میں چند سال سے بالکل گرم وضع کا ہی رہتا تھا۔ یعنی کوٹ اور صدری اور پاجامہ گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے اور یہ علالتِ طبع کے باعث تھا۔ سردی آپ کو موافق نہ تھی۔ اس لیے اکثر گرم کپڑے رکھا کرتے تھے۔ البتہ گرمیوں میں کُرتا ململی رہتا تھا، بجائے گرم کُرتے کے صدری گھر میں اکثر پہنے رہتے، مگر عموماً باہر جاتے وقت ہی پہنتے اور سردی کی زیادتی کے دنوں میں اوپر تلے دو دو کوٹ بھی پہنا کرتے، بلکہ بعض اوقات پوستین بھی۔

جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے۔ بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اُوپر تلے چڑھا لیتے۔ مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر تک ٹھیک نہ چڑھتی۔ کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا۔ اور کبھی جُراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پُشت پر آجاتی اور کبھی ایک جراب سیدھی، دوسری اُلٹی۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ۱۲۶ مصنفہ بشیر احمد قادیانی)

کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ رات کو اُتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنھیں محتاط لوگ شکن اور مَیل بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے تھے، وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہوتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ۱۲۷ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ (مرزا صاحب) معمول نقدی وغیرہ اپنے رُومال میں جو بڑے سائز کا ململ بنا ہوا تھا، باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے اور چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے، جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی ازار استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا، اس لیے ریشمی ازار بند رکھتے تھے، تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی آزار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ۴۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

بوٹ کا تحفہ:

ایک دفعہ ایک شخص نے بوٹ تحفہ میں پیش کیا۔ آپ نے (مرزا صاحب) نے اس کی خاطر سے پہن لیا، مگر اس کے دائیں بائیں کی شناخت نہ کر سکتے تھے۔ دایاں پاؤں بائیں طرف کے بوٹ میں اور بایاں پاؤں دائیں طرف کے بوٹ میں پہن لیتے۔ آخر اس غلطی سے بچنے کے لیے ایک بوٹ پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا۔

(منکرین خلافت کا انجام مصنفہ جلال الدین شمس قادیانی ۹۶)

خاص ادائیں:

نئی جوتی جب پاؤں میں کاٹتی تو جھٹ ایڑی بٹھالیا کرتے تھے اور اسی سبب سے سیر کے وقت گرد اُڑ اُڑ کر پنڈلیوں پر پڑ جایا کرتی تھی، جس کو لوگ اپنی پگڑیوں وغیرہ سے صاف کر دیا کرتے تھے۔ چونکہ حضور (مرزا صاحب) کی توجہ دنیاوی اُمور کی طرف نہیں ہوا کرتی تھی، اس لیے آپ کی واسکٹ کے بٹن ہمیشہ اپنے چاکوں سے جُدا ہی رہتے تھے اور اسی وجہ سے اکثر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے شکایت فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے بٹن تو بڑی جلدی ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔

شیخ رحمت اللہ صاحب یا دیگر احباب اچھے اچھے کپڑے کے کوٹ بنوا کر لایا کرتے تھے۔ حضور کبھی تیل سر مبارک میں لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر مبارک اور داڑھی مبارک سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینہ تک چلا جاتا۔ قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے۔

(اخبار الحکم قادیان جلد ۳۸ نمبر ۶ مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۳۵ء)

مرزا قادیانی کی سیر:

میاں عبدالعزیز صاحب المعروف مغل سکنہ لاہور نے بیان کیا کہ حضور صبح کو نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ کر احباب کو اپنے الہامات و رؤیا سنایا کرتے تھے اور پھر دوستوں میں سے کوئی رویا دیکھتا تو اُسے بھی سناتے کے لیے فرماتے۔ پھر حضور گھر تشریف لے جاتے تھے اور آٹھ بجے کے قریب گھر سے باہر نکلتے، پہلے چوک میں مہمانوں کا انتظار کرتے، پھر حضرت مولوی نور الدین صاحب کو اطلاع بھجواتے۔ مولوی صاحب جو بھی کام کر رہے ہوتے، اُسے وہیں چھوڑ کر حاضر ہو جاتے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ شاید حضور کے حکم کا انتظار ہی کر رہے تھے۔ سیر قریباً تین میل ہوا کرتی تھی۔ ہم لوگ جب تھک جاتے تو سوچتے کہ اب واپسی کی کیا تدبیر کریں؟ عرض کرنے کی تو جرأت نہیں ہوتی تھی، اس لیے

ہم چند نوجوان ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر چل پڑتے اور پھر تھوڑی دور چل کر قادیاں کی طرف رُخ کر لیتے۔ حضور بھی پیچھے ہو لیتے پھر ہم پیچھے ہو جاتے۔ راستہ میں احباب کی کثرت کی وجہ سے اس قدر گرد اُڑتی کہ سر اور منہ مٹی سے بھر جاتے۔ حضور اکثر پگڑی کے شملہ کو بائیں جانب منہ کے آگے رکھ لیتے۔ حضور کے دائیں ہاتھ میں چھڑی ہوتی تھی، جو بعض اوقات لوگوں کی ٹھوکر سے گر بھی جاتی، مگر حضور پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے تھے، بلکہ جب کوئی چھڑی پکڑا دیتا تھا تو پکڑ لیتے۔ بعض اوقات حضور کے پاؤں کو بھی ٹھوکر لگ جاتی۔

اگر دورانِ سیر کسی وقت پیشاب کی حاجت پیش آ جاتی تو حضور احباب سے دور نکل جاتے۔ وٹوانی حضور بیٹھ کر ہی کیا کرتے تھے۔ ہم نے کبھی حضور کو کھڑے ہو کر وٹوانی کرتے نہیں دیکھا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۷/۲۵ مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۹ء)

اسی موقع پر حضور ایک مرتبہ سیر کے لیے باہر تشریف لائے۔ ساتھ بہت ہجوم تھا۔ حضور بڑے درخت کے قریب کھڑے ہو گئے۔ احباب چاروں طرف سینکڑوں کی تعداد میں کھڑے تھے۔ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے گرد اڑ رہی تھی۔ حضور کی طبیعت، ہجوم اور گرد کی وجہ سے، نیز اس وجہ سے کہ دھوپ تھی اور گرمی کا آغاز تھا۔ کچھ ناساز ہوئی۔ ایک دوست نے کہا کہ احباب جگہ کھلی چھوڑ دیں اور حضور کے نزدیک زیادہ ہجوم نہ کریں اور ایک دوسرے پر نہ گریں۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب بھی قریب تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ لوگ بھی بیچارے کیا کریں۔ تیرہ سو سال کے بعد ایک نبی کا چہرہ دیکھنے کو ملا ہے۔

(قادیاں نمبر ۱۸۰ جلد نمبر ۳۴ مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۴۶ء)

اسی طرح حضرت مسیح موعود سیر کے لیے تشریف لے جاتے تو لوگ آپ کے ساتھ چلے جاتے۔ آپ کی باتیں سنتے، لیکن آخری جلسۂ سالانہ کے موقع پر جب آپ

سیر کے لیے نکلے تو لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ لوگوں کے پیر لگنے کی وجہ سے کبھی آپ کی چھڑی گر جاتی اور کبھی آپ کی جوتی اتر جاتی (جھوٹے نبی اسی طرح سیر کرتے ہیں اور ان کے امتی اپنے نبی کا احترام بھی ایسے ہی کرتے ہیں) آپ دور تک تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا: معلوم ہوتا ہے، اب ہمارا کام ختم ہوگیا ہے۔ اب تو جماعت اتنی بڑھ گئی ہے کہ سیر کرنا بھی مشکل ہوگیا ہے، اس جلسۂ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد سات سو تھی۔ (مرزا قادیانی کے 700 مریدوں نے اس کے ناک میں دم کردیا جو نبی 700 مریدوں کو نہیں سنبھال سکتا وہ اللہ کے خاص بندوں کی مثل کیسے ہوسکتا ہے جن کا فیض دنیا سے جانے کے بعد بھی جاری رہتا ہے)

(میاں بشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیاں کا ارشاد، مندرجہ اخبار الفضل قادیاں جلد نمبر ۳۴ ر ۳۰۰ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۶ء)

اب ہم مرزا کی بیماریوں اور ان کے علاج معالجے اور مرزا کی محبوب غذاؤں کے حوالے سے نقل کریں گے جو کسی طرح بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا یقیناً مطالعہ کے دوران آپ کو بہت سی ایسی خبریں بھی ملیں گی جن سے یہ واضح ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کا دماغی توازن درست نہیں تھا جو کتابیں اس کی طرف منسوب ہیں وہ پڑھنے کے قابل نہیں کیونکہ کسی پاگل کی تحریر پڑھی بھی نہیں جاسکتی۔

نامردی کا یقین:

بخدمت اخویم مخدوم ومکرم مولوی حکیم نور الدین صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ......

جس قدر ضعفِ دماغ کے عارضہ میں یہ عاجز مبتلا ہے، مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی ہو۔ جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں (پھر شادی کس بھروسہ پر کی۔ اوّل صحت درست کرنا لازم تھا) آخر میں نے صبر کیا (جناب یہ صبر والی

بات غلط ہے آپ نے نہیں بلکہ آپ کی بیوی نے صبر کیا ہوگا) اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا۔ سو، اللہ تعالی جل شانہ نے اس دعا کو قبول فرمایا۔ اور ضعف قلب تو اب بھی اس قدر ہے کہ بیان نہیں کرسکتا۔

(خاکسار غلام احمد قادیان ۲۲ فروری ۱۸۸۷ء مکتوبات احمدیہ جلد پنجم خط ۱۴ منقول از نوشتہ غیب مولفہ خالد وزیر آبادی)

دوسرا بڑا نشان یہ ہے کہ جب شادی کے متعلق مجھ پر مقدس وحی نازل ہوئی تھی تو اس وقت میرا دل، دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا اور علاوہ ذیابیطس اور دوران سر اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر بھی بکلی دور نہ ہوا تھا۔ اس نہایت درجہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا۔ کیونکہ میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مجھے خط لکھا تھا (واہ بٹالوی صاحب کیا تعلقات ہیں اور کیسے مفید مشورے) جو اب تک موجود ہے کہ آپ کو شادی نہیں کرنا چاہیے تھی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلا پیش آوے۔ مگر باوجود ان کمزوریوں کے مجھے پوری قوت صحت اور طاقت بخشی اور چار لڑکے عطا کیے۔

(نزول المسیح ۲۰۹ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

ایک ابتلاء:

ایک ابتلاء مجھ کو اس (دہلی کی) شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور دوسرے مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں، جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا، اس لیے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔

غرض اس ابتلاء کے وقت میں نے جناب الہی میں دعا کی اور مجھے اس نے دفع

مرض کے لیے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں۔ اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے تیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈالی دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پُر صحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے، وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کیے گئے۔ میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ایک بچہ کی طرح تھا اور پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس کے قائم مقام تھا۔ (بھلا یہ باتیں بھی لکھنے والی ہیں)

(تریاق القلوب ۳۵۔۳۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مجرب دوائیں:

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ...... وہ دوا جس میں مروارید داخل ہیں، جو کسی قدر آپ دے گئے تھے، اس کے استعمال سے بفضلہٖ تعالیٰ مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ قوت باہ کو ایک عجیب فائدہ یہ دوا پہنچاتی ہے اور مقوی معدہ اور کاہلی سستی کو دور کرتی ہے اور کئی عوارض کو نافع ہے۔ آپ ضرور استعمال کر کے مجھ کو اطلاع دیں۔ مجھ کو تو یہ بہت موافق آ گئی فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ. خاکسار غلام احمد۔ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۶ء۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۴ مولفہ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ پہنچا۔ مجھے نہایت تعجب ہے کہ دراء معلومہ سے آں مخدوم سے کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ وہی قول درست ہو کہ ادویہ کو ابدان سے مناسبت ہے۔ بعض دویہ بعض ابدان کے مناسب حال معلوم ہوتی ہیں اور بعض دیگر کے نہیں۔ مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کاہلی دستی و رطوباتِ معدہ اس سے دور ہو گئے۔ ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی۔ کہ صحبت کے

وقت لیٹنے کی حالت میں نعوذ بگلّی جاتا رہتا ہے۔شاید قلتِ حرارت غریزی اس کا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرارت غریزی کو بھی مفید ہے۔اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔غرض میں نے تو اس میں آثار نمایاں پائے ہیں۔ وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ وَ عِلۡمُہٗ اَحۡکَمُ۔

اگر دوا موجود ہو اور آپ دودھ اور ملائی کے ساتھ کچھ زیادہ قدر شربت کر کے استعمال کریں تو میں خواہش مند ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی بشارت سنوں کبھی کبھی اچھی دوا کی چھپی چھپی تاثیر بھی ہوتی ہے کہ جو ہفتے عشرے کے بعد محسوس ہوتی ہے۔ چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے اور میں نے زیادہ کھالی ہے۔اس لیے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو دوبارہ تیار کی جائے۔لیکن چونکہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے، جس کا میں نے ذکر بھی کیا تھا ابھی تک وہ گمان پختہ ہوتا جاتا ہے۔خدا تعالیٰ اس کو راست کرے، اس جہت سے جلد تیار کرنے کی چنداں ضرورت میں نہیں دیکھتا۔مگر میں شکرگزار ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوا کا بہانہ کر کے بعض خطرناک عوارض سے مجھ کو مخلصی عطا کی۔ فَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحۡسَانِہٖ۔خاکسار غلام احمد قادیان ۱۹ر جنوری ۱۸۸۷ء۔

(مکتوباتِ احمدیہ جلد پنجم نمبر (۲) ۱۴۔مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی)

مجی وعزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں بدست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔اور کسی قدر اس وقت دے دوں گا، جب آپ قادیاں آئیں گے۔ یہ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے۔اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں۔ جیسے مشک عنبر، نرپسی، مروارید، سونے کا کشتہ فولاد، یاقوتِ احمر، کونین، فاسفورس کہربا، مرجان، صندل، کیوڑہ، زعفران، یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں۔اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ

مقوی دماغ، مقوی جگر، مقوی معدہ، مقوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے والی اور مصفّی خون ہے، مجھ کواس کے تیار کرنے میں اوّل تامل تھا کہ بہت سا روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا، لیکن چونکہ صحت کے لیے یہ دوا مفید ہے اس لیے اس قدر خرچ گوارا کیا گیا۔

خوراک اس کی اوّل استعمال میں دو رتی سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ تاکہ گرمی نہ کرے۔ نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے۔ اور خارش اور ثورات اور جذام اور ذیابیطس اور انواع واقسام کے خطرناک امراض کے لیے مفید ہے اور قوت باہ میں اس کو ایک عجیب اثر ہے۔ خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۲۹ اگست ۱۸۹۹ء۔

(مکتوباتِ احمدیہ جلد پنجم نمبر (۴) ص، ۲۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی)

مخدومی مکرمی اخویم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

ایک میرے دوست سامانہ علاقہ پٹیالہ میں ہیں۔ جن کا نام مرزا محمد یوسف بیگ ہے۔ انہوں نے کئی دفعہ معجون بنا کر بھیجی ہے، جس میں کچھ مدبر داخل ہوتا ہے۔ وہ معجون میرے تجربہ میں آیا ہے کہ اعصاب کے لیے نہایت مفید ہے۔ اور امراضِ رعشہ اور فالج اور تقویت دماغ اور قوت باہ کے لیے اور نیز قوتِ معدہ کے لیے فائدہ مند ہے۔ مدت سے میرے استعمال میں ہے۔ اگر آپ اس کو استعمال کرنا مصلحت سمجھیں تو میں کسی قدر جو میرے پاس ہے، بھیج دوں۔

(مکتوباتِ احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲۔ ۵۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی)

طبابت ہمارا خاندانی علم ہے:

مرزا بشیر محمود قادیانی طب کے حوالے سے اپنے خاندان کا تعارف اس طرح کرواتا ہے کہ خاکسار ہمیشہ عرض کرتا ہے کہ طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا ہے دادا صاحب نہایت ماہر اور مشہور حاذق طبیب تھے۔ تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ حضرت مسیح موعود بھی علمِ طب میں خاصی دسترس

رکھتے تھے۔ اور گھر میں ادویہ کا ایک ذخیرہ رکھا کرتے تھے، جس سے بیماروں کو دوا دیتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ۳۵ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) خاندانی طبیب تھے۔ آپ کے والد ماجد اس علاقہ میں نامی گرامی طبیب گزر چکے ہیں اور آپ نے بھی طب سبقاً سبقاً پڑھی ہے۔ مگر باقاعدہ مطب نہیں کیا۔ کچھ تو خود بیمار رہنے کی وجہ سے اور کچھ چونکہ علاج پوچھنے آجاتے تھے، آپ اکثر مفید اور مشہور ادویہ اپنے گھر میں موجود رکھتے تھے۔ نہ صرف یونانی بلکہ انگریزی بھی اور آخر میں تو آپ کی ادویات کی الماری میں زیادہ تر انگریزی ادویہ ہی رہتی تھیں۔ مفصل ذکر طبابت کے نیچے آئے گا۔ یہاں اتنا ذکر کر دینا ضروری ہے کہ آپ کئی قسم کی مقوی ادویات کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً کوکا کولا مچھلی کے تیل کا مرکب۔ ایسٹن سیرپ، کونین، فولاد وغیرہ۔ اور خواہ کیسی ہی تلخ یا بدمزہ دوا ہو، آپ اس کو بلا تکلف پی لیا کرتے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ۱۲۷ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

توحید کا انوکھا گر:

حضرت مسیح موعود (مرزا) کی عادت تھی کہ آپ جب کہ بیماری میں دواؤں کا استعمال کرتے تو صرف ایک دوائی کھانے پر ہی اکتفا نہ کرتے، بلکہ بہت سی دوائیں کھالیتے اور فرمایا کرتے کہ یہ میں اس لیے کرتا ہوں، تاکہ جب شفا حاصل ہو جائے تو دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کر فلاں دوائی سے شفا ہوئی ہے۔ اور اس طرح پر اس قدر اعتماد ہو جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توجہ ہٹا لے۔ یہ ایک توحید کا گر ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے سکھایا۔ آپ خدا ہی کی طرف اپنی توجہ رکھنے کے لیے صرف ایک دو نہیں، بلکہ

اکٹھی بہت سی دواؤں کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیاں مندرجہ اخبار الفضل قادیاں ۱۹ مورخہ ۷ جنوری ۱۹۳۲ء)

مرزا قادیانی کو ہسٹریا اور غشی کے دورے پڑنے کی ابتدا کیسے ہوئی؟:

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی والد صاحب) کو پہلی دفعہ دورانِ سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اوّل کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اتھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہوگئی، مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ پھر اس کے کچھ عرصے بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لیے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرمانے لگے کہ آج طبیعت کچھ خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کردو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہوگی۔ چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو، میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے؟ شیخ حامد علی نے کہا کہ خراب ہوگئی ہے۔ میں پردہ کرا کے مسجد میں چلی گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے۔ جب میں پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی اور آسمان تک چلی گئی۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں، اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ خاکسار نے پوچھا۔ دوروں میں کیا ہوتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوجاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس وقت آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اس کے بعد کچھ دوروں کی ایسی سختی نہ رہی اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔ خاکسار نے پوچھا کہ اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سر درد کے دورے ہوا

کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا حضرت صاحب پہلے خود نماز پڑھاتے تھے؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں، مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ۱۳ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

ماہ رمضان میں دوروں کا پڑنا:

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کردیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کیے۔ مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا۔ اس لیے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کردیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے، اور آپ نے فدیہ ادا کردیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا۔ تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے۔ اور فدیہ ادا کردیا۔ اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے۔ مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل نہیں رکھ سکے۔ اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداء دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضاء کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کردیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہوگئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۵۱ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

سخت ترین دورہ:

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کو سخت دورہ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دے دی اور وہ دونوں آ گئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت (مرزا) صاحب کو دورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس وقت میں نے دیکھا کہ مرزا سلطان احمد تو آپ کی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے، مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی اِدھر، کبھی اُدھر بھاگتا تھا اور کبھی اپنی پگڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا اور گھبراہٹ میں اس کے ہاتھ کانپتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول، ص ۳۲ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

خطرناک:

پھر آپ نے (یعنی مرزا) نے فرمایا کہ میں کیا کروں؟ میں نے تو خدا کے سامنے پیش کیا ہے کہ میں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں۔ مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں۔ میں تجھے ذلت سے بچاؤں گا۔ اور عزت کے ساتھ بری کروں گا۔ پھر آپ محبت الٰہی پر تقریر فرمانے لگ گئے۔ اور قریباً نصف گھنٹے تک جوش کے ساتھ بولتے رہے۔ لیکن پھر یک لخت بولتے بولتے آپ کو اُبکائی آئی اور ساتھ ہی قے ہوئی، جو خالص خون کی تھی، جس میں کچھ خون جما ہوا تھا اور کچھ بہنے والا تھا۔ حضرت نے قے سے سر اٹھا کر رومال سے اپنا منہ پونچھا اور آنکھیں بھی پونچھیں، جو قے کی وجہ سے پانی لے آئی تھیں۔ مگر آپ کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ قے میں کیا نکلا ہے، کیونکہ آپ نے یک لخت جھک کر قے کی اور پھر سر اٹھا لیا۔ مگر میں اسے دیکھنے کے لیے جھکا تو حضور نے فرمایا، کیا ہے؟ میں نے عرض کی، حضور قے میں خون نکلا ہے۔ تب حضور نے اس کی

طرف دیکھا۔ پھر خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور دوسرے سب لوگ کمرے میں آگئے اور ڈاکٹر کو بلوایا گیا۔ ڈاکٹر انگریز تھا۔ وہ آیا اور قے دیکھ کر خواجہ صاحب کے ساتھ انگریزی میں باتیں کرتا رہا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اس بڑھاپے کی عمر میں اس طرح خون کی قے آنا خطرناک ہے پھر اس نے یہ کہا، یہ آرام کیوں نہیں کرتے۔ خواجہ صاحب نے کہا آرام کس طرح کریں! مجسٹریٹ صاحب قریب قریب کی پیشیاں ڈال کر تنگ کرتے ہیں۔ حالانکہ معمولی مقدمہ ہے، جوں یوں ہی طے ہوسکتا ہے۔ اس نے کہا اس وقت آرام ضروری ہے۔ میں سر ٹیفکیٹ لکھ دیتا ہوں۔ کتنے عرصہ کے لیے سر ٹیفکیٹ چاہیے۔ پھر خود ہی کہنے لگا۔ میرے خیال میں دو مہینے آرام کرنا چاہیے۔ خواجہ صاحب نے کہا فی الحال ایک مہینہ کافی ہوگا۔ اس نے فوراً ایک مہینہ کے لیے سر ٹیفکیٹ لکھ دیا۔ اور لکھا کہ میں اس عرصہ میں ان کو کچہری میں پیش ہونے کے قابل نہیں سمجھتا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول، ص۸۰ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

مراق کا مرض:

مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب کو موروثی نہ تھا، بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا تھا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تفکرات، غم، اور سوءِ ہضم تھا، جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دورانِ سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔

(رسالہ ریویو قادیان، ص۱۰ بابت اگست ۱۹۲۶ء)

مرزا قادیانی کا اپنی بیوی سے متعلق عدالت میں بیان:

میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے۔ کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے، کیونکہ طبی اصول کے مطابق اس کے لیے چہل قدمی مفید ہے۔ ان کے ساتھ چند خادم عورتیں بھی

ہوتی ہیں اور پردے کا پورا التزام ہوتا ہے۔ ہم باغ تک جاتے ہیں۔ پھر واپس آجاتے ہیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان عدالت مندرجہ اخبار الحکم قادیاں ج،۵ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء منقول از منظور الٰہی،ص،۲۴۴ مصنفہ منظور الٰہی قادیانی لاہور)

بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت (مرزا) کے ایک حقیقی ماموں تھے، جن کا نام مرزا جمعیت بیگ تھا۔ ان کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی، اور ان کے دماغ میں کچھ خلل آگیا تھا۔ لڑکے کا نام مرزا علی بشیر تھا اور لڑکی کا حرمت بی بی، لڑکی حضرت صاحب کے نکاح میں آئی اور اسی کے بطن سے مرزا سلطان احمد اور فضل احمد پیدا ہوئے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول،ص،۲۰۶ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

خاندانی مریض:

مراق کے اسباب میں سب سے بڑا سبب ورثہ میں ملا ہوا طبعی میلان اور عصبی کمزوری ہے عصبی امراض ہمیشہ ورثہ میں ملتے ہیں۔ اور لمبے عرصہ تک خاندان میں چلتے ہیں۔

(بیاض نور الدین جلد اول منقول از اخبار پیغام صلح لاہور (۳۶) ۴۷ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۴۸ء)

جب خاندان سے اس کی ابتدا ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بیشک یہ مرض منتقل ہوا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد صاحب) نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔

(مضمون ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو قادیاں،ص،۱۱ بابت اگست ۱۹۴۶ء)

مالیخولیا مشہور اطباء کے نزدیک مرزا قادیانی کی بیماری:

مالیخولیا مراق کی تعریفات اور علامات کی ایک قسم ہے، جس کو مراق کہتے ہیں۔

یہ مرض تیز سودا ہے، جو معدہ میں پیدا ہوتا ہے اور جس عضو میں یہ مادہ جمع ہو جاتا ہے، اس سے سیاہ بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں۔

اس کی علامات یہ ہیں۔ ترش دخانی ڈکاریں آنا، ضعفِ معدہ کی وجہ سے کھانے کی لذت کم معلوم ہونا، ہاضمہ خراب ہو جانا، پیٹ پھولنا، پاخانہ پتلا ہونا، دھوئیں جیسے بخارات چڑھتے ہوئے معلوم ہونا۔ (ترجمہ)

(شرح الاسباب والعلامات امراضِ راس، مالیخولیا، تصنیف، علامہ برہان الدین نفیس)

یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مرض (مراق) کی علامات کا ظہور فتورِ قوت جوانی یا روحِ جوانی سے ہوتا ہے، جو کہ جگر و معدے میں ہوتی ہے۔ مگر تحقیقاتِ جدیدہ سے معلوم ہوا ہے کہ مرض عصبی ہے۔ اور جیسا کہ عورت میں رحم کی مشارکت سے مرض اختناق الرحم (ہسٹریا) پیدا ہوتا ہے، اسی طرح اعضائے اندرونی کے فتور سے ضعفِ دماغ ہو کر مردوں میں مراق ہو جاتا ہے۔

علامات:

مریض ہمیشہ سست و متفکر رہتا ہے۔ اس میں خودی کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک بات میں مبالغہ کرتا ہے۔ بھوک نہیں لگتی، کھانا ٹھیک طور پر ہضم نہیں ہوتا۔

(مخزن حکمت مصنفہ شمس الاطبا حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب (طبع دوم)

فسادِ ہضم، کھٹی دخانی ڈکاریں، منہ میں زیادہ رال آئے، پیٹ پھولتا ہو، پیٹ میں قراقر، تناوٹ اور سوزش ہو، جھوٹی بھوک معلوم ہو۔ تالو کی طرف دھویں جیسے بخارات چڑھتے ہوئے معلوم ہوں، ہاضمہ اچھا ہو، تو مرض میں تخفیف ہو، ہاضمے کی خرابی اور رعشے سے مرض میں زیادتی ہو۔ گاہے جسم کے اوپر کے حصے میں کپکپی اور لرزہ، ہاتھ پاؤں کی ہتھیلیوں یا تمام بدن کا ٹھنڈا ہو جانا، مرض کی کمی بیشی کے مطابق کمزوری لاحق ہونا، یہاں تک کہ کبھی غشی تک نوبت پہنچ جائے، کبھی ایک چیز کے دو معلوم ہونا، کبھی آنکھوں کے

سامنے بجلی سی کوندتی معلوم ہو یا آنکھوں کی کرختگی، پلکوں کا بوجھل ہونا، دماغ اور سر میں سوزش وگرمی، دردسر اور یک بیک اچھو لگ جانا۔ مرض مراق کے لوازم سے ہے، لیکن ان سب کا ایک مریض میں پایا جانا ضروری نہیں۔ (ترجمہ)

(اکسیر اعظم جلد اول، ص ۱۸۹ مصنفہ حکیم محمد اعظم خاں صاحب)

مالیخولیا اس مرض کو کہتے ہیں جس میں حالتِ طبعی کے خلاف خیالات وافکار متغیر بخوف وفساد ہوجاتے ہیں۔ اس کا سبب مزاج سوداوی ہوتا ہے، جس سے روح دماغی اندرونی طور پر متوحش ہوتی ہے اور مریض اس کی ظلمت سے پراگندہ خاطر ہوجاتا ہے یا پھر یہ مرض حرارت جگر کی شدت کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہی چیز مراق ہوتی ہے۔ جب اس میں غذا کے فضلات اور آنتوں کے بخارات جمع ہوجاتے ہیں اور اس کے اخلاط جل کر سودا کی صورت میں تبدیل ہوجاتے ہیں تو ان اعضا سے سیاہ بخارات اٹھ کر سر کی طرف چڑھتے ہیں۔ اسی کو نفخہ مراقیہ، مالیخولیائے نافع اور مالیخولیائے مراقی کہتے ہیں۔

(ترجمہ، قانون شیخ الرئیس حکیم بوعلی سینا فن اول از کتاب ثالث)

علاج:

عمدہ خون پیدا کرنے والی غذائیں استعمال کرائی جائیں مثلاً مچھلی (پرندوں کا) زود ہضم گوشت اور کبھی کبھی سفید ہلکی شراب، جو تیز اور پُرانی نہ ہو۔ اور عمدہ عمدہ خوشبوئیں، جیسے مشک عنبر، نافہ اور عود استعمال کرائیں۔ نیز فم معدہ کے لیے مقوی جوارشات کا استعمال کرائیں۔

مریضِ مالیخولیا کو لازم ہے کہ کسی دل خوش کن کام میں مشغول رہے اور اس کے پاس وہ لوگ رہیں، جو اس کی تعظیم وتکریم کرتے رہیں اور اس کو خوش رکھیں اور شراب تھوڑا تھوڑا پانی ملا کر اعتدال کے ساتھ پلائی جائے۔

(قانون شیخ الرئیس حکیم بوعلی سینا فن اول از کتاب ثالث)

مالیخولیا کے کرشمے اور کمالات:

مالیخولیا خیالات و افکار کے طریق طبعی سے متغیر بخوف وفساد ہوجانے کو کہتے ہیں۔ بعض مریضوں میں گاہے گاہے یہ فساد اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دان سمجھتا ہے۔ اور اکثر ہونے والے اُمور کی پہلے ہی خبر دے دیتا ہے۔ اور بعض میں یہ فساد یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔

(شرح اسباب والعلامات امراض مالیخولیا مصنفہ علامہ برہان الدین نفیس)

مریض کے اکثر اوہام اس کام سے متعلق ہوتے ہیں جس میں مریض زمانۂ صحت میں مشغول رہا ہو۔ مثلاً مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات وکرامات کا دعویٰ کر دیتا ہے، خدائی کی باتیں کرتا ہے، اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔

(اکسیرِ اعظم ۱۸۸ مصنفہ حکیم محمد اعظم خاں صاحب)

ہسٹریا کا مرض:

مرزا بشیر محمود لکھتا ہے ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراقی بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض عصبی علامات پیدا ہوجایا کرتی تھیں۔ جو ہسٹریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہوجانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہوجانا، گھبراہٹ کا دورہ ہوجانا، ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے، یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیر ذالک۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ۵۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

ہسٹریا کا بیمار جس کو اختناق الرحم کہتے ہیں، چونکہ عام طور پر یہ مرض عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے، اس لیے اس کو رحم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ورنہ مردوں میں بھی یہ مرض ہوتا ہے۔ جن مردوں کو یہ مرض ہو، ان کر مراقی کہتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیاں مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰، نمبر ۸۴ مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۲۳ء)

یہ درست ہے کہ مرگی اور ہسٹریا میں بھی مراق کی علامات پائی جاتی ہیں، مگر یہ نہیں کہ ہر مراقی کو مرگی یا ہسٹریا کا مرض ہوتا ہے۔

(بیاض نور الدین جلد اول منقول از اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۳۶، نمبر ۴۷ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۴۸ء)

ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ اس کو ہسٹریا، مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کے لیے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی، کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔

(مضمون ڈاکٹر شاہنواز قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو قادیان بابت ماہ اگست ۱۹۴۶ء)

دق اور سل:

حضرت اقدس نے اپنی بیماری دق کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ بیماری آپ کو حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب مرحوم کی زندگی میں ہوگئی تھی اور آپ قریباً چھ ماہ بیمار رہے۔ حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب آپ کا علاج خود کرتے تھے۔ اور آپ کو بکرے کے پائے کا شوربہ کھلایا کرتے تھے۔ اس بیماری میں آپ کی حالت بہت نازک ہوگئی تھی۔

(حیات احمد جلد دوم نمبر اول، ص ۷۹ مولفہ یعقوب علی قادیانی)

مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت (مرزا) صاحب کو سل ہوگئی۔ حتیٰ کہ زندگی سے نا اُمیدی ہوگئی۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمہارے دادا خود حضرت صاحب کا علاج کرتے تھے اور برابر چھ ماہ تک انھوں نے آپ کو بکرے کے پائے کا شوربہ کھلایا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول، ص ۴۲ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

دو چادریں اور مرزا کی تاویلات فاسدہ:

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی، جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر ہے۔ جب اُترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی۔ مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ماہ جون ۱۹۰۶ء، اخبار مدیر قادیان جلد۲ نمبر۲۳ مورخہ ۷/جون ۱۹۰۶ء)

دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسرا بدن کے نیچے کے حصہ میں، اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے اور یہ دونوں مرضیں اس زمانہ سے ہیں، جس زمانہ سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے۔ (یہ دعوے کی برکت ہے یا نحوست؟)

(حقیقت الوحی ۲۰۶، ۲۰۷ منقول از اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۳۶ نمبر ۴۷ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۴۸ء)

مسیح موعود دو زرد چادروں میں اُترے گا۔ ایک چادر بدن کے اوپر کے حصہ میں ہوگی اور دوسری چادر بدن کے نیچے کے حصے میں ہوگی۔ سو میں نے کہا کہ اس طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود دو بیماریوں کے ساتھ ظاہر ہوگا، کیونکہ تعبیر کے علم میں زرد کپڑے سے مراد بیماری ہے اور وہ دونوں بیماریاں مجھ میں ہیں۔ یعنی ایک سر کی بیماری اور دوسری کثرت پیشاب اور دستوں کی بیماری (عیسیٰ مسیح کا معجزہ قرآن کریم میں درج ہے کہ وہ بیماروں کو شفاء دیتے تھے یہی نہیں کہ بیماروں کو تندرست بلکہ وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اور مسیح موعود یعنی بزعم خود مرزا قادیانی صاحب کی پہچان اور نشانی خود امراض ہیں۔ خاص کر سر کی بیماری اور پیشاب اور دستوں کی بیماری، لیکن کیا عجب ہے یہ چودھویں صدی کا کمال ہو۔ جس سے اچھے اچھوں نے پناہ مانگی ہے۔)

(تذکرہ الشہادتین، ص ۴۴ منقول از اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۳۶ نمبر (۴۷) مورخہ یکم دسمبر ۱۹۴۸ء)

مسیح موعود کی نسبت حدیثوں میں دو زرد رنگ چادروں کا ذکر ہے۔ ایسی ہی میرے لاحق حال دو بیماریاں ہیں۔ ایک بیماری بدن کے اوپر کے حصہ میں، جو اوپر کی چادر ہے۔ اور وہ دوران سر ہے، جس کی شدت کی وجہ سے بعض وقت میں زمین پر گر جاتا ہوں اور دل کا دوران خون کم ہو جاتا ہے اور ہولناک صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ (بعض دیگر دماغی امراض خاص کر مرگی میں یہ کیفیت گزرتی ہے۔ دردِ سر میں تو بیشتر تکلیف رہتی ہے۔

اور دوسری بیماری بدن کے نیچے کے حصے میں ہے، جو مجھے کثرت پیشاب کی مرض ہے، جس کو ذیابیطس کہتے ہیں اور معمولی طور پر مجھے ہر روز پیشاب کثرت سے آتا ہے اور پندرہ یا بیس دفعہ تک نوبت پہنچتی ہے اور بعض اوقات قریب سو دفعہ کے دن رات میں پیشاب آتا ہے اور اس سے بھی ضعف بہت ہو جاتا ہے۔

(مرزا قادیانی کی تالیف ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۰۱
منقول از اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۳۶ نمبر ۴۷ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۴۵ء)

دائم المرض:

میں ایک دائم المرض آدمی ہوں۔ ہمیشہ دردِ سر اور دورانِ سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے۔ اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔ (جو شخص اتنا سخت بیمار ہو اور ایک دن 100 دفعہ پیشاب کرتا ہو یقیناً اس کی کتابیں کوئی اور لکھتا ہوگا۔)

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳، ۴ صفحہ ۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

چشمِ نیم باز:

مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت (مرزا) صاحب کی یہ عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں۔ایک دفعہ حضرت مرزا صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا۔ کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں، ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا، مگر وہ پھر اسی طرح بند ہو گئیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ۷۷ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

عصبی کمزوری:

حضرت (مرزا) صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، دردسر، کمی خواب، تشنج دل، بدہضمی، اسہال، کثرت پیشاب۔ اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھی۔(جھوٹے نبی کے مرید ایسے ہی ہونے چاہییں جو اپنے نام نہاد نبی کی رسوائی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں)

(رسالہ ریویو قادیان بابت مئی ۱۹۲۷ء)

خرابی حافظہ:

مکرمی اخویم سلمہ،

میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو، تب بھی بھول جاتا ہوں، یاد دہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔(حافظہ کی کمزوری کا یہ عالم ہے افسوس پھر بھی دعوائے نبوت! شرم تم کو مگر آتی نہیں)

(خاکسار غلام احمد از صدر انبالہ احاطہ ناگ پھنی (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۳، ص، ۲۱ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی)

کھانا کھاتے ہوئے پتہ نہیں چلتا کیا کھا رہا ہوں:

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں، بلکہ اوپر کو ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا۔ اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لیے گرگابی (جوتا) ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتا پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔ (جس شخص کو کھانا کھاتے ہوئے ہوش نہ ہو کہ وہ کیا کھا رہا ہے اس کو اپنے عقیدت مندوں کے حال کا کیسے پتہ چل سکتا ہے؟)

(سیرۃ المہدی حصہ اول ۵۸۷ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

جیب کے ڈھیلے:

آپ کو (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کو) شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے۔ اسی زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ اسی قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں، جو اس بات پر شاہدِ ناطق ہیں کہ آپ کو یارِ ازل کی محبت میں ایسی محویت تھی کہ جس کے باعث اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو رہے تھے (البتہ کھانے میں مرغ، بٹیر، مقویات میں مشک، عنبر، مفرح عنبری اور خاص مجربات اور مشاغل میں سرکار عظمت مدار کی توصیف وتائید اور دین میں تاویلات اور نبوت کے دعوے، دنیا کی طرف اسی قدر توجہ

باقی رہ گئی تھی، اس سے زیادہ نہیں۔)

(مرزا صاحب کے حالات مرتبہ معراج الدین عمر قادیانی تتمہ براہین احمدیہ جلد اول ۲۷)

کیا کھانا اس طرح کھایا جاتا ہے؟:

باوجودیکہ مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں، مگر جس وقت پاخانے کی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی؟ اسی طرح جب روٹی کھانے کے لیے کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کر کے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں، مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھا رہا ہوں۔ میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔(اگر مرزا صاحب کا دماغ ٹھیک ہوتا تو یقیناً پتہ چل جاتا کہ کھانا کہاں جا رہا ہے)

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیاں جلد ۵ نمبر ۴۰
منقول از کتاب منظور الٰہی، ص ۳۴۹ مولفہ محمد منظور الٰہی قادیانی)

روٹی کے ٹکڑے:

حضرت مسیح موعود جب کھانا کھایا کرتے تھے تو بمشکل ایک پھلکا آپ کھاتے۔ اور جب آپ اٹھتے تو روٹی کے ٹکڑوں کا بہت سا چورہ آپ کے سامنے سے نکلتا۔ آپ کی عادت تھی کہ روٹی توڑتے اور اس کے ٹکڑے کرتے جاتے۔ پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے اور باقی ٹکڑے دستر خوان پر رکھے رہتے۔ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسا کیوں کیا کرتے تھے۔ مگر کئی دوست کہا کرتے کہ حضرت صاحب یہ تلاش کرتے ہیں کہ ان روٹی کے ٹکڑوں میں سے کون سا تسبیح کرنے والا ہے اور کون سا نہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۱۰۵ مورخہ ۳/ مارچ ۱۹۳۵ء)

خرابی صحت:

عرصہ تین چار ماہ سے میری طبیعت نہایت ضعیف ہوگئی ہے۔ بجز دو وقت ظہر و عصر کے نماز کے لیے بھی نہیں جا سکتا اور اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں اور اگر ایک سطر بھی کچھ لکھوں یا فکر کروں تو خطرناک دورانِ سر شروع ہو جاتا ہے اور دل ڈوبنے لگتا ہے۔ جسم بالکل بے کار ہو رہا ہے۔ اور جسمانی قویٰ ایسے مضمحل ہو گئے ہیں کہ خطرناک حالت ہے۔ گویا مسلوب القویٰ ہوں اور آخری وقت ہے۔ ایسا ہی میری بیوی دائم المرض ہے۔ امراض رحم و جگر دامن گیر ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار بدر قادیان جلد۲ نمبر۲۱ منقول از آئینہ احمدیت ۱۸۶ مولفہ دوست محمد صاحب قادیانی لاہوری)

مرغوبات:

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت (مرزا) صاحب جب بڑی مسجد میں جاتے تھے تو گرمی کے موسم میں کنویں سے پانی نکلوا کر ڈول سے ہی منہ لگا کر پانی پیتے تھے۔ اور مٹی کے تازہ ٹنڈیا تازہ آب خورہ میں پانی پینا آپ کو پسند تھا اور میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے اور سالم مرغ کا کباب بھی پسند تھا۔ گوشت کی خوب بھنی ہوئی بوٹیاں بھی مرغوب تھیں۔ حضرت صاحب نے ایک دفعہ یہ بھی فرمایا تھا کہ گوشت زیادہ نہیں کھانا چاہیے۔ جو شخص چالیس دن لگاتار کثرت کے ساتھ صرف گوشت ہی کھاتا رہتا ہے۔ اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ دال، سبزی، ترکاری کے ساتھ بدل بدل کر گوشت کھانا چاہیے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول، ص ۱۶۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا۔ اس لیے بعض اوقات جب طبیعت کمزور

ہوتی تو تیتر فاختہ وغیرہ کے لیے شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم کو ایسا گوشت مہیا کرنے کے لیے فرمایا کرتے تھے۔ مرغ اور بٹیروں کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا۔ مگر بٹیر، جب سے کہ پنجاب میں طاعون کا زور ہوا، کھانے چھوڑ دیئے تھے۔ بلکہ منع کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کے گوشت میں طاعون پیدا کرنے کی خاصیت ہے۔ مرغ کا گوشت ہر طرح آپ کھالیتے تھے۔ سالن ہو، یا بھنا ہوا، کباب ہو یا پلاؤ، مگر اکثر ایک ران پر ہی گزارہ کر لیتے تھے اور وہی آپ کو کافی ہو جاتی تھی۔ پلاؤ بھی آپ کھاتے تھے۔ مگر ہمیشہ نرم اور گداز اور گلے ہوئے چاولوں کا اور میٹھے چاول تو کبھی خود کہہ کر پکوالیا کرتے تھے۔ مگر گڑ کے اور وہی آپ کو پسند تھی۔ عمدہ کھانے یعنی کباب، مرغ پلاؤ یا انڈے اور اسی طرح فیرینی میٹھے چاول وغیرہ، تب ہی آپ کہہ کر پکوایا کرتے تھے، جب ضعف معلوم ہوتا۔ جن دنوں میں تصنیف کا کام ہوتا یا صحت اچھی ہوتی تو ان دنوں میں معمولی کھانا ہی کھاتے تھے۔ دودھ، بالائی، مکھن یہ اشیاء بلکہ بادام روغن تک صرف قوت کے قیام اور ضعف کے دور کرنے کو استعمال فرماتے تھے اور ہمیشہ معمولی مقدار میں بعض لوگوں نے آپ کے کھانے پر اعتراض کیے ہیں، مگر ان بیوقوفوں کو یہ خبر نہیں کہ ایک شخص، جو عمر میں بوڑھا ہے اور اسے کئی امراض لگے ہوئے ہیں اور باوجود ان کے وہ تمام جہاں سے مصروف پیکار ہے، وہ شخص ان مقوی غذاؤں کو صرف قوت لایموت اور سدرمق کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ تو کون عقل کا اندھا ایسا ہوگا کہ اس خوراک کو لذیذ حیوانی اور حظوظ نفسانی سے تعبیر کرے؟ خدا تعالیٰ ہر مومن کو بدظنی سے بچائے۔

میوہ جات آپ کو پسند تھے اور اکثر خدام بطور تحفے کے لایا بھی کرتے تھے۔ گاہے بگاہے خود بھی منگواتے تھے۔ پسندیدہ میووں میں سے آپ کو انگور، بمبئی کا کیلا، ناگپوری سنگترہ، سیب، سردے اور سرولی آم زیادہ پسند تھے۔ باقی میوے بھی گاہے گاہے، جو آتے رہتے تھے، کھایا کرتے تھے۔

زمانہ موجودہ کے ایجادات مثلاً برف اور سوڈا لیمو بنڈ جنجر وغیرہ بھی گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے۔ بلکہ شدت گرمی میں برف بھی امرتسر، لاہور سے خود منگوالیا کرتے تھے۔ بازاری مٹھائیوں سے بھی آپ کو کسی قسم کا پرہیز نہ تھا۔ نہ اس بات کی پڑچول تھی کہ ہندو کی ساختہ ہے یا مسلمان کی؟ لوگوں کی نذرانہ کے طور پر آوردہ مٹھائیوں میں سے کھالیتے تھے اور خود بھی روپے دو روپے کی مٹھائی منگوا کر رکھا کرتے تھے۔ یہ مٹھائی بچوں کے لیے ہوتی تھی۔ بلکہ ولایتی بسکٹوں کو بھی جائز فرماتے تھے۔ اس لیے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس میں کیا چربی ہے، کیونکہ بنانے والاے کا ادعا تو مکھن ہے۔ پھر ہم ناحق بدگمانی اور شکوک میں کیوں پڑیں؟ (ایسی غذائیں نام نہاد جھوٹے پیر ہی کھا سکتے ہیں)

(سیرۃ المہدی حصہ دوم، ص ۱۳۲ تا ۱۳۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

افیون کے استعمال کے لیے من گھڑت دلیلیں:

مجھے اس وقت ایک اپنا سرگزشت قصہ یاد آیا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے، کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہوتا ہے اور بعض وقت سوسو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آتا ہے۔ اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ ایک دوست نے مجھے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی، لیکن اگر میں ذیابیطس کے لیے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی اور دوسرا افیونی۔

پس اس طرح جب میں نے خدا پر توکل کیا تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا

محتاج نہیں کیا۔! (بدکار اپنے دفاع میں اللہ تعالیٰ کے پاک بندوں پر طعن کرنے سے باز نہیں آتے جیسے کہ مرزا قادیانی)

(نسیم دعوت، ص ۶۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک وہ نصف طب ہے۔ پس دواؤں کے ساتھ افیون کا استعمال بطور دوا نہ کہ بطور نشہ کسی رنگ میں بھی قابل اعتراض نہیں۔ ہم میں سے ہر ایک نے علم کے ساتھ یا بغیر علم کے ضرور کسی نہ کسی وقت افیون کا استعمال کیا ہوگا۔

حضرت مسیح موعود نے تریاقِ الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) کو حضور (مرزا صاحب) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔

(مضمون میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۱۷ نمبر ۶ مورخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۲۹ء)

جب آپ (یعنی مرزا قادیانی) پہلی بار میرے مطبع میں تشریف لائے تو آپ تکیہ دار موڑھے پر بیٹھ گئے اور ایک موڑھے پر میں بیٹھ گیا اور مجھ سے کتاب کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ میں نے آپ کی آنکھوں کو خوابیدہ دیکھ کر دھوکہ کھایا کہ شاید آپ پوست یا افیون استعمال کرتے ہیں، جیسا کہ رئیسوں کا حال عموماً دیکھنے میں آیا، مگر جب حضرت کی تقریر یا گفتگو سنتا تھا اور براہین احمدیہ کے مضامین پر غور کرتا تھا تو سخت حیرت ہوتی تھی کہ افیون وغیرہ کے استعمال کرنے والے کی تو یہ حالت نہیں ہوتی۔ ایسی تصنیف اور تحریر ایسا آدمی کب کرسکتا ہے؟ پھر حضرت صاحب تشریف لے گئے۔ اب مجھے اپنی پہلی غلطی اور دھوکہ کھا جانے پر افسوس ہوا۔ اور ندامت ہوئی اور خوب معلوم ہوا کہ یہ نشہ معرفتِ الٰہی کا

نشہ ہے۔ نہ کہ افیون وغیرہ کا، جیسے میں اس وقت سمجھا تھا۔(مرزا قادیانی تو افیون کے اس درجہ قائل تھے۔ کہ گویا افیون نصف طب ہے۔ ویسے بھی قادیانی تحریروں میں افیون کا تذکرہ کثرت سے ملتا ہے۔افیون کا عیب اور کمال یہی ہے کہ تخیل کو مضبوط اور وسیع کر دیتی ہے اور اس کے نشہ میں وہ باتیں سوجھتی ہیں کہ عقل حیران رہ جائے آدمی تیز اور طباع ہو تو پھر سونے پر سہاگہ جیسے اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی)

(قادیانی شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند کا بیان
مندرجہ اخبار الفضل قادیاں نمبر ۱۹۴ جلد ۳۴ مورخہ ۲۰ راگست ۱۹۴۶ء)

آج سے تیس سال قبل بہت سے لوگ ایسے تھے، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا) کے متعلق کہتے تھے انھیں اردو بھی نہیں آتی اور عربی دوسروں سے لکھا کر اپنے نام سے شائع کرتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں، مولوی نور الدین آپ کو کتابیں لکھ کر دیتے ہیں۔خود حضرت مسیح موعود کو بھی یہ دعویٰ نہ تھا کہ آپ نے ظاہری علوم کہیں پڑھے۔آپ فرمایا کرتے تھے، میرا ایک استاد تھا، جو افیم کھایا کرتا تھا۔ وہ حقہ لے کر بیٹھ رہتا تھا۔کئی دفعہ پینک میں اس کے حقہ کی چلم ٹوٹ جاتی۔ایسے استاد نے پڑھانا کیا تھا۔غرض آپ کو لوگ جاہل اور بے علم سمجھتے تھے۔(آج اگر کوئی شخص مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کر لے تو اسے مرزا صاحب کی جہالت میں شک نہیں رہے گا) کئی لوگ اس بات کے مدعی تھے کہ آپ کئی سال پڑھانے کی قابلیت رکھتے ہیں۔

(ارشاد میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۶۲ مورخہ ۵ رفروری ۱۹۲۹ء)

۲۸ رجون بروز جمعہ صبح کے وقت حضرت خلیفہ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ مجھے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور میاں ناصر احمد صاحب کو ساتھ لے کر خواجہ (کمال الدین) صاحب کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔

خواجہ صاحب نے اپنا قصہ سنانا شروع کیا۔ جو علاج کراتے ہیں اور جو عارضے رہے ہیں، سب کا ذکر ہوتا رہا۔ خواجہ صاحب افیون بھی آج کل کھاتے ہیں۔ ایک رتی

سے شروع کی تھی۔ ابھی یہ خیال ہے کہ چھ ماہ اور کھائیں تا کہ اعصاب مضبوط ہو جائیں۔
(قادیانیوں کے نزدیک اعصاب کی مضبوطی کے لیے حرام، حلال جو ملے کھا لینا چاہیے)

(ڈائری میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نوشتہ عبدالرحیم درد قادیانی
مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ر جولائی ۱۹۲۹ء نمبر ۲ جلد ۱۷)

سنکھیا:

جب مخالفت زیادہ بڑھی اور حضرت مسیح موعود کو قتل کی دھمکیوں کے خطوط موصول ہونے شروع ہوئے تو کچھ عرصے تک آپ نے سنکھیا کے مرکبات استعمال کیے، تا کہ خدا نخواستہ آپ کو زہر دیا جائے تو جسم میں اس کے مقابلے کی طاقت ہو۔

(ارشاد میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ر فروری ۱۹۳۵ء)

دو بوتل برانڈی:

حضور مرزا صاحب نے مجھے لاہور سے بعض اشیاء لانے کے لیے ایک فہرست لکھ کر دی۔ جب میں چلنے لگا تو پیر منظور محمد صاحب نے مجھے روپیہ دے کر کہا کہ دو بوتل برانڈی کی میری اہلیہ کے لیے پلومر کی دکان سے لیتے آویں۔ میں نے کہا کہ اگر فرصت ہوئی تو لیتا آؤں گا۔ پیر صاحب فوراً حضرت اقدس کی خدمت میں گئے اور کہا کہ حضور مہدی حسین میرے لیے برانڈی کی بوتلیں نہیں لائیں گے۔ حضور ان کو تاکید فرما دیں۔ حقیقۃً میرا ارادہ لانے کا نہ تھا۔ اس پر حضور اقدس (مرزا صاحب) نے مجھے بلا کر فرمایا کہ میاں مہدی حسین، جب تک تم برانڈی کی بوتلیں نہ لے لو، لاہور سے روانہ نہ ہونا۔ میں نے سمجھ لیا کہ اب میرے لیے لانا لازمی ہے، میں نے پلومر کی دوکان سے دو بوتلیں برانڈی کی غالباً چار روپیہ میں خرید کر پیر صاحب کو لا دیں۔ ان کی اہلیہ کے لیے ڈاکٹروں نے بتلائیں ہوں گی۔ (لعنت ایسے نبی پر جو مریدوں کو علاج کے بہانے شراب خریدنے

اور پینے کی اجازت دیتا ہو۔)

(اخبار الحکم قادیان جلد ۳۹ نمبر ۲۵ مورخہ ۷/نومبر ۱۹۲۶ء)

ٹانک وائن:

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی، پلومر کی دکان سے خرید دیں۔مگر ٹانک وائن چاہیے۔اس کا لحاظ رہے۔باقی خیریت ہے۔والسلام۔(مرزا غلام احمد عفی عنہ)

(خطوط امام بنام غلام ۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی بنام حکیم محمد حسین قریشی قادیانی مالک دواخانہ رفیق صحت لاہور)

ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں: حسب ارشاد پلومر کی دکان سے دریافت کیا گیا، جواب حسب ذیل ملا۔

"ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے، جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے۔اس کی قیمت ۸ روپے ہے ۲۱ دسمبر ۱۹۳۳ء)"

(سودائے مرزا،ص ۳۹ حاشیہ مصنفہ حکیم محمد علی پرنسپل طبیہ کالج امرتسر)

ٹانک وائن کا فتویٰ خود ہی سائل خود ہی قاضی:

پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا، چہ جائیکہ ٹانک وائن، جو ایک دوا ہے۔اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لیے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہو۔اور کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لیے بھی منگوائی ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں حرج ہو گیا۔آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے

کہ ہاتھ پاؤں سرد ہوجاتے تھے۔نبض ڈوب جاتی تھی۔ میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے۔نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا۔تو اطبا یا ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کیا ہوتو عین مطابق شریعت ہے۔آپ تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے۔راتوں کو عبادت کرتے تھے۔بڑھاپا بھی پڑتا تھا۔ تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج پی بھی لی ہوتو کیا قباحت لازم آگئی۔(کوئی حرج نہیں جناب آپ کے مذہب میں ہر حرام چیز حلال ہے ویسے بھی ولائتی نبی کی نبوت قائم رکھنے کے لیے ولائتی شراب ضروری ہے)

(از ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی فریق لاہوری مندرجہ اخبار پیغام صلح جلد ۲۳ نمبر ۱۵ مورخہ ۴ر مارچ ۱۹۳۵ء و جلد ۲۳ نمبر ۶۵ مورخہ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۳۵ء)

گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے:

میرزا شیر علی صاحب، جو حضرت مسیح موعود کے سالے اور (ان کے فرزند) میرزا افضل صاحب کے خسر تھے۔انھیں لوگوں کو حضرت مسیح موعود کے پاس جانے سے روکنے کا بڑا شوق تھا۔راستہ میں ایک بڑی لمبی تسبیح لے کر بیٹھ جاتے۔تسبیح کے دانے پھیرتے جاتے اور منہ سے گالیاں دیتے جاتے۔بڑا لٹیرا ہے،لوگوں کو لوٹنے کے لیے دوکان کھول رکھی ہے۔بہشتی مقبرہ کی سڑک پر دارالضعفاء کے پاس بیٹھے رہتے۔بڑی لمبی سفید داڑھی تھی۔سفید رنگ تھا۔تسبیح ہاتھ میں لیے بڑے شاندار آدمی معلوم ہوتے تھے اور مغلیہ خاندان کی پوری یادگار تھے۔تسبیح لیے بیٹھے رہتے،جو کوئی نیا آدمی آتا،اسے اپنے پاس بلا کر بٹھا لیتے اور سمجھانا شروع کردیتے کہ میرزا صاحب سے میری قریبی رشتہ داری ہے۔ آخر میں نے کیوں نہ اسے مان لیا؟اس کی وجہ یہی ہے کہ میں اس کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں۔میں جانتا ہوں کہ یہ ایک دوکان ہے،جو لوگوں کو لوٹنے کے لیے کھولی گئی ہے۔میں میرزا کے قریبی رشتہ داروں میں سے ہوں۔میں اس کے حالات سے خوب واقف ہوں،اصل میں آمدنی کم تھی۔بھائی نے جائیداد سے محروم کردیا۔اس لیے

یہ دوکان کھول لی ہے۔ آپ لوگوں کے پاس کتابیں اور اشتہار پہنچ جاتے ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں پتہ نہیں کتنا بڑا بزرگ ہوگا۔ پتہ تو ہم کو ہے، جو دن رات اس کے پاس رہتے ہیں۔ یہ باتیں میں نے آپ کی خیر خواہی کے لیے آپ کو بتائی ہیں۔ (دوہری رشتہ داری کے باوجود سچ کہنا بڑی جرأت کی علامت ہے۔)

(میاں بشیر الدین محمود احمد کی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۵ء مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۹۱ جلد ۳۴ مورخہ ۱۷/اپریل ۱۹۴۶ء)

نماز میں فراڈ کا یاد آنا:

اب پنجاب میں حاجی (ریاض الدین احمد) صاحب فقط وحشتِ دل کا علاج کرنے اور سیر سپاٹے کو گئے تھے۔ دل میں آئی کہ چلو ذرا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے بھی مل لیں۔ دیکھیں کس قماش کے بزرگ ہیں؟ لاہور سے روانہ ہوئے، قادیان میں پہنچے۔ مرزا صاحب مرحمت واخلاق سے ملے۔ اپنے کانگری کیشن کے رکن اعظم حکیم نور الدین صاحب مرحوم سے ملایا اور پھر مرزا صاحب نے اپنے حجرے میں جو مسجد سے ملحق تھا، اپنی خلوت خاص میں جگہ دی۔ اتنے میں نماز کا وقت آ گیا۔ حکیم نور الدین صاحب نے محراب مسجد میں کھڑے ہو کے نماز پڑھائی اور مرزا صاحب اپنے حجرے میں کھڑے ہو گئے۔ نماز کی ایک رکعت ہوئی تھی کہ کیا دیکھتے ہیں، مرزا صاحب نیت توڑ کے گھر کے اندر چلے گئے اور حاجی صاحب سخت حیران کیا افتاد پیش آئی، جو مرزا صاحب کو نماز کی نیت توڑ دینے پر مجبور ہونا پڑا۔ نماز کے بعد حاضرینِ مسجد سے یہ واقعہ بیان کیا اور اس کا سبب پوچھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ مرزا صاحب پر نماز میں جب وحی نازل ہوتی ہے تو آپ بیتاب ہو کے اندر چلے جاتے ہیں۔ (ڈر تھا کہ کہیں حاجی ریاض الدین احمد مرزا صاحب کی کوئی غلطی حالت نماز میں نہ پکڑ لیں۔)

(رسالہ دلگداز لکھنو بابت مارچ ۱۹۱۶ء) (تقریر میاں محمود احمد خلیفہ قادیاں مندرجہ اخبار الفضل قادیاں مورخہ ۷/فروری ۱۹۲۰ء، جلد ۷ نمبر ۶۲)

زنانی نماز:

حضور (مرزا صاحب) کسی تکلیف کی وجہ سے مسجد نہ جا سکتے تھے تو اندر عورتوں میں نماز باجماعت پڑھاتے تھے اور حضرت بیوی صاحبہ (مرزا صاحبہ کی اہلیہ) صف میں نہیں کھڑی ہوتی تھیں، بلکہ حضرت (مرزا صاحب) کے ساتھ کھڑی ہوتی تھیں۔(یہ بھی عورتوں کو پھنسانے کا ایک طریقہ اور گُر ہے۔)

(تقریر مفتی محمد صادق قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیاں جلد ۱۲ نمبر ۷۷ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۲۵ء)

سٹیشن کی سیر اور پردے سے انکار:

بیان کیا حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے۔ اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔ آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب، جن کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی، میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ ہیں اور پھر یہ لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھادیں۔ حضرت نے فرمایا۔ جاؤ جی، میں ایسے پردہ کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا، مولوی صاحب جواب لے آئے؟

(سیرۃ المہدی حصہ اول ۴۹ مصنفہ بشیر احمد قادیانی)

مفسد اور کذاب کی زیادہ عمر نہیں ہوتی:

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں، جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں۔ تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں

جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت زیادہ عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام و ہلاک ہوجاتا ہے، اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے۔ تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب مفتری نہیں اور خدا کے مکالمے ومخاطبے سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا، جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں، بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔

(اس اشتہار کے شائع کرنے کے بعد واقعہ یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی صاحب مرض ہیضہ میں مبتلا ہوکر اچانک انتقال کر گئے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بعد میں بھی مدت دراز تک زندہ رہے۔)

اس اشتہار کی اشاعت کے ہفتہ عشرہ بعد ہی ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اخبار بدر قادیان میں مرزا صاحب کی روزانہ ڈائری میں شائع ہوا کہ:

مولوی ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا، یہ دراصل ہماری (یعنی مرزا صاحب کی) طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی (بعد کے واقعہ سے بھی یہی ظاہر ہو رہا ہے۔)

(اخبار بدر قادیاں مورخہ ۲۵/اپریل ۱۹۰۷ء)

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ:

چند روز ہوئے مجھے ایک قادیانی بزرگ سے، جو لاہور میں سکونت پذیر ہیں لاہور سے باہر ایک جگہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اثنائے گفتگو میں میرے منہ سے یہ نکل گیا کہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم موت کے وقت بہت خوش تھے۔ وہ بزرگ

جھٹ بول اٹھے کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ محمود (یعنی احمد صاحب خلیفہ قادیان) کا دشمن موت کے وقت خوش ہو۔ موت کے وقت خواجہ کے منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا۔ میں نے اس بزرگوار سے دریافت کیا کہ آپ نے خواجہ صاحب کو دیکھا؟ ارشاد ہوا۔ دیکھا تو نہیں، مگر جو میں کہتا ہوں، سچ ہے۔ میں نے آیت وَلَا تَقْفُ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ کی طرف توجہ دلائی۔ مگر بے سود، مجھے بہت تعجب ہوا۔ (قادیانی قوم کتنی ہٹ دھرمی سے مرزا قادیانی کی موت والی حالت کا دفاع کرتی ہوئی نظر آئی حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ موت کے وقتِ مرزا کا پاخانہ نکل رہا تھا۔)

(چوہدری محمد اسماعیل قادیانی لاہوری کا بیان جو قادیانی جماعت لاہور کے اخبار پیغام صلح لاہور جلد نمبر ۲۷ نمبر ۱۳۔ مورخہ ۳ / مارچ ۱۹۳۹ء میں شائع ہوا)

اور جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں۔ حالانکہ وہ نہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے، نہ اس کے الہام و کلام سے مشرف ہے۔ وہ بہت بُری موت سے مرتا ہے اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابلِ عبرت ہوتا ہے۔ (لَا شَكَّ فِيْ ذَالِكَ)

(اخبار الفضل قادیاں جلد ۲۸ ۵۰ مورخہ ۲ / مارچ ۱۹۴۰ء)

حاصل بحث

کتب تاریخ کی ورق گردانی کر کے دیکھ لیں آپ پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح بالکل واضح ہو جائے گی کہ مرزا قادیانی سمیت قادیانی جماعت کے بڑے بڑے اکابر صاحب استطاعت ہونے کے باوجود نہایت گندی موت مرے، مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کو اپنی موت سے چند دن قبل جو خط لکھا تھا اس میں مرزا نے لکھا کہ جھوٹے کی موت بہت جلد واقع ہو جاتی ہے اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھے دست اور ہیضہ کی حالت میں موت آجائے اس کے بعد ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ مرزا صاحب کو لیٹرین میں حالت پاخانہ موت آئی اور مرزا صاحب اپنے اعصاب پر قابو نہ پاسکا حالت یہ تھی کہ منہ اپنے ہی پاخانہ میں جا گرا گویا منہ کے راستے پاخانہ باہر نکل رہا تھا جھوٹے نبیوں کی موت ایسے ہی آتی ہے۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

باب دہم

قادیانیوں کے صحیح العقیدہ مسلمانوں کے بارے میں نظریات وافکار

اس باب میں ہم قادیانیوں کی اصل کتب سے صحیح العقیدہ مسلمانوں کے بارے میں ان کے نظریات وافکار کو نقل کررہے ہیں تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ قادیانیوں کے جملہ اکابرین مرزا قادیانی سے لے کر آج تک تمام کے تمام اس بات پر متفق ہیں کہ جو شخص مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا وہ کافر ہے اگر کوئی مسلمان مرجائے تو نہ اس کا جنازہ پڑھو نہ اس سے رشتہ داری رکھو نہ مسلمان ائمہ مساجد کی اقتداء میں نماز پڑھو، یہی نہیں بلکہ یہ باب قادیانیوں کی طرف سے، مسلمانوں سے بیزاری کی بے شمار مثالوں سے بھرا پڑا ہے ہم اس قسم کی چند چیدہ چیدہ عبارات عوام اہل سنت اور عام مسلمانوں کی راہنمائی کے لیے نقل کررہے ہیں تاکہ قادیانیوں کا اصل چہرہ آپ کے سامنے آسکے اور آپ اپنی نسلوں کو قادیانیوں کے گندے عقائد ونظریات سے بچاسکیں۔

قارئین محترم! قادیانی جماعت جب سے قائم ہوئی ہے انھوں نے اسلام دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا جتنا نقصان اسلام کو قادیانیوں نے پہنچایا ہے شاید ہی کسی دوسرے مذہب کے لوگوں نے پہنچایا ہو اس باب میں قادیانیوں کی اصل کتب سے ان کی اصل عبارات پیش کی جائیں گی اور ہم حتی الامکان تبصرے سے گریز کریں گے تاکہ نتیجہ آپ خود اخذ کرلیں کہ جن لوگوں کے بارے میں آپ اپنے دل میں نرم گوشہ رکھتے ہیں وہ تو آپ کو مسلمان سمجھنے کے لئے تیار نہیں۔

کون سا اسلام:

''تم اپنے امتیازی نشانوں کو کیوں چھوڑتے ہو؟ تم ایک برگزیدہ نبی (مرزا) کو مانتے ہو اور تمہارے مخالف اس کا انکار کرتے ہیں۔ حضرت (مرزا صاحب) کے زمانہ میں ایک تجویز ہوئی کہ احمدی غیر احمدی مل کر تبلیغ کریں، مگر حضرت (مرزا صاحب) نے فرمایا کہ تم کون سا اسلام پیش کرو گے؟ جو تمہیں خدا نے نشان دیے، جو انعام تم پر کیا، وہ چھپاؤ گے؟

(تقریر میاں محمود احمد مندرجہ اخبار بدر مورخہ ۱۹ر جنوری ۱۹۱۱ء آئینہ صداقت، ص ۵۳ مصنفہ میاں صاحب موصوف)

قادیانی اسلام:

عبداللہ کو نیلیم نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ایک مشن قائم کیا۔ بہت سے لوگ مسلمان ہوئے مسٹر دیب نے امریکہ میں ایسی اشاعت شروع کی، مگر آپ (مرزا صاحب) نے مطلق ان کی ایک پائی کی مدد نہ کی۔ اس کی وجہ یہ کہ جس اسلام میں آپ پر ایمان لانے کی شرط نہ ہو، اسے آپ اسلام ہی نہیں سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفہ اول نے اعلان کیا تھا کہ ان (مسلمانوں کا) اسلام اور ہمارا (قادیانیوں کا) اسلام اور ہے۔''

(اخبار الفضل قادیاں جلد ۳ نمبر ۸۵ مورخہ ۳۱ر دسمبر ۱۹۱۴ء)

احمدیت:

''کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا کام صرف اشاعت اسلام تھا اور اس کے لیے لوگوں کو تیار کرنا تھا اور یہی احمدیت ہے اگر یہی احمدیت تھی تو اور لوگ جو حضرت مسیح موعود کے زمانے میں اشاعتِ اسلام کے لیے اٹھے تھے، ان کے لیے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو خوشی کا اظہار کرنا چاہیے تھا اور آپ ان کی انجمنوں میں شریک ہوتے۔

انہیں چندہ دیتے مگر آپ نے کبھی اس طرح نہیں کیا۔"

(خطبہ سید سرور شاہ خلیفہ قادیاں مندرجہ اخبار الفضل قادیاں جلد۲ نمبر ۹۷ مورخہ ۲۸ر جنوری ۱۹۱۵ء)

میری تبلیغ:

"ہندوستان سے باہر ہر ایک ملک میں ہم اپنے واعظ بھیجیں گے، مگر میں اس بات کے کہنے سے نہیں ڈرتا کہ اس تبلیغ سے ہماری غرض سلسلہ احمدیہ کی صورت میں اسلام کی تبلیغ ہو۔ میرا یہی مذہب ہے اور حضرت مسیح کے پاس زندہ رہ کر اندر باہر ان سے بھی یہی سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اسلام کی تبلیغ یہی میری تبلیغ ہے۔ پس اس اسلام کی تبلیغ کرو، جو مسیح موعود لایا۔"

(منصب خلافت تقریر میاں محمود احمد خلیفہ قادیاں، ص۲)

مجھے چھوڑ کر کیا مردہ اسلام کی تبلیغ کرو گے؟

حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی زندگی میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کی تجویز پر ۱۹۰۵ء میں ایڈیٹر صاحب اخبار وطن نے ایک فنڈ اس غرض سے شروع کیا تھا کہ اس سے (رسالہ) ریویو آف ریلیجز (قادیاں) کی کاپیاں بیرونی ممالک میں بھیجی جائیں۔ بشرطیکہ اس میں حضرت مسیح موعود کا نام نہ ہو، مگر حضرت اقدس (مرزا صاحب) نے اس تجویز کو اس بناء پر رد کر دیا، مجھ کو چھوڑ کر کیا مردہ اسلام پیش کرو گے۔ اس پر ایڈیٹر صاحب وطن نے اس چندہ کے بند کرنے کا اعلان کر دیا۔)

(اخبار الفضل قادیاں جلد۱۶ نمبر ۳۲ مورخہ ۱۹/اکتوبر ۱۹۲۸ء)

قادیان سے بلند ہونے والی آواز اسلام کی آواز ہے:

"جب کوئی مصلح آیا تو اس کے ماننے والوں کو، نہ ماننے والوں سے علیحدہ ہونا پڑا۔ اگر تمام انبیاء ماسبق کا یہ فعل قابلِ ملامت نہیں اور ہرگز نہیں تو مرزا غلام احمد کو الزام

دینے والے انصاف کریں کہ اس مقدس ذات پر الزام کس لیے، پس جس طرح حضرت موسیٰ کے وقت میں موسیٰ کی آواز اسلام کی آواز تھی اور حضرت عیسیٰ کے وقت میں عیسیٰ کی اور سیدنا و مولانا حضرت مصطفیٰ ﷺ کی آواز اسلام کا صور تھا، اسی طرح آج قادیاں سے بلند ہونے والی آواز اسلام کی آواز ہے۔"

(اخبار الفضل قادیاں جلد ۷، نمبر ۹۰ر مورخہ ۲۷/۱۹۲۰ء)

مرزا ساحر:

"ساحروں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انسانوں کو بندر بنا دیتے ہیں، لیکن حضرت مرزا صاحب ایسے ساحر تھے کہ ان لوگوں کو جو یہودی صفت ہو کر بندروں سے مشابہ ہو چکے تھے، انسان بنا دیتے تھے۔"

(اخبار الفضل قادیاں جلد ۷ ۴ مورخہ ۱۸ر ستمبر ۱۹۱۹ء)

ہر سعید اس فرقہ کی طرف کھینچ آئے گا:

براہین احمدیہ حصہ پنجم، ص ۸۲ میں آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ان ہی دنوں میں ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لیے ایک قرنا بجائے گا اور اس قرنا کی آواز پر ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھینچ آئے گا۔ بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں، جو دوزخ کے بھرنے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔"

"خدا نے یہ ہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمان مجھ سے الگ رہے گا۔ وہ کاٹا جائے گا۔"

پھر ایک حضرت مسیح موعود کا الہام ہے، جو آپ نے اشتہار معیار الاخیار مورخہ ۲۵ر مئی ۱۹۰۰ء، ص ۸ پر درج کیا ہے اور وہ یہ ہے:

''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔''

''اختصار کے طور پر اتنے حوالے دیے جاتے ہیں ورنہ حضرت مسیح موعود (مرزا) نے بیسیوں جگہ اس مضمون کو ادا کیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح اول (حکیم نورالدین) کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ چنانچہ جب ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

''اگر خدا کا کلام سچ ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔''

(اخبار بدر نمبر ۲ ر جلد ۱۲ ر مورخہ ۱۱ ر جولائی ۱۹۱۲ء)

اب جبکہ یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی تو کیوں خواہ مخواہ غیر احمدیوں کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنف صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی (ریویو آف ریلیجز صفحہ ۱۲۹ نمبر ۳ جلد ۱۴)

مرزا صاحب نے اپنی جماعت کو منہاج نبوت کے مطابق غیروں سے الگ کیا:

''کیا مسیح ناصری نے اپنے پیرووں کو یہود سے الگ نہیں کیا؟ کیا وہ انبیاء جن کی سوانح کا علم ہم تک پہنچا ہے اور ہمیں ان کے ساتھ جماعتیں بھی نظر آتی ہیں، انھوں نے اپنی ان جماعتوں کو غیروں سے الگ نہیں کر دیا؟ ہر ایک شخص کو ماننا پڑے گا۔ بیشک کیا ہے۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب نے بھی جو کہ نبی اور رسول ہیں، اپنی جماعت کو منہاج نبوت کے مطابق غیروں سے الگ کر دیا تو نئی اور انوکھی بات کون سی کی؟''

(اخبار الفضل قادیاں جلد ۵ نمبر ۷۰، ص ۶۹ مورخہ ۲۶ ر جنوری ۲ ر مارچ ۱۹۱۸ء)

جو مجھے مانے گا اور قبول کرے گا ہی مسلمان ہوگا:

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۱ ر دسمبر ۱۹۱۸ء)

''آپ (مرزا) کے مبعوث کیے جانے کی غرض یہ نہ تھی کہ لوگ آپ کو مسلمان

سمجھ لیں، اور بس۔ بلکہ یہ تھی کہ آپ کو قبول کریں اور آپ مسلمان را مسلمان باز کردند کے مطابق مسلمان کہلانے والوں کو سچے اور حقیقی مسلمان بتائیں۔ پس حضرت مرزا صاحب نے یہ کبھی نہیں کہا کہ جو مجھے مسلمان کہہ لے، وہ پکا مسلمان ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہی کہا کہ جو مجھے مانے گا اور قبول کرے گا، وہی مسلمان ہوگا۔"

(اخبار الفضل قادیاں جلد ۶ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۱ر دسمبر ۱۹۱۸ء)

مسلمان

ضرورت ہے کہ ان (مسلمانوں) کو نئے سرے سے مسلمان کیا جائے:

چو دور خسروی آغاز کردند

مسلمان را مسلمان باز کردند

اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو بھی مسلمان کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے۔ مسلمان تو اس لیے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جاوے، لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے۔ مگر ان کے اسلام کا اس لیے انکار کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں؟ بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جاوے۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز، ص ۱۴۳ نمبر ۲ جلد ۱۴)

مسلمان کا لفظ:

"اس جگہ ایک اور شبہ بھی پڑتا ہے اور وہ یہ کہ جب حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اپنے منکروں کو حسب حکم الٰہی اسلام سے خارج سمجھتے تھے تو آپ نے ان کے لیے اپنی بعض آخری کتابوں میں مسلمان کا لفظ کیوں استعمال فرمایا؟ تو اس کا جواب

یہ ہے کہ کیا قرآن شریف میں عیسیٰ کی طرف منسوب ہونے والی قوم کو نصاریٰ کے نام سے یاد نہیں کیا گیا؟ ضرور کیا گیا اور بہت دفعہ کیا گیا، مگر وہاں معترض نے اعتراض نہ کیا کہ جب وہ عیسیٰ کی تعلیم سے دور جا پڑے ہیں تو ان کو نصاریٰ کیوں کہا جاتا ہے؟ پھر اب یہاں اعتراض کیسا؟ اصل میں بات یہ ہے کہ عرف عام کی وجہ سے ایک نام کو اختیار کرنا پڑتا ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ چیز اسم بامسمی ہوگئی۔ مثلاً دیکھو اگر ایک شخص سراج دین مسلمان سے عیسائی ہو جاوے تو اسے پھر سراج دین ہی کہیں گے، حالانکہ عیسائی ہوجانے کی وجہ سے وہ اب سراج نہیں رہا بلکہ کچھ اور بن گیا۔ لیکن عرف عام کی وجہ سے اسے اس نام سے پکارا جاوے گا۔ معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو بھی بعض وقت اس بات کا خیال آیا کہ کہیں میری تحریروں میں غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر دھوکا نہ کھائیں۔ اس لیے آپ نے کہیں کہیں بہ طور ازالہ کے غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھ دیے ہیں کہ: ''وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں'' تاکہ جہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو اس سے مدعی اسلام سمجھا جاوے نہ کہ حقیقی مسلمان۔ پس یہ ایک یقینی بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاں کہیں بھی غیر احمدیوں کو مسلمان کہہ کر پکارا ہے وہاں صرف یہ مطلب ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں، ورنہ آپ حسب حکم الٰہی اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔''

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز، ص ۱۲۶ نمبر ۳ جلد ۱۴)

''یاد رکھنا چاہیے کہ ہم جہاں غیر احمدیوں کے لیے مسلمان کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد حسب پیش گوئی نبی کریم ﷺ اسمی و رسمی ہوتی ہے، کیونکہ آخر وہ نہ تو ہندو ہیں نہ عیسائی۔ وہ کلمہ پڑھتے ہیں اور قرآن شریف پر عمل کے مدعی۔ ضرور ہے کہ ہم انھیں اسی نام سے پکاریں، جس کا وہ اپنے آپ کو مستحق سمجھتے ہیں۔ یہودیوں کے لیے اَلَّذِیْنَ هَادُوْا قرآن مجید میں آتا ہے اور عیسائی کے لیے نصاریٰ اور بعض اوقات عیسائی اور

موسائی بھی کہہ لیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ نہ ہدایت یافتہ نہ حضرت عیسیٰ و موسیٰ کے متبعین۔ پس مسلمان کا لفظ بہ لحاظ قوم ہے اور شرعی فتویٰ جو کسی نبی کے انکار سے لازم آتا ہے، وہ اور بات ہے۔"

(اخبار الفضل قادیاں جلد ۱۲ نمبر ۲۵ مورخہ ۱۱/اپریل ۱۹۲۵ء)

مخالفین کا یہ دعوی کہ ہم مسلمان ہیں زبانی دعوی ہے:

"لہٰذا یقینی اور قطعی طور پر یقینی ہے کہ اگر اس زمانہ کے یہودی صفت مسلمان نبی کریم کے وقت میں پیدا کیے جاتے تو آپ کے ساتھ بھی وہی سلوک کرتے، جو انھوں نے اس زمانہ کے رسول (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کے ساتھ کیا اور اگر وہ موسیٰ اور عیسیٰ کا زمانہ پاتے تو ان کا بھی اسی طرح انکار کرتے کیونکہ مسیح موعود (مرزا) اللہ تعالیٰ کا ایک نور ہے اور وہ آنکھ جو اس نور کو ہی نہیں دیکھ سکتی، وہ اندھی ہے، کسی اور نور کو بھی نہیں دیکھ سکتی۔ حضرت مسیح موعود نے بھی اس اصل کو بیان فرمایا ہے جیسا کہ آپ مخالفوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایسا شخص اگر آنحضرت ﷺ کا زمانہ پاتا تو آپ کو بھی نہ مانتا اور اگر حضرت عیسیٰ کے زمانے میں ہوتا تو ان کو قبول نہ کرتا۔" پس مخالفین کا یہ دعویٰ کہ ہم مسلمان ہیں، ایک زبانی دعوی ہے۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز، ص ۱۰۳ نمبر ۳ جلد ۱۴)

مسلمانوں کے بارے قادیانیوں کا گندہ عقیدہ:

"حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی اس تحریر سے بہت سی باتیں حل ہوجاتی ہیں۔ اوّل یہ کہ حضرت صاحب کو اللہ نے الہام کے ذریعہ اطلاع دی کہ تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں اور نہ صرف یہ اطلاع دی بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ! دوسرے یہ کہ حضرت صاحب نے عبدالحکیم خاں کو جماعت

سے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا۔ تیسرے یہ کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے۔ چوتھے یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے، اس کے لیے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے۔ پانچویں یہ کہ جو شخص مسیح موعود کی دعوت کو رد کرتا ہے، وہ قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتا ہے اور خدا کے کھلے نشانات سے منہ پھیرتا ہے۔ چھٹے یہ کہ جو مسیح موعود کے منکروں کو راستباز قرار دیتا ہے، اس کا دل شیطان کے پنجے میں گرفتار ہے۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز، ص ۱۲۵ نمبر ۳ جلد ۱۴)

جو مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ اللہ کے رسولوں میں تفرقہ کرتا ہے:

"اس تحریر سے ہم کو اتنی باتوں کا پتہ لگتا ہے۔ اوّل یہ کہ حضرت مولوی صاحب حکیم نور الدین خلیفہ اوّل) کا یہ عقیدہ تھا کہ مسلمان کہلانے کے لیے ایمان بالرسل ضرور ہے۔ دوسرے یہ کہ رسل کے مفہوم میں سارے رسول شامل ہیں۔ خواہ کوئی رسول نبی کریم ﷺ سے پہلے آئے یا بعد میں ہندوستان میں یا کسی اور ملک۔ میں تیسرے یہ کہ حضرت مسیح موعود بھی اللہ تعالیٰ کے ایک رسول تھے اور ایمان بالرسل میں آپ پر ایمان لانا بھی شامل ہے۔ چوتھے یہ کہ جو مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ اللہ کے رسولوں میں تفرقہ کرتا ہے اس لیے وہ کافر ہے۔ اب کہاں ہیں وہ لوگ، جو کہتے ہیں کہ حضرت مولوی صاحب غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھا کرتے تھے؟ وہ دیکھیں کہ مذکورہ بالا تحریر ان کے سارے دجالی طلسم کو پاش پاش کر دیتی ہے۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز، ص ۱۲۲ نمبر ۳ جلد ۱۴)

اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی کے منکروں کو مسلمان نہیں جانتا (معاذ اللہ):

"اب مسیح موعود کے اس فیصلہ کے بعد ہم کسی ایسے شخص کی بات کو پرپشہ کے برابر بھی وقعت نہیں دیتے، جو احمدی کہلا کر غیر احمدیوں کو مسلمان جانتا ہے۔ ہم مجبور ہیں۔ ہم نے مسیح موعود کو مصلحت وقت کے لیے نہیں، بلکہ خدا کی طرف سے اسے واقعی حکم سمجھ کر مانا ہے۔ اور اس کی ہر بات کو سچا پایا ہے پس جب مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کہتا ہے کہ اس کے منکروں کو خدا مسلمان نہیں جانتا تو ہم کون ہیں کہ اس بات کا انکار کریں۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز، ص ۱۳۲ نمبر ۳ جلد ۳)

تکفیر

تکفیر میں توسیع:

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا۔ ہاں ضال اور جادۂ صواب سے منحرف ضرور ہوگا اور میں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا۔" (متن کتاب)

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے، جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکامِ جدید لاتے ہیں، لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں، گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں، ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن سکتا۔" (حاشیہ)

(تریاق القلوب، ص ۱۳۰ متن وحاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"دیکھو جس طرح جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کو ماننے کا

دعویٰ کر کے ان کے احکام کی تفصیلات مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تقویٰ شہادت کو بجا نہ لائے اور ان احکام کو جو تزکیہ نفس، ترکِ شر اور حصولِ خیر کے متعلق نافذ ہوئے ہیں، چھوڑ دے، وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے اور اس پر ایمان کے زیور سے آراستہ ہونے کا اطلاق نہیں آسکتا۔ اسی طرح سے جو شخص مسیح موعود کو نہیں مانتا یا ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتا، وہ بھی حقیقتِ اسلام اور غایتِ نبوت اور غرضِ رسالت سے بے خبر محض ہے اور وہ اس بات کا حق دار نہیں ہے کہ اس کو سچا مسلمان خدا اور اس کے رسول کا سچا تابعدار اور فرمانبردار کہہ سکیں کیونکہ جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سے قرآن شریف میں اور احکام دیے ہیں، اسی طرح سے آخری زمانہ میں ایک آخری خلیفہ کے آنے کی پیشگوئی بڑے زور سے بیان فرمائی ہے اور اس کے نہ ماننے والوں اور اس سے انحراف کرنے والوں کا نام فاسق رکھا ہے۔"

(حجۃ اللہ تقریر لاہور از مرزا غلام احمد قادیانی منقول از النبوۃ فی الاسلام، ص ۲۱۴ مولوی محمد علی امیر جماعت لاہور)

مسلمانوں پر کفر کا حکم

"علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا، وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا، کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے یعنی رسول اللہ نے خبر دی تھی کہ آخری زمانے میں میری امت میں سے ہی مسیح موعود آئے گا اور آنحضرت ﷺ نے یہ بھی خبر دی تھی کہ معراج کی رات میں مسیح بن مریم کو نبیوں میں دیکھ آیا ہوں، جو اس دنیا سے گزر گئے ہیں اور یحییٰ شہید کے پاس دوسرے آسمان میں ان کو دیکھا ہے۔

اور خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لیے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کیے اور آسمان پر خسوف وکسوف رمضان میں ہوا، اب جو شخص خدا اور رسول کے احکام کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو

باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہوسکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھہرا، کیونکہ میں ان کی نظر میں مفتری ہوں۔''

(حقیقۃ الوحی ۱۷۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مسلمانوں کو کافر بنانے کے لیے لمبی فہرست

''کفر دو طرح پر ہے ایک کفر یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور حضرت ﷺ کو رسول نہیں مانتا، دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے، جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لیے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے، کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔'' (حقیقۃ الوحی ۱۷۹ مصنفہ مرزا قادیانی)

''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔''

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ رسالہ الذکر الحکیم منقول از اخبار الفضل مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء)

''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔''

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی اشتہار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ۲۷ مجموعہ اشتہارات مرزا صاحب)

''آپ (مرزا قادیانی) نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے، مگر مزید اطمینان کے لیے اس بیعت میں توقف کرتا ہے، کافر ٹھہرایا ہے، بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا، لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے، کافر ٹھہرایا ہے۔''

(ارشاد میاں محمود احمد خلیفہ قادیاں مندرجہ تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۴ ، ۱۰ اپریل ۱۹۱۱ء
منقول از عقائد احمدیہ، ص ۱۰۸ مولفہ میر مدثر شاہ قادیانی لاہوری)

"کُل جو مسلمان حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت، ص ۳۵ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیاں)

"یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں بتاؤ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا؟ قرآن مجید میں تو لکھا ہے لَانُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔"

(نہج المصلے مجموعہ فتاویٰ احمدیہ، ص ۲۷۴ مولفہ محمد افضل خاں قادیانی)

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز، ص ۵۰ نمبر ۳ جلد ۱۴)

اصولِ تکفیر:

ایک دن نماز عصر کے بعد خود جناب خلیفہ (میاں محمود احمد) صاحب سے اس بارہ میں میری گفتگو ہوئی کہ وہ غیر احمدیوں کی کیوں تکفیر کرتے ہیں؟ اس گفتگو کا خلاصہ میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

خاکسار: کیا یہ صحیح ہے کہ آپ غیر احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں؟

خلیفہ صاحب: ہاں یہ درست ہے۔

خاکسار: اس تکفیر کی بنا کیا ہے؟ کیا وہ کلمہ گو نہیں ہیں؟

خلیفہ صاحب: بیشک وہ کلمہ گو ہیں لیکن ہمارا اور ان کا اختلاف فروعی نہیں اصولی

ہے۔ مسلم کے لیے توحید پر، تمام انبیاء پر، ملائکہ پر، کتب آسمانی پر ایمان لانا ضروری ہے اور جو ان میں سے ایک بھی نبی اللہ کا منکر ہو جائے، وہ کافر ہو جاتا ہے، جیسا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کو مانتے ہیں۔ لیکن صرف رسول اکرم کی رسالت کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں اسی طرح قرآن کریم کے مطابق غیر احمدی مرزا صاحب کی نبوت سے منکر ہو کر کفار میں شامل ہیں۔ اللہ کی طرف سے ایک مامور آیا، جس کو ہم نے مان لیا اور انھوں نے نہ مانا۔"

(مضمون عبدالقادر متعلم جامعہ ملیہ مندرجہ اخبار الفضل قادیاں جلد ۱۰ نمبر ۹۹ رمورخہ ۲۱ رجون ۱۹۲۳ء)

جزو ایمان:

ہمارے نزدیک مسیح موعود پر ایمان لانا جزو ایمان ہے، کیونکہ آپ کے انکار کو رسول اکرم ﷺ کا انکار مستلزم ہے۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

"علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا، وہ خدا اور رسول اکرم کو بھی نہیں مانتا۔" (حقیقۃ الوحی، ص ۱۶۳) پس جبکہ مسیح موعود کے انکار سے خدا اور محمد رسول اللہ ﷺ کا انکار لازم ہے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں خود مسیح موعود کا اقرار آجاتا ہے اس لیے جو شخص مسیح موعود کا منکر ہو کر منہ سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتا رہے وہ اسی طرح مسلمان نہیں ہو سکتا، جس طرح کوئی شخص کلمہ طیبہ کا اقرار کرتا رہے، مگر ساتھ ہی گزشتہ انبیاء علیہم السلام میں سے بعض یا تمام دیگر ایمانیات کا منکر رہے۔"

(اخبار الفضل قادیاں مورخہ ۲۹ جون ۱۹۳۶ء نمبر ۱۳۳ جلد ۱۳)

غیر احمدی کیوں کافر ہیں:

"اس کی وجہ کہ غیر احمدی کیوں کافر ہیں، قرآن کریم نے بیان کی ہے وہ اصل جو قرآن کریم نے بتایا ہے اس سب کا انکار یا اس کے کسی ایک حصہ کے نہ ماننے سے کافر

ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا انکار کفر ہے۔ کتب الٰہی کا انکار کفر ہے۔ ملائکہ کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے، وغیرہ ہم۔ چونکہ حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نہیں مانتا۔ اس لیے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے، غیر احمدی کافر ہیں۔''

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیاں کا بیان بہ اجلاس سب جج عدالت گورداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیاں مورخہ ۲۶/۲۹ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۲۱/۲۹)

نہ صرف وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے:

''اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں دو شخصوں کو سب سے بڑا کافر بیان فرمایا ہے۔ اوّل وہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرتا ہے۔ مثلاً کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام کیا ہے، حالانکہ درحقیقت اسے کوئی الہام نہیں ہوا۔ دوسرے وہ جو خدا کے کلام کی تکذیب کرتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ'' (اس آیت میں ظالم سے کافر مراد ہے اور حضرت مسیح موعود (مرزا) نے بھی ظالم کے یہ ہی معنی کیے ہیں (دیکھو حقیقۃ الوحی، ص ۱۶۳ حاشیہ) اب مسیح موعود کا یہ دعویٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے، دو حالتوں سے خالی نہیں، یا تو وہ نعوذ باللہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور محض افتری علی اللہ کے طور پر دعوے کرتا ہے تو ایسی صورت میں نہ صرف وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے اور یا مسیح موعود اپنے دعویٰ الہام میں سچا ہے اور خدا سچ مچ اس سے ہم کلام ہوتا تھا اور اس صورت میں بلاشبہ یہ کفر انکار کرنے والے پر پڑے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاؤ اور یا مسیح موعود کو سچا مان کر اس کے منکروں کو کافر جانو۔''

(کلمۃ الفصل مصنف صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز، ص ۱۳۳ نمبر ۲ جلد ۱۴)

جو آپ کے دعوی پر ایمان نہیں رکھتا وہ کافر ہے:

"پھر (مرزا صاحب کا) ایک اور الہام ہے جس میں انکار کی گنجائش باقی رہتی ہی نہیں، سوائے اس کے کہ الہام کا انکار کر دیا جائے اور وہ الہام یہ ہے **قُلْ یَا اَیُّهَا الْکُفَّارُ اِنِّیْ مِنَ الصَّادِقِیْنَ** (حقیقۃ الوحی ص ۹۲) خدا مسیح موعود (مرزا صاحب) کو حکم دیتا ہے کہ تو کہہ، اے کافرو! میں صادقین میں سے ہوں۔ یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ اس الہام میں مخاطب ہر ایک ایسا شخص ہے، جو حضرت مسیح موعود کو صادق نہیں سمجھتا کیونکہ فقرہ **اِنِّیْ مِنَ الصَّادِقِیْنَ** اس کی طرف صاف طور پر اشارہ کر رہا ہے پس ثابت ہوا کہ ہر ایک جو آپ (مرزا) کو صادق نہیں جانتا اور آپ کے دعویٰ پر ایمان نہیں لاتا، وہ کافر ہے۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز قادیاں ص ۱۴۳ نمبر ۳ جلد ۱۴)

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں:

"کیا خلیفہ اوّل (حکیم نور الدین صاحب) کو مہدی جاننے والے اپنے مہدی کی بات ماننے کو تیار ہیں۔ وہ سنیں کہ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کی جھوٹی قسم کھانا ایک لعنتی آدمی کا کام ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اوّل کو (**اُولٰٓئِکَ هُمُ الْکَافِرُوْنَ حَقًّا** والی آیت کو غیر احمدیوں پر چسپاں کرتے ہوئے اور رسل کے لفظ میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو شامل کرتے ہوئے سنا ہے۔ مجھے ایک عرصہ گزر جانے کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے الفاظ یاد نہیں ہیں مگر مجھے یہ اچھی طرح یاد ہے کہ آپ نے مذکورہ بالا آیت کو غیر احمدیوں پر چسپاں کیا، بلکہ سننے والوں نے اس دن تعجب کیا تھا کہ حضرت مولوی صاحب نے خلافِ عادت صریح الفاظ میں مسئلہ کفر کی تصدیق فرمائی۔ ورنہ عام طور پر مولوی صاحب کی عادت تھی کہ اگر

کوئی آپ سے اس مسئلے کے متعلق سوال کرتا تو آپ یہ کہہ کر ٹال دیا کرتے کہ تمہیں دوسرے کے کفر و اسلام سے کیا؟ تم اپنی فکر کرو۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز صفحہ ۱۲۰ نمبر ۳ جلد ۱۴)

نماز اور حج

غیر احمدی کے پیچھے نماز مت پڑھو:

"صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو بہتری اور نیکی اس میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دنیا میں روٹھے ہوئے ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور روٹھنا خدا کے لیے ہے۔ تم ان میں جا رہے ہو تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔"

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۱۰/اگست ۱۹۰۱ء
منقول از کتاب منظور الٰہی ص ۲۶۹ مولفہ منظور الٰہی قادیانی لاہور)

"میرا مذہب وہی ہے، جو میں ہمیشہ سے ظاہر کرتا ہوں کہ کسی غیر مبائع شخص کے پیچھے خواہ وہ کیسا ہی ہو اور لوگ اس کی کیسی ہی تعریف کرتے ہوں نماز نہ پڑھو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا ہی چاہتا ہے۔ اگر کوئی شخص متردد یا مذبذب ہے تو وہ بھی مکذب ہی ہے خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ اس طرح احمدی میں اور اس غیر میں تمحیص اور تمیز کردے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱۔۴۲/مورخہ ۳۰/نومبر ۱۰/دسمبر ۱۹۰۴ء۔ اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۱۷/مورخہ ۲۸/اگست ۱۹۱۷ء)

تمہارا امام تم میں سے ہی ہو:

پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے، تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے، کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو، جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ اماامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں، بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو! کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۴ حاشیہ مرزا غلام احمد قادیانی)

غیر احمدیوں کی مسجد میں نماز پڑھنا حرام، قطعی حرام ہے:

سیدنا حضرت مسیح موعود نے صاف اور صریح الفاظ میں لکھا ہے کہ آپ کو خدا نے بتایا ہے کہ احمدیوں پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر مکذب اور متردد کے پیچھے نماز پڑھیں۔ اگر کوئی احمدی ان تینوں قسم کے لوگوں میں سے کسی کے پیچھے نماز پڑھے گا تو اس کے عمل حبط ہو جائیں گے اور اس کو پتہ بھی نہیں لگے گا۔

(اخبار الفضل قادیاں جلد ۸ نمبر ۳۱ مورخہ ۲۵ ر اکتوبر ۱۹۱۷ء)

غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں:

حضرت مسیح موعود نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں، تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے، اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں۔

(انوار خلافت مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد خلیفہ قادیاں ص ۸۶)

ہم غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے:

بہت سے غیر احمدی لوگ ہمارے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ احمدی (قادیانی) ہرگز غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیاں کا بیان باجلاس سب جج عدالت گورداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیاں مورخہ ۲۶۔۲۹ر جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱۔۱۰۲)

سوال کا جواب:

(مرزا سے) سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں یا نہ پڑھیں؟ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) نے فرمایا کہ پہلے تمہارا فرض ہے، اسے واقف کرو! پھر اگر تصدیق نہ کرے، نہ تکذیب تو وہ بھی منافق ہے۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۴۶ مرتبہ محمد منظور الٰہی قادیانی لاہوری)

ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں:

ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔

(انوارِ خلافت ص ۹۰ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیاں)

دکھاوے کی نماز (قادیانی بھی شیعوں کی طرح تقیہ کے قائل ہیں):

۱۹۱۲ء میں سید عبدالحی عرب مصر سے ہوتے ہوئے حج کو گیا۔ قادیان سے میرے نانا صاحب میر ناصر نواب بھی براہ راست حج کو گئے۔ جدہ میں ہم مل گئے اور مکہ

مکرمہ اکٹھے گئے۔ پہلے ہی دن طواف کے وقت مغرب کی نماز کا وقت آ گیا۔ میں ہٹنے لگا۔ مگر راستے رک گئے تھے۔ نماز شروع ہوگئی تھی۔ نانا صاحب جناب میر صاحب نے فرمایا کہ حضرت خلیفہ المسیح (حکیم نور الدین) کا حکم ہے کہ مکہ میں ان کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہیے۔ اس پر میں نے نماز شروع کردی۔ پھر اسی جگہ ہمیں عشاء کا وقت آ گیا۔ وہ نماز بھی ادا کی۔ جا کر میں نے عبدالحی صاحب عرب سے کہا کہ وہ نماز تو حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم کی تھی اب آؤ خدا تعالیٰ کی نماز پڑھ لیں جو غیر احمدیوں کے پیچھے نہیں ہوتی اور ہم نے وہ دونوں نمازیں دہرالیں۔

اور بیس دن کے قریب جو ہم وہاں رہے یا گھر پر نماز پڑھتے رہے یا مسجد کعبہ میں الگ اپنی جماعت کرا کے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کہ گو مسجد کعبہ میں چاروں مذہبوں کے سوا دوسروں کو الگ جماعت کی عام طور پر اجازت نہیں، مگر ہمیں کسی نے کچھ نہیں کہا، بلکہ پیچھے رہتے ہوئے لوگوں کے ساتھ مل جانے سے بعض دفعہ اچھی خاصی جماعت ہو جاتی تھی۔ (کسی کو کیا معلوم کہ آپ مسلمانوں سے جدا ہو کر قادیانی نماز پڑھتے تھے۔ بڑی جماعت کے بعد عام طور پر نماز کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ خواہ فرداً فرداً خواہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے ساتھ تاہم قادیانی صاحبان اس کو بڑا افضل سمجھتے ہیں کہ وہاں کسی کو ان کا پتہ نہ لگا)۔

چونکہ جناب نانا صاحب کو خیال تھا کہ ان کے اس فعل سے (یعنی مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے، کوئی فتنہ ہوگا، انہوں نے قادیان آکر حضرت خلیفۃ المسیح کے سامنے یہ سوال پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ایک صاحب حکیم محمد عمر نے یہ ذکر حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس شروع کردیا۔ آپ نے فرمایا، ہم نے ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا۔ ہماری یہ اجازت تو ان لوگوں کے لیے ہے، جو دوڑتے ہیں۔ اور جن کے ابتلاء کا ڈر ہے۔ وہ ایسا کر سکتے ہیں کہ اگر کسی جگہ گھر گئے ہوں تو غیر احمدیوں کے پیچھے نمازیں پڑھ لیں اور پھر

آ کر دہرا لیں۔ سو الحمد للہ کہ میرا فعل جس طرح حضرت مسیح موعود کے فتویٰ کے مطابق ہوا، اسی طرح خلیفہ وقت کی منشا کے ماتحت ہوا (مکہ معظمہ تو کیا کہنا بعض سر برآوردہ قادیانی صاحبان کے متعلق تو معتبر روایت ہے کہ کوئی موقعہ پیش آئے تو وہ مکہ مسجد (حیدر آباد) میں بھی مسلمانوں کی نماز اقتدا میں پڑھ لیتے ہیں، واقعی خلیفۃ المسیح کا فتویٰ بہت ضروری اور کارآمد ہے۔

(آئینہ صداقت ص ۹۱ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیاں)

قادیانی بننے سے پہلے جو حج کیا تھا وہ ادا نہیں ہوا:

مکرمی حضرت ابوبکر یوسف جمال جدہ کے ایک مشہور تاجر اور ہماری جماعت کے ایک مخلص بزرگ ہیں اور آج کل قادیاں میں آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب مفتی جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک استفتاء پیش کیا اب وہ استفتا مع فتویٰ جناب مفتی صاحب، بغرض اشاعت بھیجتے ہیں۔ امید ہے کہ احباب کے علم میں اس سے اضافہ ہوگا۔ (عرفانی)

سوال: ایک مسلمان نے حج فرض ادا کرلیا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود کی بیعت کی۔ پھر دوبارہ حج کرنے کے لیے احرام باندھتا ہے یعنی بعد بیعت کے یہ دوبارہ حج کی نیت نفل کرے یا حج فرض کی؟

الجواب: سیدنا حضرت مسیح موعود کے دعوی سے پہلے جس نے حج فرض ادا کیا ہے، اس کا فرض ادا ہو گیا اور اس شخص کے احمدی ہونے کے بعد اس پر حج فرض لازم نہیں آتا، کیونکہ وہ ادا کر چکا ہے اور سیدنا مسیح موعود کے دعوی کے بعد ایک وہ ابتدائی زمانہ ہے کہ جس میں نہ تو دعوی کی پوری اشاعت ہوتی ہے اور نہ اپنے ملک کے لوگوں پر اتمام حجت ہوا ہے اور وہی زمانہ ہے کہ جس میں حضور نے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا اور نہ

ہی ان کو کافر قرار دیا ہے تو اگر کسی نے اس ابتدائی زمانہ میں حج فرض ادا کیا ہے تو اس کا بھی حج فرض ادا ہو گیا۔ لیکن جس نے اس زمانے میں حج ادا کیا ہو کہ آپ کا دعوی پوری طرح شائع ہو چکا اور ملک کے لوگوں پر عموماً اتمام حجت کر دیا گیا اور حضور نے غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرما دیا، تو پھر اس کا حج فرض ادا نہیں ہوا لہٰذا احمدی ہونے کے بعد بھی اس کی حالت ایسی ہو کہ جس وجہ سے حج فرض ہوتا ہے، تو اس کو حج ادا کرنا چاہیے کیونکہ اس نے جو پہلے حج کیا ہے، وہ ادا نہیں ہوا۔

(اخبار الحکم قادیاں جلد ۳ نمبر ۱۶ ر مورخہ ۷ ر مئی ۱۹۲۴ء)

جنازہ

غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا ہرگز جائز نہیں:

حضرت رسول کریم ﷺ نے جب کسی کافر کا جنازہ پڑھا تو وہ ابتدائے زمانہ اسلام کی بات تھی، جبکہ تبلیغ پورے طور پر نہ ہو چکی تھی۔ بعد میں مشرکین کو حرم میں آنے کی بھی اجازت نہ رہی، اگر حضرت موعود نے آنحضرت ﷺ کے اس فعل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منکرین کے جنازہ کی اجازت دی تو وہ بھی اوائل کی بات تھی۔ بعد میں اگر کسی نے اس فتویٰ کو جاری سمجھا تو وہ اس کی اجتہادی غلطی تھی جس کو حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نور الدین) نے صاف حکم کے ساتھ ردّ کر دیا کہ غیر احمدی کا جنازہ ہرگز جائز نہیں۔

(اخبار الفضل قادیاں جلد ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۹ ر اپریل ۱۹۱۶ء)

مرزا صاحب نے اپنے بیٹے کا جنازہ نہ پڑھا:

حضرت مرزا صاحب نے اپنے (بیٹے فضل احمد صاحب) مرحوم کا جنازہ محض اس لیے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا۔

(اخبار الفضل قادیاں مورخہ ۱۵ ر دسمبر ۱۹۲۱ء جلد ۹ نمبر ۴۷)

اگر کوئی ایسی جگہ مرا جہاں (قادیانی) تبلیغ نہیں پہنچی:

اگر یہ کہا جائے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی، کوئی مرا ہوا اور اس کے مر چکنے کے بعد، وہاں کوئی احمدی پہنچے تو وہ جنازہ کے متعلق کیا کرے؟ اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں، چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا کہ خدا تعالیٰ کے رسول اور نبی کی پہچان اسے نصیب نہیں ہوئی، اس لیے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔

(اخبار الفضل قادیاں جلد۲ نمبر ۱۳۶ مورخہ ۶ رمئی 1915ء)

ان کا جنازہ جائز نہیں:

میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، ان کا جنازہ جائز نہیں کیونکہ میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ہیں اسی طرح جو لوگ غیر احمدیوں کو لڑکی دے دیں اور وہ اپنے اس فعل سے توبہ کیے بغیر فوت ہو جائیں، ان کا جنازہ بھی جائز نہیں۔ غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کے گروہ میں ایسے لوگ بھی ہیں، جو کہتے ہیں حضرت مسیح موعود (مرزا) کو کسی قسم کی بھی نبوت حاصل نہیں تھی اور وہ نبوت کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود کے الفاظ کو غلطی پر محمول کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی احمدی نہیں ہیں۔ ایسے لوگوں کا بھی جنازہ جائز نہیں۔

(میاں محمود احمد قادیانی خلیفہ قادیاں کا مکتوب مندرجہ اخبار الفضل قادیاں
مورخہ ۱۳ راپریل ۹۲۶ء نمبر ۱۰۲ جلد ۳)

کفار کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں:

سوال: کیا کسی شخص کی وفات پر، جو سلسلۂ احمدیہ میں داخل نہ ہو، یہ کہنا جائز ہے کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے؟

جواب: غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کے لیے دعائے مغفرت جائز

نہیں۔

(روشن علی ۔محمد سرور قادیان) اخبار الفضل قادیاں جلد ۸ نمبر ۵۹ مورخہ ۷ر فروری ۱۹۲۱ء)

قانون یہ ہے کہ:

(۱) انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کا بھی انکار کیا جائے تو انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

(۲) جو شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہو، بعد از موت اس کے لیے دعاء استغفار جائز نہیں، احمدیوں کی پوزیشن یہ ہے۔

(۱) وہ مرزا غلام احمد صاحب کو ایسا ہی نبی (بہ لحاظ حقیقت نبوت) مانتے ہیں، جیسے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نبی تھے۔

(۲) اس لیے جو شخص حضرت مرزا صاحب کا انکار کرتا ہے، وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے اس کے لیے دعائے استغفار جائز نہیں۔

(اخبار الفضل قادیاں مورخہ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۲۱ء جلد ۹ نمبر ۳۰)

تین فتوے:

ایک شخص کے خط کے جواب میں حضور (میاں محمود احمد) خلیفہ قادیاں نے لکھوایا۔

(۱) تلاوت قرآن کا ثواب مردہ کی روح کو نہیں پہنچتا۔(وہابیوں اور خارجیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے)

(۲) قبر پر قرآن پڑھنا یہ روایت و فتویٰ حضرت مسیح موعود (مرزا) بے فائدہ، بلکہ ڈر ہے کہ بدنتیجہ پیدا کرے۔(وہابی، دیوبندی اور ان کی جملہ برانچز کے نظریات اسی قسم کے ہیں)..

(۳) غیر احمدی بچے کا جنازہ پڑھنا درست نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۸۶، ۴ مئی ۱۹۲۲ء)

معصوم بچے کا جنازہ پڑھنا؟:

ایک صاحب نے عرض کیا کہ غیر مبائع (لاہوری جماعت) کہتے ہیں: غیر احمدی کے بچہ کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے؟ وہ تو معصوم ہوتا ہے اور کیا یہ ممکن نہیں، وہ بچہ جوان ہو کر احمدی ہوتا؟

اس کے متعلق (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نے) فرمایا جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا، اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے، اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔

(ڈائری میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۳۲ مورخہ ۲۳/اکتوبر ۱۹۲۲ء)

ایک اور سوال یہ رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے، اس لیے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے، لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا منکر نہیں؟ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے، شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے، پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہوا۔ اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔ پھر میں کہتا ہوں بچہ گناہگار نہیں ہوتا، اس کا جنازے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ بچہ کا جنازہ تو دعا ہوتی ہے، اس کے پس ماندگان کے لیے اور اس کے پس ماندگان ہمارے نہیں، بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں اس لیے بچے کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔ باقی رہا کوئی ایسا شخص، جو حضرت (مرزا) صاحب کو تو سچا مانتا ہے لیکن ابھی اس نے بیعت نہیں کی یا احمدیت کے متعلق غور کر رہا ہے اور ایسی حالت میں مرگیا

ہے اس کو ممکن ہے خدا تعالیٰ کوئی سزا نہ دے، لیکن شریعت کا فتویٰ ظاہری حالات کے مطابق ہوتا ہے اس لیے ہمیں اس کے متعلق بھی یہی کرنا چاہیے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھیں۔

(انوار خلافت ص ۹۳ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیاں)

قبرستان کی تشریح:

حضرت (مرزا) صاحب نے تو کفار کے بچوں کے متعلق یہ فرمایا تھا۔ مگر قادیانی مؤلف صاحب (یعنی محمد افضل خان قادیانی مؤلف نہج المصلی مجموعہ فتاویٰ احمدیہ) نے عنوان میں غیر احمدی خورد سال بچے سے لے کر دوسرے مسلمانان غیر از جماعت کے بچوں کو بھی اس میں شامل فرمالیا اور ایک لحاظ سے یہ درست بھی ہے کیونکہ غیر احمدی جب ان کے نزدیک سب بلا استثناء کافر ہیں تو ان کے سال چھ مہینے کے بچے بھی کافر ہوئے اور جب وہ کافر ہوئے تو ان کو اسلامی قبرستان یا احمدی قبرستان میں دفن کیسے کیا جاسکتا ہے اور اس کا دوسرا پہلو یہ ہوا کہ جب غیر احمدی (یعنی مسلمان) جواب میں احمدیوں (یعنی قادیانیوں کو) کافر سمجھتے ہیں تو وہ احمدی بچوں کو اسلامی قبرستان میں کیسے دفن کرنے دیں گے؟

قادیانی بیشک تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں ان کے بچوں کا جنازہ تک ناجائز قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ اس کی کوئی مثال اس وقت تک سامنے نہیں تاہم وہ بھی اپنے قبرستان میں کسی مسلمان بچے کی نعش دفن کرنے کی اجازت دینے کے لیے تیار نہ ہوں گے۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۴ نمبر ۴۹ مورخہ ۳ راگست ۱۹۳۶ء)

میں امام الوقت کے احکام بجالاؤں گا:

مجھے قادیان کی طرف آتے ہوئے چند دن بٹالہ میں بھائی فضل حق صاحب رئیس بٹالہ کے ہاں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ اتفاقاً ان ہی دنوں ان کے والد جو غیر احمدی تھے، اسہال کبدی سے بیمار ہوکر فوت ہوگئے۔ بھائی فضل حق خاں صاحب نے احمدی احباب کو ایسے موقع پر نہ بلایا، تاہم ہم چار پانچ آدمی جنازہ کے موقع پر موجود تھے اور تنہا ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ غیر احمدیوں کی اچھی خاصی تعداد جنازہ کے لیے جمع ہوگئی تھی۔ اس مجمع میں سے بھائی فضل حق خاں صاحب کے چچا جوان کے خسر بھی تھے، ان کے پاس آئے۔ انھوں نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ جنازہ نہ پڑھیں، علیحدہ ہی پڑھ لیں اس پر انھوں نے جواب دیا کہ میں امام الوقت کے احکام کو بجالاؤں گا۔ اور جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ میں نے ان کی زندگی ہی میں کہہ دیا تھا کہ اگر آپ احمدی نہ ہوں گے تو آپ کا جنازہ ہم میں سے کوئی بھی نہیں پڑھے گا۔ پھر فاتحہ خوانی کی رسم کو آپ نے بالکل ادا نہیں کیا، بلکہ جو آیا اسے متانت سے سمجھاتے ہوئے منع کر دیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس قابل رشک نمونہ پر ہر ایک احمدی دوست عمل کر کے ثواب دارین حاصل کرے گا۔

(ایک قادیانی کی مراسلت مندرجہ اخبار الفضل قادیاں جلد ۵ نمبر ۲۸ مورخہ ۶ ر اکتوبر ۱۹۱۷ء)

قادیانی قوم کو بے سمجھ غیور بچوں کی ضرورت ہے:

تعلیم الاسلام ہائی اسکول (قادیان) میں ایک لڑکا پڑھتا ہے۔ چراغ دین نام حال میں جب وہ اپنے وطن سیالکوٹ گیا تو اس کی والدہ صاحبہ فوت ہوگئیں۔ متوفیہ کو اپنے نوجوان بچے سے بہت محبت تھی، مگر سلسلے میں داخل نہ تھیں۔ اس لیے چراغ الدین نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ اپنے اصول اور مذہب پر قائم رہا۔ شاباش اے تعلیم الاسلام کے غیور

فرزند کہ (قادیانی) قوم کو اس وقت تجھ سے غیور بچوں کی ضرورت ہے۔ زندہ باش۔
(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۲۹ مورخہ ۲۰ / اپریل ۱۹۱۵ء)

نکاح

اعلان بغرض آگاہی:

یہ اعلان بغرض آگاہی شائع کیا جاتا ہے کہ احمدی لڑکیوں کے نکاح غیر احمدیوں سے کرنے ناجائز ہیں۔ آئندہ احتیاط کی جایا کرے۔
(ناظرِ امور عامہ قادیان اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۹۷ / مورخہ ۱۴ / فروری ۱۹۳۳ء)

حکم اور زبردست حکم:

حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنے لڑکی نہ دے۔ اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔
(برکات خلافت مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد خلیفہ قادیان ص ۷۵)

سخت ناراضگی کا اظہار:

حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے، جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا، لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو۔ لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اول حکیم نور الدین نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹادیا اور جماعت سے خارج کردیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔
(انوار خلافت ص ۹۳ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان)

غیر احمدی لڑکی لینے میں حرج نہیں، دینے میں گناہ ہے:

غیر احمدی کو لڑکی دینے کی ممانعت حضرت خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد) نے نہیں کی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود نے کی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اسی کی پابندی کرانا چاہتے ہیں۔ اس لیے پیغام کا یہ الزام کہ آپ نے یہ نیا عقیدہ بنالیا ہے، بالکل غلط ہے۔ دیکھیے حضرت مسیح موعود کیسے صاف اور واضح الفاظ میں فرماتے ہیں:

"اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہیے۔ اگر ملے تو بیشک لینے میں حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے۔"

(الحکم ۱۴ راپریل ۱۹۰۸ء)

ان الفاظ کو پڑھ کر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی نہ دینے کا عقیدہ حضرت خلیفہ ثانی (میاں محمود) نے ایجاد کیا ہے۔

(اخبار الفضل قادیاں مورخہ ۲۹ رمئی و یکم جون ۱۹۲۲ء نمبر ۹۳، ۹۴ جلد ۹)

قادیانی لڑکی کے نکاح کے بارے میں سوال و جواب:

ایک شخص نے سوالات کیئے۔ حضرت (میاں محمود احمد) صاحب نے مندرجہ ذیل جوابات لکھے۔

سوال: کیا جو شخص احمدی کہلاتا ہے، چندہ بھی دیتا ہے، تبلیغ بھی کرتا ہے، لیکن حضرت مسیح موعود کے حکم صریحی کے خلاف کہ غیر احمدی کو اپنی لڑکی نکاح میں دینا جائز نہیں، اپنی لڑکی کا نکاح کر دیتا ہے۔ وہ ایک ہی حکم کے توڑنے سے مسیح موعود کے منکروں سے ہوسکتا ہے؟

جواب: جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی لڑکے کو دیتا ہے، میرے نزدیک وہ احمدی نہیں کوئی شخص کسی کو غیر مسلم سمجھتے ہوئے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں دے سکتا۔

سوال: جو نکاح خواں ایسا نکاح پڑھاوے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے نکاح خواں کے متعلق ہم وہی فتویٰ دیں گے، جو اس شخص کی نسبت دیا جاسکتا ہے، جس نے ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے پڑھا دیا ہو۔

سوال: کیا ایسا شخص جس نے غیر احمدیوں سے لڑکی کا رشتہ کیا ہے؟ دوسرے احمدیوں کو شادی میں مدعو کرسکتا ہے؟

جواب: ایسی شادی میں شریک ہونا بھی جائز نہیں۔

(ڈائری میاں محمود احمد خلیفہ قادیاں مندرجہ اخبار الفضل قادیاں جلد ۸ نمبر ۸۸ مورخہ ۲۳ رمئی ۱۹۲۱ء)

غیر احمدی لڑکی کا نکاح احمدی لڑکے سے جائز ہے:

غیر احمدی لڑکی کا نکاح (قادیانی) لڑکے سے تعلیم قرآن کے مطابق جائز ہے۔ جن بعض لوگوں نے ہم پر کفر کا فتویٰ دیا ہے، وہ فتویٰ غلط ہے۔ ان کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ ہمیں کافر کہتے۔

احمدی (قادیانی) مردوں سے غیر احمدی عورتوں کا نکاح ہوا ہے۔ ہزاروں غیر احمدی عورتیں احمدیوں کے گھروں میں موجود ہیں۔

اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ غیر احمدی عورتوں کا اس حال میں نکاح ہوا کہ مرد احمدی (قادیانی تھا) اور عورت غیر احمدی۔

کسی احمدی نے احمدیت (قادیانیت) کی حالت میں غیر احمدی سے احمدی (قادیانی) لڑکی کا نکاح نہیں کیا اس سے مراد وہی ہے، جو حدیث میں آتا ہے۔ لَا یَزْنِیْ زَانٍ حِیْنَ یَزْنِیْ وَ ھُوَ مُؤْمِنٌ۔ بعض احکام ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو کرتے وقت انسان ایمان سے نکل جاتا ہے اور اسی طرح یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص احمدیت کو صحیح تسلیم کرتا ہو اور پھر غیر احمدی کو اپنی لڑکی دے دے۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیاں کا بیان باجلاس سب جج عدالت گورداسپور
مندرجہ اخبار الفضل قادیاں مورخہ ۲۶، ۲۹ رجون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱-۱۰۲)

غیر احمدی لڑکی لینے میں حرج نہیں:

غیر احمدیوں کی ہمارے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے، جو قرآن کریم ایک مومن کے مقابلے میں اہلِ کتاب کی قرار دے کر یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک مومن اہلِ کتاب عورت کو بیاہ لاسکتا ہے مگر مومنہ عورت کو اہلِ کتاب سے نہیں بیاہ سکتا۔ اسی طرح ایک احمدی (غیر احمدی) عورت کو اپنے حبالۂ عقد میں لاسکتا ہے۔ مگر احمدی عورت شریعتِ اسلام کے مطابق غیر احمدی مرد کے نکاح میں نہیں دی جاسکتی۔ حضور (مرزا صاحب) فرماتے ہیں:

غیر احمدی کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے، کیونکہ اہلِ کتاب عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے، بلکہ اس میں فائدہ ہے کہ ایک اور انسان ہدایت پاتا ہے۔ اپنی لڑکی غیر احمدی کو نہ دینی چاہیے۔ اگر ملے تو لے لے بیشک، لے لینے میں حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے۔

(الحکم ۱۴ر اپریل ۱۹۲۰ء) اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ر مورخہ ۱۶ر دسمبر ۱۹۲۰ء)

سادات کرام کے بارے قادیانیوں کے گندے نظریات:

حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے بڑی شان دی ہے اور موجودہ سادات کو آپ کی غلامی، بلکہ آپ کی خاکِ پا کو سُرمہ بنانا بھی بہت بڑا فخر ہے اور ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ جو آپ کی غلامی میں داخل نہیں ہوں گے، وہ کٹ جائیں گے اور سید نہ رہیں گے۔ مگر وہ عظمت اور وہ شان جو رسول کریم ﷺ کی آپ کے دل میں تھی، اس کو مدّ نظر رکھتے ہوئے آپ نے سادات سے تعلق کو بڑا افضل قرار دیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ جو زمین اچھی ہوگی۔ اس میں پھل بھی اچھے ہی پیدا ہوں گے، اگر خراب بھی ہو جائیں تو بھی نیک اور خدا رسیدہ انسان کے ساتھ تعلق ہو جائے تو وہ زیادہ ترقی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے انھیں رسول کریم ﷺ کے تعلق کی وجہ سے فطرت اچھی دی ہوئی ہے۔

(خطبہ نکاح از مولوی سید محمد سرور شاہ قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۶۱ر مورخہ ۱۴ر فروری ۱۹۲۱ء)

میل جول

صلح کل کے بارے میں حکم:

جو شخص ظاہر کرتا ہے کہ میں نہ ادھر کا ہوں نہ ادھر کا ہوں، اصل میں وہ بھی ہمارا مکذب ہے اور جو ہمارا مصدق نہیں اور کہتا ہے کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں، وہ بھی مخالف ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار بدر قادیان ۲۴/اپریل ۱۹۰۳ء منقول از منکرین خلافت کا انجام ص ۸۲ مصنفہ جلال الدین شمس قادیانی)

یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نیک مانتے ہیں، لیکن وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے۔ یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهٗ دنیا میں سب سے بڑھ کر ظالم دو ہی ہیں: ایک وہ جو اللہ پر افترا کرتے ہیں، دوم وہ جو حق کی تکذیب کرے۔ پس یہ کہنا کہ مرزا نیک ہے اور دعاوی میں جھوٹا۔ گویا نور و ظلمت کو جمع کرنا ہے، جو ناممکن ہے۔"

(حکیم نور الدین قادیانی خلیفہ اوّل کا مضمون مندرجہ اخبار بدر قادیان نمبر ۹ جلد ۱۰ مورخہ ۹/مارچ ۱۹۱۱ء)

ایک دوست کا خط حضرت (حکیم نور الدین صاحب قادیانی خلیفہ اول) کی خدمت میں پیش ہوا کہ بعض غیر احمدی یہ لکھ دینے کو تیار ہیں کہ ہم مرزا غلام احمد (قادیانی) صاحب کو مسلمان مانتے ہیں۔ فرمایا پھر وہ مرزا صاحب کے دعویٰ اور الہام کے متعلق کیا کہیں گے؟ مدعی وحی و الہام کے معاملہ میں دو ہی گروہ ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ با لحَقِّ لمّا جَآءَهٗ اَلَیْسَ فِی جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِیْنَ. اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے، جو خدا پر افترا

کرے۔ اسے خدا کی طرف سے الہام نہ ہوا ہو اور کہے کہ مجھے ہوا ہے۔ ایسا ہی اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے، جو اس حق کی تکذیب کرے۔ یا تو مرزا صاحب پنے دعویٰ میں سچے تھے۔ ان کو ماننا چاہیے یا جھوٹے تھے، ان کا انکار کرنا چاہیے۔ اگر مرزا صاحب مسلمان تھے تو انھوں نے سچ بولا اور وہ فی الواقع مامور تھے اور اگر ان کا دعویٰ جھوٹا ہے تو پھر مسلمانی کیسی؟

(اخبار بدر قادیاں نمبر ۴۴ جلد نمبر ۱۰ ر مورخہ ۱۵ اراپریل ۱۹۱۱ء)

مرزا قادیانی کا صاف حکم:

حضرت مسیح موعود (مرزا) نے صاف حکم دیا کہ ''غیر احمدیوں کے ساتھ ہمارے کوئی تعلقات ان کی غمی اور شادی کے معاملات میں نہ ہوں'' جب کہ ان کے غم میں ہم نے شامل ہی نہیں ہونا تو پھر جنازہ کیسا!

(اخبار الفضل قادیاں جلد ۳ نمبر ۱۲۰ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۱۶ء)

یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیے گئے:

غیر احمدی سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے، جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیے گئے۔ اگر کہو تو ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں، نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے، ہاں اشد مخالفین کو حضرت مسیح موعود

(مرزا) نے کبھی سلام نہیں کیا اور نہ ان کو سلام کہنا جائز ہے۔ غرض ہر ایک طریقہ سے ہم کو حضرت مسیح موعود نے غیروں سے الگ کیا ہے اور ایسا کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو اور پھر ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۶۹ نمبر ۴ جلد ۱۴)

مسلمانوں سے بیزاری کا اظہار:

کیا غیر احمدیوں کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا عمل درآمد کسی پر مخفی ہے آپ اپنی ساری زندگی میں نہ غیروں کی کسی انجمن کے ممبر ہوئے اور نہ ان میں سے کسی کو کسی اپنی انجمن کا ممبر بنایا اور نہ کبھی ان کو چندہ دیا اور نہ کبھی ان سے چندہ مانگا۔

حتی کہ ایک دفعہ علی گڑھ میں قرآن مجید کی اشاعت کی غرض سے ایک انجمن بنائی گئی اور وہاں کے جناب سیکرٹری صاحب نے ایک خاص خط بھیجا کہ چونکہ آپ لوگ خادم اور ماہر قرآن مجید ہو، لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اس انجمن میں آپ صاحبان میں سے بھی کچھ شریک ہوں مگر باوجود جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی کوشش کے حضور نے انکار ہی فرمایا پھر سرسید صاحب کے چندۂ مدرسہ مانگنے کا واقعہ تو مشہور ہی ہے، یہاں تک کہ وہ ایک روپیہ تک بھی مانگتے رہے، لیکن حضور (مرزا صاحب) نے شرکت سے انکار ہی فرمایا، حالانکہ اپنا خود مدرسہ انگریزی جاری کیا ہوا تھا۔

(کشف الاختلاف ص ۴۲ مصنفہ سید سرور شاہ قادیانی)

گردوارہ کی تعمیر میں پیسہ دے کر دین دشمنی کی مثال قائم کرنا:

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی اَیَّدَہُ اللّٰہُ بِنَصْرِہِ الْعَزِیْزِ کی طرف سے ایک وفد نے جو سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور اور مولانا جلال الدین صاحب شمس پر مشتمل تھا۔ ۲۲ رفروری ۱۹۳۵ء کو کرنل سردار رگھبیر سنگھ صاحب سردار ڈیوڑھی و

سیکرٹری گوردوارہ پٹنہ صاحب کمیٹی کو مبلغ پانچ سو روپیہ کی رقم گوردوارہ پٹنہ صاحب کی تعمیر کے لیے پیش کی۔ یہ وفد ہز ہائی نس مہاراجہ ادھیراج پٹیالہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا، جو گردوارہ پٹنہ صاحب کی تعمیر کمیٹی کے صدر ہیں۔ ہز ہائی نس نے جماعت احمدیہ کے اس طریق عمل کی بہت تعریف کی۔

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیاں جلد ۲۲ نمبر ۱۰۸ مورخہ ۸ر مارچ ۱۹۳۵ء)

قادیانی قلت کے باوجود پوری دنیا کے مسلمانوں کا مقابلہ کررہے ہیں:

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عام مومن دو مخالفوں پر بھاری ہوتا ہے اور اگر اس سے ترقی کرے تو ایک مومن دس پر بھاری ہوجاتا ہے اور اگر اس سے بھی ترقی کرے تو صحابہ کے طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک نے ہزار کا مقابلہ کیا ہے۔ ہماری جماعت مردم شماری کی رو سے پنجاب میں چھپن (۵۶) ہزار ہے، گویا بالکل غلط ہے اور صرف اسی ضلع گورداسپور میں ہزار احمدی ہیں مگر فرض کرلو یہ تعداد درست ہے اور فرض کرلو کہ باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے بیس ہزار افراد رہتے ہیں تب بھی یہ ۷۵، ۷۶ ہزار آدمی بن جاتے ہیں اور اگر ایک احمدی سو کے مقابلہ میں رکھا جائے تو ہم ۷۵ر لاکھ کا مقابلہ کرسکتے ہیں اور اگر ایک ہزار کے مقابل پر ہمارا ایک آدمی ہو تو ہم ساڑھے سات کروڑ کا مقابلہ کرسکتے ہیں اتنی ہی تعداد دنیا کے تمام مسلمانوں کی ہے پس سارے مسلمان مل کر بھی جسمانی طور پر ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ان پر بھاری ہیں۔ پھر آج کل تو جسمانی مقابلہ ہے ہی نہیں، اس لیے اس لحاظ سے بھی ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان، جلد ۲۱ نمبر ۱۸۲ مورخہ ۲۱ رجون ۱۹۳۴ء)

مرزائیوں کو دعوتِ اسلام

مسلمان ہونے کے لئے جن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وہ سب کھول کر بیان کر دی ہیں۔ اگر نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی نے مبعوث ہونا ہوتا تو یقیناً قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اس کا بھی ذکر کرتا۔ جبکہ ایسا نہیں ہے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی اور نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

جن باتوں پر ایمان لا کر صحابہ کرام اور ابتدائے اسلام میں لوگ مؤمن اور مسلمان ہو گئے تھے آج ان چیزوں پر ایمان لانا کیوں ضروری نہیں۔ کیا ان اکابرین کا اسلام اور تھا اور آج کے زمانے میں اسلام اور ہے۔ اگر آپ قرآن کریم کو ناقص اور اسلام کو نامکمل دین نہیں سمجھتے تو ماننا پڑے گا کہ قرآن کریم نے جن باتوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے ان کے سوا کسی اور چیز کو ماننا قطعی طور پر جائز نہیں۔ مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان لانا چونکہ قرآن کے خلاف ہے اس لئے جو شخص مرزا قادیانی کو نبی مانتا ہے وہ قرآن ایمان اور اسلام کا منکر ہو کر فوراً دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ نبی ہر حال میں غیر نبی سے افضل ہوتا ہے۔ بفرضِ محال اگر مرزا قادیانی کو نبی تسلیم کر لیا جائے تو یہ بھی ماننا پڑے گا وہ صحابہ سے افضل ہے اس لئے کہ صحابہ کرام نبی نہیں تھے جبکہ قرآن کریم کا حکم بالکل واضح ہے کہ صحابہ کرام سے بعد میں آنے والے لوگ ان سے افضل تو کجا ان کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا يستوى منكم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولئك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد وقتلوا۔

تم میں سے جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے قبل مال خرچ کیا اور راہ خدا میں جہاد کیا وہ برابر نہیں ہیں۔ وہ بعد میں خرچ کرنے والوں

اور لڑنے والوں سے بلند رتبہ ہیں۔

عام طور پر نبی کی اولاد بھی نبی ہوتی ہے اگر نبی کریم ﷺ کے صاحبزادگان حیات ہوتے تو وہ بھی نبی ہوتے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر سلسلۂ نبوت کو ختم کرنا تھا اس لئے آپ ﷺ کے صاحبزادگان کو بچپن میں ہی موت دے دی اور انہیں بلوغت سے قبل ہی اپنے پاس بلا لیا۔ حضور اکرم ﷺ کو اپنے صاحبزادگان کی وفات پر گہرے صدمے سے دوچار ہونا پڑا۔ کفار مکہ آپ کو لاولد اور ابتر کے طعنے دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت میں رخنہ کسی صورت میں بھی گوارہ نہیں کیا۔

جب حضور نبی اکرم ﷺ کی اولاد اور آپ سے براہ راست فیض یافتہ جماعت صحابہ میں سے کوئی نبی نہیں ہوسکتا تو چودہ صدیاں گزرنے کے بعد وہ شخص نبی کیسے ہوسکتا ہے جس کے نہ ایمان کی گارنٹی نہ اخلاق کی ضمانت اور جس نے اپنی نبوت کی بنیاد جھوٹ پر رکھی ہو اور وہ زندگی بھر جھوٹ پر جھوٹ بولتا چلا جائے اور جس کو موت غلاظت خانے میں اتنی بری حالت میں آئے کہ سلیم الطبع آدمی بیان نہ کر سکے۔

المختصر! اگر قادیانیوں نے نئے دین اور نئی ملت کی بنیاد نہیں رکھی تو انہیں چاہیے کہ وہ اسی دین کی طرف پلٹ آئیں جس کی تبلیغ کے لئے حضور اکرم ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے اور جس دین میں حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کی بعثت کا تصور بھی کفر کے مترادف خیال کیا جاتا ہو اور جس نبی کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی باتیں جوامع الکلم بن جاتی ہوں اور جس کی پیشین گوئیاں حق وصداقت کی نشانیاں ہوں اور جس کی زندگی انبیاء ومرسلین کے لئے باعث افتخار ہو اور جس کا وصال اشتیاق الی اللہ سے عبارت ہو اور جس نبی پر ایمان دنیا اور آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہو۔ خدارا! ایسے شخص کی خاطر اپنی دولت ایمان ضائع نہ کرو جس کا کلام تناقضات اور تضادات کا مجموعہ ہے۔ جس کی تمام پیشین گوئیاں جھوٹی ہیں۔ جس نے دنیاوی آسائش کو آخرت پر ترجیح دی ہے۔ اور جس

نے روپے پیسے کے لالچ میں اپنے دین، ملت اور قوم سے غداری کی ہے۔ جھوٹ اور خوف جس کی سرشت میں شامل ہے۔

آخر میں ہم نہایت اخلاص اور درد کے ساتھ اِن لوگوں سے گزارش کرتے ہیں (جن کی پیدائش قادیانی گھرانوں میں ہوئی ہے یا وہ پیسے کے لالچ میں دولتِ ایمان کو فروخت کر چکے ہیں) کہ ایمان ایسا قیمتی اثاثہ ہے جس کی جتنی بھی قدر کی جائے وہ کم ہے کیونکہ دنیا اور آخرت میں کامیابی کا دارومدار ایمان پر ہے خدا کے لئے اس دولت کو اس شخص پر لٹا کر ضائع نہ کرو جس کی نہ تو نبوت ثابت ہے اور نہ ہی ایمان، جس نے اپنے آقا انگریز کے حکم پر نبی بننے کے لئے دین، ملت اور قوم سے غداری کرتے ہوئے نہ جانے کتنے پاپڑ بیلے اور کتنے مؤقف بدلے۔ جبکہ نبی نہ تو کوئی شخص روپے پیسے کے بل بوتے پر بن سکتا ہے اور نہ ہی محنت و ریاضت سے۔

مرزا قادیانی کے ماننے والو! آؤ مرزا کی جعلی، جھوٹی اور وضعی نبوت کو چھوڑ کر اس نبی کی نبوت پر ایمان لے آؤ جس کی نبوت ہر قسم کے شکوک وشبہات سے مبرا اور دلائل و براہین سے مزین ہے۔ وہ نبی جو اس شان سے دنیا میں مبعوث ہوا کہ سابق انبیاء و مرسلین جس کے امتی بننے کی آرزو کرنے لگیں۔ وہ نبی جس کی نبوت آئندہ بعثت کے ختم ہونے کی نشانی اور علامت ہے۔ وہ نبی جو انبیاء کا خاتم، لواء الحمد کا حامل، حوضِ کوثر کا مالک ہے اور شافع یوم محشر ہے۔ اس شان والے نبی کو چھوڑ کر کسی کذاب جھوٹے، مفتری اور کفر رسیدہ شخص کو نبی مان کر دولت ایمان کو برباد کر لینا ہرگز ہرگز فلاح اور کامیابی کا راستہ نہیں۔ پس اے راہِ حق کے متلاشیو، اگر واقعی تم اپنی تلاش میں سچے ہو تو مرزا قادیانی کو چھوڑ کر ہادیٔ برحق، امام الانبیاء، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دامن کرم سے وابستہ ہو جاؤ کیونکہ ان نبی کی غلامی دونوں جہانوں میں کامیابی کی سند اور گارنٹی اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ذریعہ ہے۔

اب جس کے دل میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کر سر راہ رکھ دیا

اس مقام پر ہم رئیس التحریر علامہ محمد ارشد القادری علیہ الرحمۃ کا ایک اہم مضمون شامل کتاب کرر ہے ہیں جس میں آپ نے مرزا قادیانی کے نظریات، افکار اور عقائد کھول کر بیان کر دیئے ہیں یہی نہیں بلکہ آپ نے اُن لوگوں کی خوب خبر لی ہے جنہوں مرزا کو اعلان نبوت کے لئے سیڑھی فراہم کی۔ یوں سمجھئے کہ یہ مضمون پوری کتاب کا خلاصہ ہے۔ آپ رقم طراز ہیں:

ختم نبوت

اپنے گرد و پیش پر اگر آپ گہری نگاہ ڈالیں تو ہر پیکر وجود کی تین حالتیں آپ کو ملیں گی۔ ابتداء، ارتقاء اور اختتام۔ کیا انسان کیا حیوان کیا نباتات، کیا جمادات، ہر شے انہی تین حالتوں میں محصور نظر آئے گی۔

انسان پیدا ہوتا ہے جوان ہوتا ہے مر جاتا ہے۔ کلی مسکراتی ہے پھول بنتی ہے مرجھا جاتی ہے۔ چاند پہلے ہلال کی شکل میں طلوع ہوتا ہے، پھر بڑھتے بڑھتے مہ کامل بنتا ہے، اس کے بعد غائب ہو جاتا ہے۔ غرض کائنات کی جس شے کو دیکھئے ابتدا، ارتقاء اور اختتام کے مرحلوں سے گزرتی ہوئی نظر آئے گی۔ یہاں تک کہ ایک دن یہ دنیا اپنی ہی بے شمار نیرنگیوں کے ساتھ اختتام کو پہنچ جائے گی۔ پھر جب صورت یہ ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ نبوت جو ایک بار آگئی اب اس کا سلسلہ کسی ذات پر ختم نہیں ہوگا؟

پھر آخر اتنا تو سبھی مانتے ہیں کہ ابتداء کرۂ ارض پر کچھ نہ تھا، خواہ نہ ہونے کے اسباب کچھ بھی ہوں، تو جب ابتداء ایک چیز کسی وجہ سے نہیں تھی تو اب اس وجہ کے دوبارہ پیدا ہونے اور آبادی کے معدوم ہو جانے کے خلاف کون سی دلیل قائم کی جا سکتی ہے۔ لہٰذا

یہ تسلیم کرنے میں اب کوئی امر مانع نہیں کہ جس طرح اول آبادی نہیں تھی آخر میں بھی نہ ہو اور ایسا ہونے کے قبل جو نبوت ہوگی وہ یقیناً آخری نبوت ہوگی۔

اسی مفہوم کو سرکار ارض و سما، صاحب لولاک لما ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ظاہر فرمایا کہ "اَنَا وَ السَّاعَةُ كَهَا تَيْنِ" میری ان دو انگلیوں کے درمیان جس طرح کوئی فصل نہیں ہے اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں ہے۔ میری نبوت بالکل آخری نبوت ہے۔

یہ بات جملہ معترضہ کے طور پر بحث کے درمیان نکل آئی ورنہ سلسلۂ کلام یہ چل رہا تھا کہ جس طرح ہر چیز اپنے نقطہ ارتقاء پر پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے اسی طرح سلسلۂ نبوت بھی اگر اپنے نقطۂ ارتقاء پر پہنچ کر ختم ہو جائے تو کون سی چیز مانع ہے؟ اب رہا سوال اس کے نقطۂ ارتقاء پر پہنچنے کا تو اس باب میں دو ہی صورتیں ممکن ہیں یا یہ کہ نبوت نقطۂ ارتقاء پر پہنچ گئی یا نہیں پہنچی۔ اگر پہنچ گئی تو سمجھ لیجیے کہ اختتام واقع ہو گیا کیونکہ قانون فطرت کے مطابق ارتقاء کی آخری منزل اختتام ہی ہے۔ اور اگر نہیں پہنچی تو نئی نبوت کا انتظار کرنے والے انتظار کریں لیکن پہلے اتنا بتا دیں کہ کسی بھی متفقہ نبوت سے لے کر آج تک جس پر مسلم عقیدے کے مطابق چودہ سو سال، عیسائی عقیدے کے مطابق دو ہزار برس اور یہودی عقیدے کے مطابق اسی کے قریب یا اس سے زیادہ کی جو مدت گزر چکی ہے تو اس مدت میں کوئی نیا نبی کیوں نہیں آیا؟ کیا اس کا کھلا ہوا مطلب یہ نہیں کہ بھیجنے والے ہی نے دروازہ بند کر دیا۔

متفقہ نبوت سے میری مراد ایسا نبی ہے جو اپنے ملک و قوم کے علاوہ اپنی پیغمبرانہ عظمت کی تصدیق دیگر مذاہب کے افراد سے بھی کرا چکا ہو۔ جیسے ہمارے آقا رسالت مآب ﷺ کہ جہاں مسلمانوں کے سبھی فرقے آپ کی رسالت کی شہادت دیتے ہیں، وہاں دوسری اقوام کے لوگ بھی آپ کی پیغمبرانہ زندگی کی عظمت و اعجاز کے قائل ہیں جیسا کہ

اقوام وملل کی تاریخ جاننے والوں سے یہ بات مخفی نہیں ہے۔

اس سلسلے میں ایک اور بات قابلِ غور ہے کہ نبوت کس پر ختم ہوئی یا ہوگی۔ اس کے جاننے کا ذریعہ ہمارے پاس کیا ہے؟ تو اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ جو نبوت کا مدعی ہے وہی بتائے گا کہ وہ آخری نبی ہے یا اور کوئی نبی اس کے بعد آرہا ہے، جیسا کہ انبیائے ماسبق کی تاریخ میں ہمیں ملتا ہے کہ ہر نبی نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت اس امر کی نشاندہی فرمائی کہ ایک نبی ہمارے بعد آرہا ہے، چونکہ نبوت کا تعلق ایمانیات سے ہے اس لیے اس اہم اور بنیادی سوال کو تشنہ نہیں چھوڑا جا سکتا۔"

پس صفت انبیاء میں اگر کوئی نبی یہ کہتا ہوا مل جائے کہ وہ آخری نبی ہے تو سمجھ لیجیے کہ نبوت کا سلسلہ اس پر تمام ہوگیا۔ اس کے اس اعلان میں اب کسی تاویل یا حجت کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ کسی کے قول میں تاویل کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب وہ اصل فطرت اور مسلمات عقل کے خلاف ہو لیکن اگر وہ بات خود تقاضائے قانون قدرت کے مطابق ہے تو اس میں زحمت تاویل کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اس لیے وہ بات ٹھیک اسی طور پر سمجھی جائے گی جس پر وہ اپنے الفاظ و عبارت سے ظاہر ہے۔ اب آیئے ان احادیث کی ہم آپ کو سیر کرائیں جن میں نہایت صراحت کے ساتھ سرور کونین نبی عربی ﷺ نے اس امر کا اعلان فرمایا ہے کہ وہ آخر نبی ہیں، ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

پہلی حدیث:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور سید العالمین محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ لِیْ اَسْمَآءً اَنَا مُحَمَّدٌ اَنَا اَحْمَدُ وَ اَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ
یَمْحُو اللّٰهُ بِیَ الْكُفْرَ وَ اَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ

عَلٰی قَدَمِیْ وَ اَنَا الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ.

میرے بہت سے نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے۔ میں حاشر ہوں کہ قیامت کے دن لوگوں کا حشر میرے قدموں پر ہوگا۔ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

(مسلم شریف جلد۲، کتاب الفضائل ص ۲۶۱)

فائدہ:

اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے اپنا ایک نام عاقب بھی بتایا اور عاقب کی خود تفسیر فرمائی کہ عاقب اسے کہتے ہیں جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ اب یہ حدیث اس مفہوم میں صریح ہوگئی کہ حضور آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

دوسری حدیث:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَا مُحَمَّدٌ وَ اَحْمَدُ وَ الْمُقَفِّیْ وَ الْحَاشِرُ وَ نَبِیُّ التَّوْبَۃِ وَ نَبِیُّ الرَّحْمَۃِ.

میں محمد ہوں اور احمد ہوں، آخری نبی ہوں، میں حاشر ہوں، میں نبی توبہ اور نبی رحمت ہوں۔ (مسلم شریف جلد دوم کتاب الفضائل، ص ۲۶۱)

فائدہ:

اس حدیث میں حضور نبی پاک ﷺ نے اپنا ایک نام "اَلْمُقَفِّیْ" بھی بتایا ہے

جس کا معنی ہے آخر میں آنے والا۔ جب کہ امام نووی نے شرح مسلم شریف میں، علامہ مناوی نے شرح کبیر میں، ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں ''مُقَفِّیْ'' کے معنی آخر انبیاء لکھا ہے۔

تیسری حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور شافع یوم النشور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

فُضِّلْتُ عَلَی الْاَ نْبِیَآءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَ نُصِرْتُ بِا لرُّعْبِ وَ اُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَ طَهُوْرًا وَّ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّةً وَ خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ. (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن، ص۵۱۲)

مجھے دیگر انبیاء و رسل پر چھ چیزوں کے ذریعے فضیلت و برتری دی گئی۔ پہلی چیز تو مجھے یہ کلمات جامعہ کی صفت عطا ہوئی۔ دوسری چیز یہ کہ رعب و دبدبہ کے ذریعہ میری نصرت کی گئی۔ تیسری چیز یہ کہ اموال غنیمت میرے لیے حلال کیے گئے۔ چوتھی چیز یہ کہ روئے زمین میرے لیے مسجد اور طاہر و مطہر بنائی گئی۔ پانچویں چیز یہ کہ مجھے تمام جہان کے لیے رسول بنایا گیا اور چھٹی چیز یہ ہے کہ میری ذات پر نبیوں کی آمد کا سلسلہ ختم کیا گیا۔

چوتھی حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع پر سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَثَلِیْ وَ مَثَلُ الْاَنْبِیَآءِ کَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُهٗ وَ تُرِکَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِهٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْکَ اللَّبِنَةِ فَکُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَ خُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ وَ فِیْ رِوَایَةٍ فَاَنَا تِلْکَ اللَّبِنَةُ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ.

(مشکوٰۃ شریف ج ۲، ص ۵۲ باب فضائل سید المرسلین)

میری مثال اور دیگر انبیاء کی مثال اس ایوان کی طرح ہے جس کی تعمیر بہت اچھی کی گئی لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی۔ لوگ اس عمارت کی خوبی دیکھ کر تعجب کرتے ہیں سوا اس کے کہ عمارت میں اس ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے تو میں نے آکر اس اینٹ کی خالی جگہ کو پُر کر دیا۔ وہ ایوان بھی میرے ذریعہ اتمام کو پہنچا اور رسولوں کی آمد کا سلسلہ بھی میرے اوپر تمام کیا گیا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں نبیوں کا خاتم ہوں۔

پانچویں حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے شفاعت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ شفاعت کا سوال لے کر سارے انبیاء کرام کے پاس جائیں گے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں داخل ہوں گے تو وہ ارشاد فرمائیں گے کہ آج شفاعت کا تاج محبوب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ کے سرانور پر چمک رہا ہے تم لوگ انہی کے پاس جاؤ۔ حضور پاک ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے:

يَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ خَاتَمُ الْاَنْبِيَآءِ.

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ادنیٰ اھل الجنۃ منزلۃ فیھا)

اے محمد! ﷺ آپ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔

چھٹی حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهٗ نَبِيٌّ وَ اِنَّهٗ لَانَبِيَّ بَعْدِيْ.

بنی اسرائیل کے انبیاء سیاست مُدُن کے بھی فرائض انجام دیتے تھے جب ایک نبی دنیا سے تشریف لے جاتے تو دوسرے نبی ان کے بعد آجاتے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(مسلم شریف کتاب الامارہ، ص ۱۲۶)

ساتویں حدیث:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر تاجدار کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَ لَافَخْرَ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَ لَا فَخْرَ وَ اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ مُشَفَّعٍ وَّ لَا فَخْرَ.

(مشکوۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین)

میں پیشوا ہوں رسولوں کا اور یہ بات از راہ فخر نہیں ہے اور میں انبیاء کا خاتم ہوں اور یہ بات از راہ فخر نہیں ہے اور سب سے پہلے میں

شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور یہ بات از راہ فخر نہیں ہے۔

آٹھویں حدیث:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَ اِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ. (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۳)

اسی وقت سے میرا نام خاتم الانبیاء کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے یہاں مرقوم ہے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام آب و گل کی منزل میں تھے۔

نویں حدیث:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور جان نور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَآءِ وَ اَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ.

(سنن ابن ماجہ، باب فتنۃ الدجال، ص ۲۰۷)

میں جملہ صف انبیاء میں آخری نبی ہوں اور تم جملہ اُمتوں میں آخری اُمت ہو۔

دسویں حدیث:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور جان رحمت

ﷺ نے ایک موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ.

(مسلم شریف ج ۲، ص ۲۷۸)

تم میرے لیے اسی درجہ میں ہو جس درجہ میں حضرت موسیٰ کے لیے حضرت ہارون تھے لیکن یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

گیارہویں حدیث:

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید العارفین حضور پُر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّهٗ سَیَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ كَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ كُلُّهُمْ یَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیُّ اللّٰهِ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ.

(مشکوٰۃ کتاب الفتن، ص ۴۱۵)

میری اُمت میں تیس جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

یہ حدیث پاک چند اہم ترین نکتوں پر روشنی ڈالتی ہے۔ پہلا نکتہ یہ ہے کہ مخبر صادق ﷺ کی خبر کے مطابق اُمت میں ایسے افراد ضرور پیدا ہوں گے جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے، بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ جھوٹے مدعیان کو دیکھ کر ہمیں اپنے نبی صادق ﷺ کی سچائی کا یقین تازہ ہو جاتا ہے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ یہ سارے مدعیان نبوت جھوٹے اور کذاب ہوں گے۔ ان کا دعوی صداقت پر نہیں بلکہ دجل اور فریب پر مبنی ہوگا، اس خبر کے بعد اب کسی مدعی نبوت کے بارے میں اس کے دعوے کی سچائی کو پرکھنے کی ضرورت نہیں رہ جاتی کیونکہ اُمت کو

پہلے ہی سے معلوم ہے کہ وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ کسی نئے مدعی نبوت۔ کا جھوٹ فاش کرنے کے لیے یہ دلیل بہت کافی ہے کہ حضور رحمت مجسم ﷺ آخری نبی ہیں، خاتم الانبیاء ہیں، ان کے بعد اور کوئی نبی نہیں۔

اب اس دلیل کے بعد نہ کسی بحث و حجت کی گنجائش ہے اور نہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ نئے مدعی نبوت کے پاس اپنے دعوے کے ثبوت میں کیا دلائل ہیں؟

مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس کی طرح ہوگئی کہ سارے انبیاء و مرسلین میں سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ کی ایک تنہا ذات ہے۔ جس نے ببانگ دہل یہ اعلان کیا ہے کہ میں سارے انبیاء کا خاتم ہوں۔ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اس اعلان کے بعد اب نہ کسی نئے نبی کا ہمیں انتظار ہے اور نہ کسی نئے مدعی نبوت کی آواز پر ہمیں کان دھرنے کی ضرورت ہے۔ اب اس بحث کا ایک آخری گوشہ اور باقی رہ گیا ہے۔ وہ بھی طے ہو جائے تو یہ بحث اپنی جملہ تفصیلات کے ساتھ مکمل ہو جائے گی اور وہ یہ ہے کہ آنے والے کا اعلان تو ہم نے سن لیا کہ وہ آخری نبی ہے وہ انبیاء کا خاتم ہو کر آیا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس طرح کا کوئی اعلان بھیجنے والے کی طرف سے بھی ہے یا نہیں؟ بھیجنے والے کی طرف سے بھی اس طرح کا کوئی اعلان ہمیں مل جاتا ہے تو اب ختم نبوت کے عقیدے پر دونوں طرف مہر لگ جاتی ہے۔ اب اپنے قلوب کا دروازہ کھول کر بھیجنے والے کا اعلان سنئے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ.

محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں، بلکہ وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔

احادیث میں لفظ "خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ" کی تفسیر خود نبی پاک ﷺ سے بایں الفاظ منقول ہے: "اَنَا خاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ" میں انبیاء کا خاتم ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ دیگر احادیث میں آخرالانبیاء کے لفظ سے بھی خَاتَمَ النَّبِیِّیْن کی تفسیر کی گئی ہے۔ اسی لیے صحابہ کرام سے لے کر سارے اکابرین اُمت اور سلف صالحین تک سب نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ معنی آخرالانبیاء ہے۔

انہی نصوص اور اجماع اُمت کی بنیاد پر ختم نبوت کا یہ عقیدہ ایک ہزار ۴ سو برس سے کروڑوں، اربوں انسانوں کے دلوں پر چھایا ہوا ہے۔ مزید براں اس عقیدہ کا ایک حیرت انگیز کرشمہ یہ بھی ہے کہ مذہب کی بے شمار شاخوں میں طرح طرح کے اختلافات کے باوجود اس عقیدے پر متفق ہیں کہ سرور کونین ﷺ آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد کوئی اور نبی نہیں ہے۔ پھر چودہ سو برس سے اربہا ارب انسانوں کے سوچنے کا ایک ہی انداز حسن اتفاق کا نتیجہ ہرگز نہیں قرار دیا جاسکتا۔ خاص کر ایسی حالت میں جب کہ حضور انور ﷺ کا یہ ارشاد بھی پیش نظر رکھا جائے کہ میری اُمت گمراہی پر کبھی مجتمع نہیں ہوگی۔

بات اپنے سارے گوشوں کے ساتھ اگرچہ تمام ہوگئی مگر طمانینتِ قلب کے لیے ذرا اس پر بھی غور کرتے چلیے کہ آیا نبی خاتم ﷺ کے بعد سلسلۂ نبوت جاری رہنے کا کوئی قرینہ و امکان بھی ہے یا نہیں؟ تو اس کے متعلق ہم علم و یقین کی آخری چوٹی پر کھڑے ہوکر اعلان کرتے ہیں کہ مدت ہوئی امکان کا دروازہ مقفل ہوچکا ہے اور قرینے کا فقدان تو ایسا ہے کہ دونوں جہاں میں چراغ لے کر ڈھونڈیئے تو کہیں نہیں ملے گا۔

پھر امکان ہوتا تو وہ صادق و امین پیغمبر ﷺ جس نے نزول مسیح کی خبر دی ہے وہ ہرگز یہ نہ کہتا کہ مجھ پر سلسلۂ نبوت ختم ہے۔ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور میری جرأت رندانہ معاف کی جائے تو دو قدم آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ یہ ارشادات اس نبی کے ہیں جس کی زبان پر تقدیر کے نوشتے ڈھلتے ہیں۔ اس لیے بالفرض اس سے

پہلے امکان تھا بھی تو اب نہیں ہے کیونکہ دنیا میں ہر چیز ممکن ہوسکتی ہے پر رسول کا کذب ممکن نہیں ہے اور قرینے کے متعلق صرف اتنا کہنا ہے کہ اگر وہ ہوتا تو اس کے ملنے کی بہترین جگہ کتاب الٰہی تھی جبکہ تیس پارے کی ضخیم کتاب میں ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے جہاں یہ قرینہ موجود ہو کہ محمد عربی ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آنے والا ہے بلکہ اس کے برعکس قرینہ نہیں صراحت موجود ہے کہ محمد عربی ﷺ خاتم پیغمبراں ہیں۔ "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ."

مرزا غلام احمد قادیانی کا محاسبہ:

یہاں تک تو عقیدۂ ختم نبوت کے مختلف گوشوں پر بحث تھی جو عقل و نقل اور تاریخ کی روشنی میں مکمل ہوگئی، اب ہم ذیل میں منکرین ختم نبوت کے سربراہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوؤں کا بھی ایک تنقیدی جائزہ لینا چاہتے ہیں، تاکہ جو لوگ جہل و کفر کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں وہ ہدایت و ایمان کے اُجالے میں آجائیں۔ مرزا جی کی تکذیب کے لیے جہاں قرآن و حدیث اور اجماعِ اُمت کی بوجھل شہادتیں ہمارے پاس موجود ہیں جن کے کچھ نمونے پچھلے صفحات میں آپ کی نظر سے گزر چکے ہیں، وہاں مرزا جی کے دعوؤں کی تفصیل ہی انھیں جھوٹا ثابت کرنے کے لیے بہت کافی ہے، الگ سے ان کی دروغ بیانی کا ثبوت فراہم کرنے کی ہمیں کوئی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اپنے بارے میں انھوں نے جو عجیب و غریب دعوے کیے ہیں۔ اب ان کی مضحکہ خیز تفصیل ملاحظہ فرمایئے:

۱: میں نبی ہوں۔ ۲: خدا ہی نے میرا نام نبی و رسول رکھا ہے۔ ۳: میں ظِلّی نبی ہوں۔ ۴: میں بروزی نبی ہوں۔ ۵: میں مسیح موعود ہوں۔ ۶: میں مہدی ہوں۔ ۷: میں مجدد ہوں۔ ۸: میں محمد کی بعثت ثانیہ ہوں، یعنی میرے پیکر میں خود محمد

نے ظہور کیا ہے۔ ۹: میں مسیح کی بشارت اور اسمہ احمد کا مصداق ہوں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ. (قادیانی رسائل و کتب سے ماخوذ)

یہ ہیں وہ کل دعوے جو مرزا جی نے اپنے متعلق کیے ہیں۔ یہ تمام دعوے آپس میں اس طرح متصادم ہیں کہ انھیں ایک محل میں جمع کرنا ممکن نہیں ہے، لیکن مشکل یہ ہے کہ ایک ہی منہ سے نکلے ہوئے یہ دعوے ہیں اس لیے ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی جاسکتی۔

مرزا جی کے دعوؤں کا تنقیدی جائزہ:

کسی بھی اجنبی آدمی کو مرزا جی کے ان دعوؤں پر نظر ڈالنے کے بعد جس حیرانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ یہ ہے:

۱: بفرضِ محال اگر وہ خدا کی طرف سے انہی معنوں میں نبی اور رسول ہیں جن معنوں میں پچھلے تمام انبیاء ورسل تھے، تو پھر یہ ظلی اور بروزی نبی کا پیوند کیا ہے؟ جبکہ انبیاء ماسبق میں ہر نبی حقیقی اور اصلی نبی تھا۔ کسی نے اپنے آپ کو ظلی یا بروزی نبی کی حیثیت سے نہیں پیش کیا۔

۲ : اور اگر ظلی و بروزی نبی ان معنوں میں نہیں ہے جن معنوں میں قرآن نبی کا لفظ استعمال کرتا ہے تو پھر قرآنی نبی کی طرح اپنے اوپر ایمان لانے کا مطالبہ کیوں ہے؟ اور پھر ایک ایسی اصطلاح جو تاریخ انبیاء میں نہیں ملتی کس مصلحت سے تراشی گئی ہے؟

۳: پھر اپنے دعوے کے مطابق مرزا جی اگر مسیح موعود ہیں تو ظلی و بروزی نبی ہونے کا دعویٰ غلط ہے کیونکہ مسیح موعود مستقل نبی ہیں ظلی و بروزی نہیں ہیں، نیز مسیح موعود صرف مسیح ہی نہیں ہیں، بلکہ مسیح ابن مریم ہیں، لہٰذا یہ سوال مزید برآں ہے کہ غلام ابن چاند بی بی مسیح مریم کیونکر ہو گئے؟

۴: اور اگر وہ مہدی ہیں تو مسیح موعود نہیں ہو سکتے کیونکہ ان دونوں اسموں کا مسمی ایک نہیں ہے، الگ الگ ہے۔ یعنی مہدی اور مسیح موعود دو الگ الگ شخصیتیں ہیں اور احادیث کی روایات کے مطابق دونوں کا ظہور بھی الگ الگ ہوگا، نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیغمبر ہیں جبکہ حضرت امام مہدی پیغمبر نہیں ہیں، بلکہ وہ اُمتِ محمدیہ کا ایک فرد ہیں۔ اس لیے دو الگ الگ شخصیتوں کا مصداق شخص واحد کو قرار دینا کھلا ہوا دجل اور سفید جھوٹ ہے۔

۵: اور اگر مرزا جی مجدد ہیں تو نبی ہونے کا دعویٰ غلط ہے کیونکہ حدیث کی صراحت کے مطابق مجدد نبی نہیں ہوتا بلکہ افرادِ اُمت میں سے اس کی حیثیت صرف ایک دینی مصلح کی ہوتی ہے۔ لہٰذا مجدد ہونے کا دعویٰ اگر صحیح تسلیم کیا جائے تو لازماً نبی و رسول ہونے کے دعوے کی تکذیب ہوگی اور بفرضِ محال اگر نبی و رسول ہونے کا دعوی صحیح قرار دیا جائے تو مجدد ہونے کے دعوے کو جھٹلانا ہوگا، کیونکہ دونوں دعوے ایک ساتھ ہرگز جمع نہیں ہو سکتے۔

۶: اور اپنے دعوے کے مطابق اگر مرزا جی محمد کی بعثت ثانیہ ہیں تو پھر معاذ اللہ وہ محمد ہیں کیونکہ قیامت کے دن اولادِ آدم کی جو بعثت ثانیہ ہوگی تو وہاں ہر شخص اپنے اصل وجود کے ساتھ آئے گا، ظل کے ساتھ نہیں، لہٰذا ایسی صورت میں یا تو ظلی اور بروزی ہونے کا دعویٰ غلط ہے یا پھر محمد کی بعثت ثانیہ ہونے کی بات جھوٹی ہے۔

۷: اب رہ گیا یہ دعوی کہ وہ مسیح کی بشارت اور اسمہ احمد کے مصداق بھی ہیں تو اس دعوے کا تضاد بھی کسی تبصرے کا محتاج نہیں ہے کیونکہ اگر وہی حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت اور اسمہ احمد کے مصداق ہیں تو پھر اپنے آپ کو "غلام احمد" قرار دینا غلط ہے کیونکہ یہ دعوی کر کے تو معاذ اللہ وہ خود احمد و محمد ہونے کے مدعی ہیں۔ اور اگر "غلام احمد" کو صحیح مانا جائے تو اسمہ احمد کے مصداق ہونے کا دعویٰ باطل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مرزا جی کے ان دعوؤں کو اگر عقل و مذہب کے ترازو میں تولا جائے تو ہر دعوی دوسرے دعوے کی تکذیب کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ان کا کوئی دعویٰ بھی ایسا نہیں ہے جسے صحیح تسلیم کر لینے کے بعد دوسرا دعویٰ دامن نہ تھامتا ہو کہ میرا انکار کرو۔

ان حالات میں یہ فیصلہ کرنا قارئین کرام کا ہی کام ہے کہ مرزا جی حقیقت میں کیا ہیں؟ نبی ہونے کی بات تو ایک خواب پریشان کی حیثیت رکھتی ہے۔ ابھی تو یہی سوال زیر بحث ہے کہ وہ صحیح الدماغ آدمی بھی تھے یا نہیں؟ کیونکہ عقل وفکر کی سلامتی کے ساتھ کوئی شخص بھی اس طرح کے متضاد دعوے ہرگز نہیں کر سکتا۔ گفتگو کا یہ انداز بانو "چنیا بیگم" سے جی بہلانے والوں کا ہے یا پاگل خانے کے دیوانوں کا، یا پھر کسی ایسے سنسنی خیز شاطر کا جس کی آنکھ سے شرم وحیا کا پانی اتر گیا ہو۔

یہی وجہ ہے کہ مرزا جی کے ان دعوؤں پر خود ان کے ماننے والے بھی آپس میں دست و گریباں ہیں۔ ایک طبقہ ان کے دعوائے نبوت کو تسلیم کرتا ہے جبکہ دوسرا گروہ انھیں صرف مجدد مانتا ہے۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ جب ماننے والے ہی دعوے پر متفق نہیں تو دوسروں کے ماننے نہ ماننے کا سوال ہی کہاں باقی رہتا ہے؟

اخیر میں ان لوگوں سے جو مرزا جی کو "امتی نبی" مانتے ہیں چند سوال کر کے یہ بحث ختم کرتا ہوں کہ ڈیڑھ ہزار برس کی لمبی مدت میں خاتم پیغمبراں سرور کون و مکاں حضور اکرم ﷺ کی اطاعت ومحبت کے فیضان سے اُمت محمدیہ میں کوئی نبی پیدا ہوا ہو تو اس کا نام اور پتہ بتایئے؟ اسی کے ساتھ اس سوال کا بھی جواب دیجیے کہ صحیح حدیثوں میں نبوت کا دعوی کرنے والے تیس دجالین و کذابین کی جو خبر دی گئی ہے تو اس کا مصداق مرزا غلام احمد قادیانی کیوں نہیں ہیں؟ نیز یہ سوال بھی جواب طلب ہے کہ احادیث کی روشنی میں مسیح موعود بطن مادر سے پیدا ہوں گے یا آسمان سے ان کا نزول ہوگا اور نزول بھی ہوگا تو قادیان میں یا جامع دمشق کے مینارے پر؟

واضح رہے کہ ان سوالات سے میرا مدعا کسی بحث ومناظرہ کا دروازہ کھولنا نہیں ہے کیونکہ بحث کا سوال تو وہاں اُٹھتا ہے جہاں درمیان میں عقل واستدلال کا ہاتھ ہو۔ ہوا پر پُل باندھنے والوں سے کون دیوانہ ہے جو بحث کرے گا؟ بلکہ مقصد صرف اتنا ہے کہ جو لوگ غلط فہمی کی راہ سے یا اپنے آباء واجداد کی اندھی تقلید میں ایک فرضی افسانے یا ایک دیوانے کی بڑ پر مذہب کی طرح یقین کیے بیٹھے ہیں، انھیں حقیقت کے عرفان کی طرف بلایا جائے اور وہ ان سوالات کی روشنی میں سچائی کی تلاش کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں۔

قادیانی مذہب اور حکومتِ برطانیہ:

تاریخی اعتبار سے یہ حقیقت اتنی واضح ہو چکی ہے کہ اب اس میں دو رائے کی گنجائش نہیں ہے کہ قادیانی مذہب کی ولادت حکومتِ برطانیہ کی گود میں ہوئی اور اسی کی سرپرستی میں وہ پروان چڑھا۔ انگریزوں نے اپنے قابو کا نبی دو مقصد کے لیے مبعوث کیا تھا۔

پہلا مقصد تو یہ تھا کہ ختم نبوت کا جو عقیدہ قرآن سے ثابت ہے اسے ایک نیا نبی بھیج کر جھٹلا دیا جائے اور ساری دنیا میں اس بات کی تشہیر کی جائے کہ قرآن کی کہی ہوئی بات غلط ہو گئی۔ اس لیے وہ خدا کی کتاب نہیں ہے کیونکہ خدا کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ نبی کی زبان وقلم سے جو بات نکلتی ہے، دنیا اسے وحی الٰہی سمجھ کر بے چون و چرا قبول کر لیتی ہے۔ اس لیے ایک ایسا نبی مبعوث کیا جائے جو حکومت برطانیہ کا قصیدہ پڑھے، مسلمانوں کو ذہنی طور پر حکومتِ برطانیہ کا غلام بنا کر رکھے اور مسلمانوں کے اندر سے جہاد کی اسپرٹ ختم کرائے، تاکہ انگریزی حکومت کے خلاف مسلمانوں کی طرف سے جہاد اور بغاوت کا اندیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔ ان ساری باتوں کے ثبوت کے لیے ہمیں کہیں باہر سے کوئی شہادت فراہم کرنے کی ضرورت نہیں ہے، خود مرزا غلام

احمد قادیانی نے اپنے قلم سے ان ساری باتوں کا ثبوت فراہم کر دیا ہے۔ پاسداری کے جذبے سے اوپر اُٹھ کر مرزا جی کی یہ تحریریں پڑھیے۔ اپنے آقائے سرکار برطانیہ کی قصیدہ خوانی کرتے ہوئے مرزا جی لکھتے ہیں:

"میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں، نہ مدینہ میں، نہ روم، میں نہ شام میں، نہ ایران میں، نہ کابل میں، مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دعا کرتا ہوں۔"

(اشتہار مرزا جی مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۲، ص ۶۹)

مرزا جی کا ایک اور اشتہار پڑھیے۔ اپنے منعم کی بے التفاتی کا شکوہ کتنی دردناک حیرت کے ساتھ نمایاں ہے۔

"بارہا بے اختیار دل میں یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور خدمت گزاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالف جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے اسی گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن یہ گورنمنٹ عالیہ میری خدمات کی قدر کریں گی۔"

(تبلیغ رسالت ج ۱۰، ص ۲۸)

ساٹھ سالہ جوبلی کے موقع پر مرزا جی نے ملکہ وکٹوریہ کو ایک نامہ عقیدت ارسال کیا تھا، اس کا جواب موصول نہ ہونے پر جذبۂ شوق کی بے چینی ملاحظہ فرمایئے:

"اس عاجز کو وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت جو حضور ملکہ معظمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کر سکوں۔"

اس سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت (۶۰) سالہ جوبلی کی

تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند کے نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام ''تحفہ قیصریہ'' رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درذیشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب میں مجھے عزت دی جائے گی اور اُمید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا۔ مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی مجھے ممنون نہیں کیا گیا۔

(ستارۂ قیصریہ ص ۲، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا جی کی مذکورہ بالا تحریروں سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ قادیانی مذہب کے ساتھ انگریزوں کا سرپرستانہ تعلق کیسا تھا اور نیازمندی کے کس والہانہ جذبے کے ساتھ انھوں نے اپنی مصنوعی اور باطل نبوت کے فروغ کے لیے انگریزی حکومت کی کاسہ لیسی کی۔ اب چشم حیرت کو کھول کر عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف انگریزوں کی در پردہ سازش کی ایک دل ہلا دینے والے کہانی اور پڑھیے جس کا عنوان ہے:

دیوبند اور قادیان:

قادیان سے ایک مصنوعی پیغمبر کو کھڑا کرنے اور اس کی دعوت کو فروغ دینے کے لیے جہاں انگریزوں نے اپنے سرکاری وسائل کو استعمال کیا وہاں علمی اور فکری طور پر نئی نبوت کا راستہ ہموار کرنے کے لیے دیوبندی اکابر کے علمی اور مذہبی اثرات سے بھی کام لیا۔ شرح اس اجمال کی یہ ہے کہ کسی جدید نبوت کی راہ میں ختم نبوت کا قرآنی عقیدہ ہمیشہ حائل رہا کہ حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں، ان کے بعد کوئی نیا نبی نہیں پیدا ہو سکتا۔

اب نئی نبوت کی راہ میں قرآن کی طرف سے جو رکاوٹ کھڑی تھی اسے دور کرنے کے دو ہی راستے تھے یا تو قرآن کی اس آیت ہی کو بدل دیا جائے جس میں حضور انور ﷺ کے لیے صراحت کے ساتھ خاتم النبیین کا لفظ موجود ہے جس کے معنی آخری

نبی کے ہیں یا پھر خاتم النبیین کا لفظ جوں کا توں باقی رہنے دیا جائے، صرف اس کا مفہوم بدل دیا جائے۔

پہلا راستہ ممکن نہیں تھا کہ روئے زمین پر قرآن کے کروڑوں نسخے اور لاکھوں حفاظ موجود تھے، لفظ کی تحریف چھپائے نہیں چھپ سکتی تھی۔ اس لیے معنوی تحریف کا راستہ اختیار کیا گیا اور طے پایا کہ لفظ خاتم النبیین کے معنی ''آخری نبی'' جو عہد نبوت سے لے کر آج تک ساری اُمت میں شائع اور ذائع ہے، اسے بدل دیا جائے اور اس لفظ کا کوئی ایسا معنی تلاش کیا جائے جو کسی نئے نبی کے آنے میں رکاوٹ نہ بنے، چنانچہ راستے کا یہ پتھر ہٹانے کے لیے دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا قاسم نانوتوی کی خدمات حاصل کی گئیں۔ میں اپنی طرف سے ان کے خلاف کوئی الزام عائد نہیں کر رہا ہوں بلکہ خود ایک قادیانی مصنف نے اپنی کتاب ''افادات قاسمیہ'' میں پوری تفصیل کے ساتھ یہ قصہ بیان کیا ہے۔ یہ کتاب سالہا سال سے چھپ رہی ہے لیکن دیوبند سے اب تک اس کی کوئی تردید شائع نہیں ہوئی جس سے سمجھا جاتا کہ قادیانیوں کی طرف سے نانوتوی صاحب کے خلاف جھوٹا الزام عائد کیا گیا ہے۔

اب قادیانی مصنف ابوالعطا جالندھری کی اس عبارت کی ایک ایک سطر خوب غور سے پڑھیے اور ذہن وفکر کے تہہ خانے میں اتر کر چھپی ہوئی سازشوں کا سراغ لگائیے۔

''یوں محسوس ہوتا ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر آنے والا مجدد امام مہدی مسیح موعود ہی تھا اور اسے اُمتی نبوت کے مقام سے سرفراز کیا جانے والا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص مصلحت سے حضرت مولوی محمد قاسم نانوتوی (بانی دارالعلوم دیوبند) کو خاتمیت محمدیہ کے اصل مفہوم کی وضاحت کے لیے راہنمائی فرمائی اور آپ نے اپنی کتابوں اور اپنے بیانات میں آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی نہایت دل کش تشریح فرمائی۔

''بلاشبہ آپ کی کتاب ''تحذیر الناس'' اس موضوع پر خاص اہمیت رکھتی ہے۔''

(افادات قاسمیہ (ا) ربوہ پاکستان)

دیکھ رہے ہیں آپ ساحران فرنگ کا یہ تماشا! کتنی خوبصورتی کے ساتھ ایک شرمناک سازش کو الہام کا رنگ دیا جا رہا ہے۔ گویا یہ سارا اہتمام خدائے قدیر کی طرف سے تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت سے پہلے نانوتوی صاحب ''تحذیر الناس'' نام کی ایک کتاب لکھیں اور اس میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کا انکار کر کے نئے نبی کی آمد کے لیے راستہ ہموار کریں۔ نانوتوی صاحب نے اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' میں اس بات کی بھرپور کوشش کی ہے کہ ''سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے'' یعنی خاتم النبیین کے لفظ کا انکار بھی نہ ہو اور نئے نبی کی آمد کے لیے راستہ بھی ہموار ہو جائے، تاکہ انگریزوں کا حق نمک بھی ادا ہو جائے اور مسلمانوں کو بھی دھوکے میں رکھ سکیں کہ ہم لوگ ختم نبوت کے منکر نہیں ہیں لیکن خدائے پاک جزائے خیر دے ان علمائے حق کو جنہوں نے تحذیر الناس کے فریب کا پردہ چاک کر کے عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ایک گہری سازش کو ہمیشہ کے لیے بے نقاب کر دیا۔

قارئینِ کرام! اگر یہ جاننا چاہتے ہیں کہ تحذیر الناس نامی کتاب میں کیا لکھا ہے، قادیانی مصنّفین اس کی تعریف میں رطب اللسان کیوں ہیں؟ اور اس کتاب کے ذریعہ نانوتوی صاحب نے نئے نبی کی آمد کے لیے راستہ کس طرح ہموار کیا ہے؟ تو ہر طرح کی عصبیت سے بالاتر ہو کر سنجیدگی کے ساتھ آنے والی بحث کا مطالعہ کریں۔ سازشوں کی یہ داستان بڑی لمبی اور پر فریب ہے۔

قصہ تحذیر الناس کی پر فریب سازش کا:

بجائے اس کے کہ ہم اپنی طرف سے کچھ کہیں آپ یہ پورا قصہ قادیانی مصنّفین

کی زبانی سنئے۔ تمہید کے طور پر ایک قادیانی مصنف اس قصے کا آغاز کرتا ہے۔

"بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ احمدی (یعنی قادیانی) ختم نبوت کے قائل نہیں اور رسول اکرم ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ یہ محض دھوکے اور ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ جب احمدی آپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور کلمہ شہادت پر یقین رکھتے ہیں تو یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ ختم نبوت کے منکر ہوں اور رسول کریم ﷺ کو خاتم النبیین نہ مانیں۔"

قرآن کریم میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" (احزاب: ۴۰) یعنی محمد رسول اللہ ﷺ تم میں سے کسی جوان مرد کے باپ ہیں نہ آیندہ ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

قرآن کریم پر ایمان رکھنے والا آدمی اس بات کا انکار کس طرح کرسکتا ہے؟ پس احمدیوں کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے کہ رسول کریم ﷺ نعوذ باللہ خاتم النبیین نہیں تھے۔

جو کچھ احمدی کہتے ہیں وہ صرف خاتم النبیین کے وہ معنی جو اس وقت مسلمانوں میں رائج ہیں، نہ تو قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت پر چسپاں ہوتے ہیں اور نہ ہی ان سے رسول کریم ﷺ کی عزت اور شان اس طرح ظاہر ہوتی ہے جس عزت اور شان کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔'

(پیغام احمدیت ص ۱۰)

اس عبارت میں خط کشیدہ سطروں کو ایک بار پھر غور سے پڑھیے کہ بحث کا یہی حصہ سازشوں کی بنیاد ہے۔ یہیں سے لفظ خاتم النبیین کے معنی کے انکار کا راستہ کھلتا ہے، جو نئے نبی کی راہ میں حائل ہے۔

مذکورہ بالا عبارت کی روشنی میں قادیانیوں کا یہ دعوی اچھی طرح آپ کے ذہن

نشین ہو گیا ہو گا کہ وہ لوگ حضور اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار نہیں کرتے بلکہ خاتم النبیین کے اس معنی کا انکار کرتے ہیں جو عام مسلمانوں میں رائج ہے اور اسی انکار پر انھیں ختم نبوت کا منکر کہا جاتا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ خاتم النبیین کا وہ کون سا معنی ہے جو عام مسلمانوں میں رائج ہے اور سب سے پہلے اس معنی کا انکار کس نے کیا ہے؟ اتنی تفصیل کے بعد اب ہر طرف سے خالی الذہن ہو کر ''تحذیر الناس'' کے مصنف مولانا قاسم نانوتوی کی کار گزاریوں کے متعلق ایک قادیانی مصنف کا یہ بیان پڑھئے اور عقیدۂ ختم نبوت کے انکار کے سلسلے میں اصل مجرم کا سراغ لگائیے۔

''تمام مسلمان فرقوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سرور کائنات حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں کیونکہ قرآن پاک کی نص '' وَ لٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ '' میں آپ کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے، نیز اس امر پر بھی تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے لفظ خاتم النبیین بطور مدح وفضیلت ذکر ہوا ہے۔ اب سوال صرف یہ ہے کہ لفظ خاتم النبیین کے کیا معنی ہیں، یقیناً اس کے معنی ایسے ہی ہونے چاہئیں جن سے آنحضرت ﷺ کی فضیلت اور مدح ثابت ہو۔

اسی بنا پر حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے عوام کے معنوں کو نادرست قرار دے دیا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں: عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم النبیین ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم اور تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں '' وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ '' فرمانا۔ اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ (تحذیر الناس، ص ۳)

(رسالہ خاتم النبیین کے بہترین معنی ص ۴، شائع کردہ قادیان)

آسان لفظوں میں نانوتوی صاحب کی اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ لفظ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی قرار دینا یہ ناسمجھ عوام کا خیال ہے جو کسی طرح بھی قابل التفات نہیں ہے۔ اہل فہم طبقہ اس لفظ کے معنی آخری نبی کے نہیں سمجھتا۔ کیونکہ زمانے کے اعتبار سے کسی کا پہلے ہونا یا آخر میں ہونا کچھ خاص مدح اور فضیلت کی چیز نہیں ہے۔ اس لفظ کے معنی آخری نبی قرار دینے میں چونکہ حضور کی کوئی خاص فضیلت نہیں نکلتی اس لیے یہ معنی اگر مراد لیا جائے تو مقام مدح میں "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" کا ذکر کرنا لغو ہو جائے گا۔

غور فرمایئے! ڈیڑھ ہزار برس کی لمبی مدت میں عہد صحابہ سے لے کر آج تک کتاب وسنت کی روشنی میں ساری اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہلفظ خاتم النبیین کا معنی اگر آخری نبی نہ مانا جائے تو نئے نبی کی آمد کا راستہ کس دلیل سے بند کیا جا سکتا ہے؟

ساری اُمت میں نانوتوی صاحب وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے انگریزوں کا حق نمک ادا کرنے کے لیے حضور ﷺ کو آخری نبی ماننے سے انکار کیا ہے، تاکہ قادیان سے ایک نئے نبی کی آمد کے لیے راستہ صاف ہو جائے۔

نانوتوی صاحب کے حامیوں کا منہ بند کرنے کے لیے اس مسئلے میں انہی کے گھر کی ایک مضبوط شہادت پیش کرتا ہوں۔ دیوبندی جماعت کے معتمد وکیل مولوی منظور نعمانی اپنی کتاب ''ایرانی انقلاب'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''یہ عقیدہ کہ نبوت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا، رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آسکتا ہے، ان آیات قرآنی اور حدیث متواترہ کی تکذیب ہے جن میں رسول اللہ ﷺ کا خاتم النبیین اور آخری نبی ہونا بیان فرمایا گیا ہے۔''

(ایرانی انقلاب ص ۸۱)

یہ عبارت چیخ رہی ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتا وہ آیات قرآنی

اور احادیث متواترہ کا انکار کرتا ہے اور دوسرے لفظوں میں وہ نئے نبی کی آمد کا دروازہ کھلا رکھنا چاہتا ہے۔

یہی وہ گراں قدر خدمت ہے جس کے صلے میں قادیانی جماعت کی طرف سے مولانا قاسم نانوتوی کے حضور میں خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے جیسا کہ ایک قادیانی مصنف لکھتا ہے:

''جماعت احمدیہ "خَاتَمَ النَّبِيِّينَ" کے معنوں کی تشریح میں اسی مسلک پر قائم ہے جو ہم نے سطور بالا میں جناب مولوی محمد قاسم نانوتوی کے حوالہ جات سے ذکر کیا ہے۔'' (افادات قاسمیہ، ص ١٦)

ایک معمولی ذہن کا آدمی بھی اتنی بات آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی مخالف کے مسلک پر قائم رہنے کا عہد ہرگز نہیں کرسکتا۔ پیچھے چلنے کا پرخلوص جذبہ اسی شخص کے دل میں پیدا ہوسکتا ہے جسے اپنا ہم سفر اور مقتدا سمجھا جائے۔

ایک ہی تصویر کے دو رُخ:

پچھلے اوراق میں خَاتَمَ النَّبِيِّينَ کے معنی کے سلسلے میں قادیانی مصنفین کی عبارتیں آپ کی نظر سے گزر چکیں اور مولانا قاسم نانوتوی کی وہ تحریر بھی آپ نے پڑھ لی جسے اپنی حمایت و تائید میں قادیانی مصنف نے ''تحذیر الناس'' سے نقل کیا ہے۔ اب ان نتائج پر غور فرمایئے جو ان عبارتوں کے تجزیہ کے بعد سامنے آتے ہیں، تاکہ یہ حقیقت آپ پر اچھی طرح واضح ہو جائے کہ دیوبند اور قادیان کے درمیان فکر اور استدلال کی کتنی گہری یکسانیت ہے اور دیوبند صرف وہابیت ہی کا نہیں قادیانیت کا بھی محسن اعظم ہے۔

١۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مولانا قاسم نانوتوی کی صراحت کے مطابق خَاتَمَ النَّبِيِّينَ کے لفظ سے حضور اکرم ﷺ کو آخری نبی سمجھنا، یہ معاذ اللہ ناسمجھ عوام کا شیوہ ہے۔ اُمت کا

سمجھ دار طبقہ لفظ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ کے معنی آخری نبی مراد نہیں لیتا۔ انھیں سمجھدار لوگوں میں مولانا نانوتوی بھی ہیں۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ کے اجماعی معنی کو مسخ کر کے حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے کا انکار سب سے پہلے مولانا قاسم نانوتوی نے کیا ہے کیونکہ قادیانیوں نے اگر انکار میں پہل کی ہوتی تو ہرگز یہ اعلان نہ کرتے کہ لفظ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ کے معنی کی تشریح کے سلسلے میں جماعت احمدیہ مولانا نانوتوی کے مسلک پر قائم ہے۔

۳۔ تیسری بات یہ ہے کہ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ کے معنی آخری نبی کے انکار کے سلسلے میں مرزا غلام احمد قادیانی اور مولانا نانوتوی کے انداز فکر اور طریقۂ استدلال میں پوری یکسانیت ہے۔ چنانچہ قادیانیوں کے یہاں بھی خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ کے اصل مفہوم کو مسخ کرنے کے لیے حضور سراپا نور ﷺ کی عظمت شان کا سہارا لیا گیا اور نانوتوی صاحب بھی مقام مدح کہہ کر آخری نبی کے معنی کے انکار کے لیے حضور کی عظمت شان ہی کو بنیاد بنا رہے ہیں۔

وہاں بھی کہا گیا ہے کہ خاتم النبیین کے لفظ سے حضور کو آخری نبی سمجھنا، یہ عام معنی عام مسلمانوں میں رائج ہے اور یہاں بھی کہا جا رہا ہے کہ یہ معنی عوام کے خیال میں ہیں۔

اتنی عظیم مطابقتوں کے بعد اب کون کہہ سکتا ہے کہ اس مسئلے میں دونوں کا نقطۂ نظر الگ الگ ہے۔ دنیا سے انصاف اگر رخصت نہیں ہو گیا تو اب اس انکار کی گنجائش نہیں ہے کہ قادیان اور دیوبند ایک ہی تصویر کے دو رُخ ہیں یا ایک ہی منزل کے دو مسافر ہیں، کوئی پہنچ گیا کوئی رہ گزر میں ہے۔

پس خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ بمعنی آخری نبی کے انکار کی بنیاد پر اگر قادیانی جماعت کو منکر ختم نبوت کہنا امر واقعہ ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسی انکار کی بنیاد پر دیوبندی جماعت کو بھی منکر ختم نبوت نہ قرار دیا جائے۔

صفائی میں کوئی یہ کہے کہ قادیانی جماعت کے لوگ چونکہ حضور ﷺ کے بعد عملاً ایک نیا نبی مان چکے ہیں اس لیے انھیں منکر نبوت کہنا واقعہ کے عین مطابق ہے۔ میں جواباً عرض کروں گا کہ عقیدے کی حد تک یہی مسلک تو دیوبندی جماعت کا بھی ہے جیسا کہ ان کی کتاب ''تحذیرالناس'' میں لکھا ہوا ہے۔

''اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا ختم ہونا بدستور قائم رہتا ہے۔''

(تحذیرالناس، ۱۲)

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوت صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔''

(ص ۲۸)

غور فرمائیے جب دیوبندی جماعت کے یہاں بھی بغیر کسی قباحت کے حضور ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہوسکتا ہے تو قادیانیوں کا اس سے زیادہ اور قصور ہی کیا ہے جو چیز اہل دیوبند کے یہاں جائز وممکن تھی اسے انھوں نے واقع کرلیا۔ اصل کفر تو نئے نبی کے جواز وامکان سے وابستہ تھا۔ جب وہی کفر نہ رہا تو اب کسی نئے مدعی نبوت کو اپنے دعوے سے باز رکھنے کا ہمارے پاس ذریعہ کیا رہا؟

کیونکہ اس راہ میں عقیدے کی جو سب سے مضبوط دیوار حائل تھی وہ یہی تھی کہ قرآن وحدیث کی نصوص اور اجماع اُمت کی روشنی میں چونکہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں، اس لیے حضور ﷺ کے بعد اب کوئی نیا نبی ہرگز پیدا نہیں ہوسکتا۔ لیکن جب دیوبندی جماعت کے نزدیک حضور ﷺ آخری نبی بھی نہیں ہیں اور کسی نئے نبی کے آنے کی صورت میں حضور ﷺ کی خاتمیت میں بھی کوئی فرق نہیں آتا تو آپ ہی انصاف کیجیے کہ اب آخر کس بنیاد پر کسی نئے مدعی نبوت کو اپنے دعوے سے باز رکھا جائے گا اور کس دلیل سے کسی

نئے نبی پر ایمان لانا کفر قرار پائے گا۔ اس لیے ماننا پڑے گا کہ بنیادی سوال کے لحاظ سے دیوبندی جماعت اور قادیانی جماعت کے درمیان قطعاً کوئی جوہری فرق نہیں ہے۔

میری اس مدلل رائے سے اگر دیوبندی مذہب کے علماء کو اختلاف ہو تو وہ کھلے بندوں یہ اعلان کردیں کہ ''تحذیر الناس'' ان کی کتاب نہیں ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ''تحذیر الناس'' میں کتاب وسنت اور اجماع اُمت سے ثابت شدہ جن دو بنیادی عقیدوں کا انکار کیا گیا ہے اور جس کے نتیجے میں حضور خاتم پیغمبراں ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کا دروازہ کھل جاتا ہے، اس کے خلاف فتوے کی زبان میں اپنی مذہبی بیزاری کا صاف صاف اعلان کریں۔

واضح رہے کہ وہ دو بنیادی عقیدے جن کا ''تحذیر الناس'' میں انکار کیا گیا ہے، یہ ہیں۔

پہلا عقیدہ:

خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ کے معنی آخری نبی کے ہیں۔

دوسرا عقیدہ:

کسی نئے نبی کے آنے کی صورت میں حضور کی خاتمیت باقی نہیں رہ سکتی۔

لیکن مجھے یقین ہے کہ دیوبندی علماء ''تحذیر الناس'' کے خلاف یہ اعلان ہرگز نہیں کریں گے، کیونکہ انہوں نے اسلام کے ان دو بنیادی عقیدوں کو اب تک تسلیم نہیں کیا ہے۔ بہر حال کوئی بھی وجہ ہو اگر وہ ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو اسلامی دنیا کا جو الزام قادیانی جماعت پر ہے وہی الزام دیوبندی جماعت پر بھی عائد کیا جائے گا۔

ختم نبوت کا انکار وراثت میں:

عقیدہ ختم نبوت کے انکار کا جو سنگ بنیاد مولانا قاسم نانوتوی نے رکھا تھا، اسے بعد کے آنے والوں نے صرف محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ اس پر عمارت بھی کھڑی کردی۔ اس سلسلے میں قاری طیب صاحب سابق مہتمم دارالعلوم کی کارگزاری خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ انھوں نے اپنے دادا جان کے اس نظریہ کی تبلیغ واشاعت میں ایسے ایسے گل بوٹے کھلائے ہیں کہ سر پیٹ لینے کو جی چاہتا ہے۔

نمونے کے طور پر ان کی تقریر کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے جسے مفتیان دیوبند نے ''انکشاف'' نامی کتاب میں نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ اس عالم امکان میں سرچشمہ علوم وکمالات ہیں حتی کہ انبیاء علیہم السلام کی نبوتیں بھی فیض ہیں خاتم النبیین کی نبوت کا، درحقیقت حقیقی نبی آپ ہیں۔ آپ کی نبوت کے فیض سے انبیاء بنتے چلتے گئے۔

(انکشاف مطبوعہ دیوبند ص۲۶۴)

جب حقیقی نبی آپ ہیں تو ظاہر ہے کہ دوسرے انبیاء مجازی اور ظلی نبی ہوں گے۔ یہی وہ فارمولا ہے جسے مرزا غلام احمد قادیانی نے ظلی نبی، بروزی نبی اور اُمتی نبی کے نام سے اپنے لیے ایجاد کیا ہے۔

تقریر کے علاوہ ''آفتاب نبوت'' کے نام سے اسی عنوان پر انھوں نے ایک کتاب لکھی ہے جو پاکستان سے بھی شائع ہوتی ہے اس میں ایک جگہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

''حضور ﷺ کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخش بھی نکلتی ہے جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آگیا نبی ہوگیا۔''

(آفتاب نبوت صفحہ۱۹)

اس عبارت پر مدیر تجلی آنجہانی مولانا عامر عثمانی کا یہ تبصرہ ملاحظہ فرمایئے۔ یہ تبصرہ نہیں ہے بلکہ دیوبندی جماعت کی پشت پر قہر الٰہی کا ایک عبرتناک تازیانہ ہے۔ تحریر

فرماتے ہیں:

''قادیانیوں کو اس سے استدلال ملا کہ روح محمدی ﷺ تو بہر حال فنا نہیں ہوئی وہ آج بھی کہیں نہ کہیں موجود ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ پہلے اس نے ہزاروں انسانوں کو نبوت بخشی تو اب نہ بخشے۔''

(تجلی دیوبند نقد و نظر نمبر ۷)

اب اسی کے ساتھ تجلی کے حوالے سے مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعوی بھی پڑھ لیجئے تا کہ یہ حقیقت بالکل کھل کر سامنے آجائے کہ مہتمم صاحب نے آفتاب نبوت لکھ کر در پردہ کس کا حق نمک ادا کیا ہے۔

''اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لیے مہر دی جو کسی اور نبی کو نہیں دی گئی اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی ''نبی تراش'' ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور کو نہیں ملی۔''

(حقیقۃ الوحی بحوالہ تجلی نقد و نظر نمبر ص ۷۳)

اب عین دوپہر کے اجالے میں مہتمم صاحب کا اصلی چہرہ دیکھنا چاہتے ہو تو مہتمم صاحب موصوف اور مرزا صاحب دونوں کی تحریروں کو ایک چوکھٹ میں رکھ کر مدیر تجلی کا یہ دھماکہ خیز بیان پڑھئے۔

''حضرت مہتمم صاحب نے حضور کو ''نبوت بخش'' کہا تھا۔ مرزا صاحب ''نبی تراش'' کہہ رہے ہیں۔ حرفوں کا فرق ہے معنیٰ کا نہیں!''

(تجلی نقد و نظر نمبر ص ۷۸)

کیا سمجھے آپ؟ دراصل کہنا یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے بلکہ آج بھی حضور پاک ﷺ کی خصوصی توجہ نبوت

کی استعداد رکھنے والے کسی شخص پر پڑ جائے تو وہ نبی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح مہتمم صاحب بھی حضور کو ''نبوت بخش'' کہہ کر بالکل اس عقیدے کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ الفاظ و بیان میں فرق ہو سکتا ہے لیکن مدعا دونوں کا ایک ہے۔ واضح رہے کہ مدیر تجلی کا یہ تبصرہ الزام نہیں بلکہ عین امر واقعہ ہے کیونکہ دونوں کے انداز فکر میں اتنی عظیم مطابقت ہے کہ دونوں کے درمیان کوئی خط فاصل نہیں کھینچا جا سکتا۔ مثال کے طور پر مرزا صاحب نے اپنے دعوائے نبوت کے جواز میں مجازی، ظلی اور امتی نبی کا ایک نیا فارمولا تیار کیا تھا اور مہتمم صاحب کی تقریر کا جو اقتباس مفتیان دیوبند نے ''انکشاف'' نامی کتاب میں پیش کیا ہے اس میں مہتمم صاحب نے بھی اسی فارمولے کی زبان استعمال کی ہے۔ جیسا کہ ان کی تقریر کا ایک فقرہ نقل کیا گیا ہے۔ ''درحقیقت حقیقی نبی آپ ہیں آپ کی نبوت کے فیض سے انبیاء بنتے چلے گئے''۔ (معاذ اللہ)

جذبۂ پاسداری سے بالاتر ہو کر انصاف کیجئے کہ یہ بالکل مرزا صاحب کی زبان ہے یا نہیں؟

''درحقیقت حقیقی نبی آپ ہیں'' کا مدعا سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ کے سوا دوسرے تمام انبیاء مجازی اور ظلی نبی ہیں۔ یہی مرزا صاحب نے بار بار کہا ہے اور یہی بات مہتمم صاحب فرما رہے ہیں۔ دونوں کے درمیان لفظوں کا فرق ہو سکتا ہے معنی کا نہیں۔

''آپ کی نبوت کے فیض سے انبیاء بنتے چلے گئے''

یہ فقرہ بھی قادیانیوں کے اس دعوے کو تقویت پہنچاتا ہے کہ جب آپ کی نبوت کے فیض سے پہلے بھی انبیاء بنتے رہے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اب یہ سلسلہ بند ہو جائے۔

تصور کا رخ زیبا:

مدرسہ دیوبند کے سربراہوں کے ذریعہ قادیانی مذہب کو کتنی تقویت ملی؟ اسے

پھولنے پھلنے کے کتنے مواقع میسر آئے؟ اور ذہن کی فضا سازگار بنانے کے لیے کیسے کیسے ایمان سوز نوشتے ہاتھ آئے؟ اس کی قدرے تفصیل پچھلے اوراق میں آپ کی نگاہ سے گزر چکی ہے۔ اب بریلی کے مرکز رشد و ہدایت کا بھی ایک جائزہ ملاحظہ فرمائیے!

وہ تاج برطانیہ جس کی حدود و مملکت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا، نہ وہ بریلی کا قلم خرید سکا، نہ اس فتنے کی سرکوبی کے سلسلے میں حکومت کی سطوت و جبروت کا کوئی خطرہ وہاں حائل ہوسکا۔ ادھر فتنہ نے جنم لیا اور ادھر سرخیل کاروان سنت، مجدد دین و ملت حضرت امام احمد رضا کے قلم کی تلوار بے نیام ہوگئی۔ یوں پوری کہانی مولانا ابوالحسن علی ندوی کی زبانی سنئے کہ اسے دوست کا نہیں دشمن کا اعتراف کہا جائے گا۔ موصوف اپنے پیر و مرشد شاہ عبدالقادر رائے پوری کا ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت نے مرزا صاحب کی تصنیفات میں کہیں پڑھا تھا کہ ان کو خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے:

اُجِیْبُ کُلَّ دُعَائِکَ اِلَّا فِیْ شُرَکَائِکَ.

میں تمہاری ہر دعا قبول کروں گا سوا ان دعاؤں کے جو تمہارے شرکت داروں کے بارے میں ہو۔

حضرت نے مرزا صاحب کو اسی الہامی وعدہ کا حوالہ دے کر افضل گڑھ سے خط لکھا جس میں تحریر فرمایا کہ میری آپ سے کسی طرح کی بھی شرکت نہیں ہے، اس لیے آپ میری ہدایت اور شرح صدر کے لیے دعا کریں۔

وہاں سے عبدالکریم صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا جواب ملا کہ تمہارا خط پہنچا، تمہارے لیے خوب دعا کرائی گئی۔ تم کبھی کبھی اس کی یاددہانی کرادیا کرو۔ حضرت فرماتے تھے کہ اس زمانے میں ایک پیسہ کا کارڈ تھا، میں تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد ایک ایک کارڈ دعا کی درخواست کا ڈال دیتا۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے ایک دفعہ مرزائیوں کی کتابیں منگوائی تھیں، اس غرض سے کہ ان کی تردید کریں گے۔ میں نے بھی دیکھیں قلب پر اتنا اثر ہوا کہ اس طرف میلان ہو گیا اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ سچے ہیں۔

(سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری ص ۵۵، ۵۶، مرتبہ مولانا ابوالحسن علی ندوی)

اسی کتاب میں لکھا ہے کہ کچھ دن شاہ عبدالقادر صاحب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں بھی تھے، لیکن دین میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی سختی انھیں پسند نہیں آئی اور وہ دوسری جگہ چلے گئے۔

اس عبارت میں ایک طرف مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ مولانا ابوالحسن علی ندوی کے پیر و مرشد کا کردار ملاحظہ فرمایئے کہ ایک کذاب مدعی نبوت کے ساتھ کتنی خوش عقیدگی ہے۔ اور دوسری طرف اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے ایمان و یقین کی بصیرت، حق کا عرفان اور باطل شکنی کا حوصلہ ملاحظہ فرمایئے کہ دشمن سے لڑنے کے لیے ہتھیار جمع کر رہے ہیں۔

ایک اور تازہ کتاب:

"خطبات حکیم الاسلام" کے نام سے مہتمم صاحب کی تقریروں کا ایک نیا مجموعہ حال ہی میں دیوبند سے شائع ہوا ہے۔ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اور ختم نبوت کے عنوان کے تحت موصوف کی تقریر کے یہ اقتباسات ملاحظہ فرمایئے۔ ارشاد فرماتے ہیں:

"خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ نبوت علم اور اخلاق کے کتنے مراتب ہیں وہ آپ کی ذات بابرکات کے اوپر ختم ہو چکے ہیں۔"

(خطبات ص ۴۶، قسط اول)

ختم نبوت کا مفہوم اس اقتباس میں کتنی صفائی کے ساتھ مسخ کیا گیا ہے۔

"ختم نبوت کا معنی قطع نبوت کا نہیں کہ نبوت قطع ہو گئی، ختم نبوت کے معنی تکمیل

نبوت، یعنی نبوت کامل ہوگئی۔"

(خطبات ص ۴۶، قسط اول)

اور یہاں پہنچ کر تو مہتمم صاحب نے اپنے چہرے کا بالکل نقاب ہی الٹ دیا ہے۔

"ختم نبوت کا یہ معنی لینا کہ نبوت کا دروازہ بند ہوگیا، یہ دنیا کو دھوکہ دینا ہے۔"

(خطبات حکیم الاسلام ص ۵۰)

اب آپ ہی انصاف کیجیے کہ جب نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے تو اب جتنے نبی آجائیں، انہیں کون روک سکتا ہے۔ معاذ اللہ۔

نوٹ: اس مضمون کا کچھ حصہ جناب اویس عثمانی کے ایک مضمون سے ماخوذ ہے۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

مصنف کی دیگر کتب

- میلادِ مصطفیٰ ﷺ
- خطباتِ ختمِ نبوت
- آسان حج وعمرہ اور مسجد نبوی کی زیارت
- اربعین ختمِ نبوت
- برصغیر کا مسیلمہ کذاب

ناشر:
جلالیہ پبلیکیشنز پاکستان
0301-4662973,0333-4662973